فہرست

باب:1

باب:2

باب:3

باب:4

باب:5

باب:6

باب:7

باب:8

باب:9

باب:10

باب:11

باب:12

باب:13

باب:14

عرضِ مؤلف

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسانیت کو گمراہیت اور جہالت سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء ورسل علیہم السلام مبعوث فرمائے۔ ہر نبی اپنی قوم کو گمراہیت سے روکتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا تاکہ قوم دونوں جہانوں میں فلاح اور کامرانی حاصل کرے۔ وقت گزرتا رہا' انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لاتے رہے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچاتے رہے۔

سب سے آخر میں رب تعالیٰ نے اپنے محبوب رسولوں کے سالار ﷺ کو دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ رسولِ برحق ﷺ انسانیت کو کفر کی تاریکی سے نکال کر نور ہدایت کی طرف لائے اور اسلام جیسا مذہب ہمیں عطا فرمایا۔ اسلام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا وہ پسندیدہ دین ہے جس میں پیدائش سے لے کر موت تک کے تمام مراحل کا بیان ہے' اس دین میں ہر مسئلے کا حل موجود ہے۔

اس دین کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ کلمہ طیبہ' نماز' روزہ' زکوۃ اور حج۔ اسی طرح جہاد کو اسلام کی جان قرار دیا گیا اور بقیہ اعمال اس کے بعد ہیں۔ اگر کوئی مسلمان ان ارکان اسلام پر عمل کرے اور اسی کے مطابق زندگی گزارے تو دنیا وآخرت میں کامیاب ہوگا۔

اب ان ارکان اسلام کی اہمیت اور فضیلت کیسے معلوم ہو؟ ہمارے دل میں عمل کا جذبہ کیسے بیدار ہو؟ اس فکر کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے ایک مختصر سی کوشش کی ہے کہ یہ تمام چیزیں ایک جگہ جمع ہو جائیں۔

بالآخر اس کتاب کی تیاری کی گئی جس میں کلمہ طیبہ کی اہمیت وفضیلت، نماز اور نماز جماعت کی فضیلت و اہمیت، روزہ کی اہمیت وفضیلت، زکوٰۃ کی اہمیت وفضیلت، حج کی اہمیت وفضیلت، جہاد کی اہمیت وفضیلت، وضوٗ ذکر الٰہی، دعا کی اہمیت وفضیلت، عقائدِ اسلامیہ، بزرگانِ دین کا کلمۃ الحق بلند کرنا اور حضور ﷺ کی غلامی پر کیا کیا انعامات ملتے ہیں، شامل کئے گئے ہیں۔

مطالعہ کا شوق رکھنے والوں کے لئے ایک مجموعہ ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کہ رب تعالیٰ اس کتاب کو مسلمانوں کے لئے نافع بنائے اور یہ کتاب گھر گھر پہنچے اور ہماری کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

فقط والسلام

الفقیر محمد شہزاد قادری ترابی

3 رمضان المبارک 1437ھ بمطابق

8 جون 2016ء بوقت بعد نمازِ مغرب

باب 1

- کلمہ طیبہ کی اہمیت وفضیلت
- کلمہ یا کلمہ طیبہ کیا ہے؟
- کلمہ طیبہ اور قرآنِ مجید
- کلمہ طیبہ اور احادیث

کلمہ طیبہ کی اہمیت وفضیلت

آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے جب عرب کی سرزمین سے خورشید توحید حضور سید عالم ﷺ کی بعثت کے روپ میں طلوع ہوا۔ جس نے اس جہانِ فانی کو اسلام کی نئی روشنیوں سے روشناس کرایا اور اسلام کی روشنی حاصل کرنے کے لئے پانچ چیزوں کو لازمی قرار دیا کہ ان کے بغیر اسلام کی تکمیل نہیں ہوتی ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ۔

حدیث شریف = اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہیں (کلمہ طیبہ) گواہی دینا کہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے (صحیح بخاری، کتاب الایمان، حدیث)

کلمہ یا کلمہ طیبہ کیا ہے؟

کلمہ کے لغوی معنیٰ قول، بات، وہ یا معنیٰ لفظ جو انسان کے منہ سے نکلے

(بحوالہ: المنجد، صفحہ نمبر 695، انتشارات اسلام، مطبوعہ تہران)

مسلمانوں کی اصطلاح میں کلمۃ التوحید کے لئے بولا جاتا ہے جو اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے پہلا بنیادی رکن (یعنی ایمان) ہے۔ یعنی شہادتِ اسلام کے لئے، گویا اسلام کا عقیدہ اسی بنیاد پر قائم ہے کیونکہ دوسرے چار ارکان کا تعلق عبادات سے ہے اور ایمان یا بنیادی عقیدہ کے بغیر عبادات کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

کلمہ طیبہ اور قرآن مجید

کلمہ طیبہ کے دونوں اجزاء قرآن کریم کی دو آیتیں ہیں' چنانچہ پہلا جزء سورۂ صافات میں وارد ہوا۔

القرآن: اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ

ترجمہ: بے شک جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اونچی کھینچتے تھے (سورۂ صافات' آیت 35' پارہ 23)

کلمہ طیبہ کا دوسرا جزء سورۂ فتح میں وارد ہے۔

القرآن: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل (سورۂ فتح' آیت 29' پارہ 26)

آیات بالا سے واضح ہے کہ کلمہ طیبہ اپنے مادہ کے لحاظ سے توصراحۃً قرآن میں موجود ہے اور قرآن مجید اس کے حق میں محض ماخذ ہی نہیں بلکہ نص صریح ہے۔

کلمہ طیبہ اور احادیث

ایمان کی سب سے افضل شاخ کلمہ طیبہ کہنا ہے

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں۔ ان میں سب سے افضل شاخ ''لا الہ الا اللہ'' کا کہنا ہے اور ادنیٰ شاخ تکلیف دینے والی چیزوں کا راستہ سے ہٹانا ہے اور حیا ایمان کی ایک (اہم) شاخ ہے۔ (مسلم شریف' کتاب الایمان)

ایمان کیسے تازہ ہو

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہا کرو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم اپنے ایمان کو کس طرح تازہ کریں؟ ارشاد فرمایا ''لا الہ الا اللہ'' کو کثرت سے کہتے رہا کرو۔ (مسند امام احمد ابن حنبل، طبرانی، الترغیب و الترہیب)

سب سے افضل ذکر کلمہ طیبہ ہے

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا۔ تمام اذکار میں سب سے افضل ذکر ''لا الہ الا اللہ'' ہے اور تمام دعاؤں میں سب سے افضل دعا ''الحمد للہ'' ہے۔

کلمہ طیبہ پڑھنے والے کے لئے
آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا (جب) کوئی بندہ اخلاص کے ساتھ ''لا الہ الا اللہ'' کہتا ہے تو اس کلمہ کے لئے یقینی طور پر آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ یہ کلمہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے یعنی فوراً قبول ہوتا ہے بشرطیکہ وہ کلمہ کہنے والا کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے۔

(ترمذی، باب دعاء ام سلمۃ، حدیث 3590)

موت کے وقت کلمہ پڑھنے والا راحت اور نور پائے گا

☆ حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جسے ایسا شخص پڑھے جس کی موت کا وقت قریب ہو تو اس کی روح جسم سے نکلتے وقت اس کلمہ کی بدولت ضرور راحت پائے گی اور وہ کلمہ اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔ (وہ کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' ہے) (مسند ابویعلیٰ' مجمع الزوائد)

کلمہ پڑھنے والا بالآخر جنت میں داخل ہوگا

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر وہ شخص جہنم سے نکلے گا جس نے ''لا الہ الا اللہ'' کہا ہوگا اور اس کے دل میں ایک جو کے وزن کے برابر بھی بھلائی ہوگی یعنی ایمان ہوگا پھر ہر وہ شخص جہنم سے نکلے گا جس نے ''لا الہ الا اللہ'' کہا ہوگا اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر بھی خیر ہوگی۔ یعنی ایمان ہوگا پھر ہر وہ شخص جہنم سے نکلے گا جس نے ''لا الہ الا اللہ'' کہا ہوگا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر ہوگی۔ (بخاری' باب قول اللہ: لما خلقت بیدی' حدیث 7410)

کلمہ طیبہ کثرت سے پڑھو' موت اور بیماری سے قبل

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی پاک ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں ''لا الہ الا اللہ'' کی گواہی کثرت سے دیتے رہا کرو۔ اس سے پہلے کہ ایسا وقت آئے کہ تم اس کلمہ کو (موت یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے) نہ کہہ سکو (مسند ابویعلیٰ' الترغیب والترہیب)

توحید کا اقرار کرنے والا عذاب سے محفوظ

☆ مولا علی رضی اللہ عنہ سے نبی پاک ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں' جس نے میری توحید کا اقرار کیا' وہ میرے قلعہ میں داخل ہوا اور

جو میرے قلعہ میں داخل ہوا' وہ میرے عذاب سے محفوظ ہوا۔

(جامع الصغیر' جلد '2ص243)

کلمہ طیبہ پڑھنے والا شفاعت کا مستحق

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا' میری شفاعت کا سب سے زیادہ نفع اٹھانے والا وہ شخص ہوگا جو اپنے کے خلوص کے ساتھ ''لا الہ الا اللہ'' کہے۔

(بخاری شریف' باب صفۃ الجنۃ والنار' حدیث 657)

کلمہ طیبہ پڑھنے والا جنت کے جس دروازے سے چاہے' داخل ہو جائے

☆ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ''لا الہ الا اللہ'' کی گواہی اس طرح دی کہ اس کا دل اس کی زبان کی تصدیق کرتا ہو تو وہ جنت کے جس دروازہ سے چاہے' داخل ہو جائے۔ (مسند ابو یعلیٰ' جلد 1' ص68)

خلوص دل سے باوضو کلمہ طیبہ پڑھنے والے کو بارہ مقامات عطا ہوں گے

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو شخص خلوص دل سے باوضو ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کو بارہ مقامات عطا فرمائے گا۔

1۔ جب اس کے مرنے کا وقت قریب ہوگا تو کلمہ زبان پر جاری ہو جائے گا یعنی ایمان کی حالت میں انتقال کرے گا۔

2۔ جان کنی کی سختی اس پر آسان ہوگی۔

3۔ اس کی قبر منور ہوگی۔

4۔منکر نکیر خوش شکل بن کر سامنے آئیں گے۔

5۔قیامت کے دن شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

6۔میزان عمل میں نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا۔

7۔پل صراط پر بجلی کی مانند گزر جائے گا۔

8۔دوزخ کی آگ اس کے جسم پر حرام ہوگی۔

9۔شراب طہور (پاکیزہ شراب) سے نوازا جائے گا۔

10۔بہشت میں ستر حوریں اس کی خدمت کے واسطے مامور ہوں گی۔

11۔سرکار اعظم ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔

12۔رب تعالیٰ کا دیدار عطا ہوگا۔

الحمدللہ! آپ نے کلمہ طیبہ کے فضائل ملاحظہ فرمائیں' فضائل پڑھنے کے بعد دل چاہتا ہے کہ ہماری زبان پر ہر وقت کلمہ طیبہ جاری رہے بلکہ بارگاہ العزت میں دعا ہے کہ موت کے وقت بھی ہماری زباں پر کلمہ طیبہ جاری ہو۔ یہاں ایک اہم بات عرض کرتا چلوں کہ احادیث میں جہاں بھی ''لا الہ الا اللہ'' پڑھنے کی فضیلتیں آئی ہیں' اس سے مراد پورا کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ'' ہے۔

صرف کلمہ پڑھنے سے انسان مسلمان نہیں ہوتا جب تک فرشتوں' آسمانی کتابوں' تمام رسولوں اور آخرت کے دن پر سچے دل سے ایمان نہ لے آئے' تمام ضروریات دین پر دل و جان سے ایمان لانا بھی ضروری ہے اور پھر اس پر مرتے دم تک ثابت قدم رہنا بھی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین

دوسرا باب

نماز کی اہمیت و فضیلت

بے نمازی کے لئے وعیدیں

باجماعت نماز پڑھنے کے فضائل

ترکِ جماعت پر وعیدیں

اور

اللہ والوں کی نمازیں

نماز کی اہمیت وفضیلت

تمام تعریفیں اس ذات کے لئے جو سارے عالمین کو پالنے والا ہے۔ حقیقت میں رب کریم ہی کی ذات لائق عبادت ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں' اگر ساری دنیا اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جائے تو بھی اس کی شان میں کوئی ذرہ برابر بھی اضافہ نہیں ہو سکتا اور اگر پوری دنیا باغی ہو جائے تو بھی اس کی شان میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں ہو سکتی۔

اس کی مخلوقات میں سب سے زیادہ تعداد فرشتوں کی ہے جو ہمہ وقت اس کی تسبیح وتہلیل میں مشغول ہیں۔ جب سے رب نے انہیں پیدا فرمایا ہے' کوئی قیام میں' کوئی رکوع میں اور کوئی سجدہ میں ہے۔ رب کریم ہماری عبادت کا ہرگز محتاج نہیں مگر اس نے ہمیں اپنا قرب عطا کرنے کے لئے رات اور دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں تاکہ بندہ اپنے رب کو راضی کرے۔

نماز وہ عظیم الشان عبادت ہے جو ہر حال میں فرض ہے۔ یہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ذمہ ہے جسے بندوں کو پورا کرنا ہے اور جو بندے اس ذمے کو توڑتے ہیں' انہیں اوندھے منہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔ قرآن وحدیث میں اس فرض کی بڑی اہمیت بیان فرمائی ہے' جنہیں پڑھ کر ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ نماز کی کس قدر تعلیم دی گئی ہے اور اس پر کاربند رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

زیر نظر کتاب خاص طور پر نماز کی فضیلت واہمیت' بے نمازی کے لئے وعیدیں' باجماعت نماز کی فضیلت واہمیت' ترک جماعت کے نقصانات اور اسلاف کی نمازوں کا بیان کے عنوان سے مرتب کی گئی ہے۔ میری نظر سے نماز کے عنوان پر کئی کتابیں گزری ہیں' مگر بعض کتابیں مسائل پر مبنی تھیں' بعض نماز کے طریقے پر مبنی تھیں۔ میرا دل چاہا کہ ایک ایسی کتاب مرتب کی

جائے جس میں نماز کی فضیلت کا تفصیل کے ساتھ بیان ہو لہٰذا کوشش کر کے اس کتاب کو مرتب کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اس کتاب میں ہم سب کی اصلاح کا سامان ہے۔ موجودہ دور میں ہماری مساجد یں ویران ہیں، مسلمان مسجدوں سے دور ہو چکے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے ان کا جذبہ بڑھے گا۔ ہماری مساجد آباد ہوں گی اور جو نمازی ہیں، ان کو مزید نمازوں کی پابندی نصیب ہو گی۔
اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو ہر خاص و عام کے لئے نافع بنائے۔ آمین ثم آمین

فقط والسلام

الفقیر

محمد شہزاد قادری ترابی

نماز کی فضیلت واہمیت
قرآن مجید
کی روشنی میں

آیت نمبر 1:

القرآن: الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (سورۂ بقرہ، آیت 3 پارہ 1)

ترجمہ: وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔

صلوٰۃ کا لغوی معنی

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

صلوٰۃ، عبادت مخصوصہ (نماز) کا نام ہے۔ اس کی اصل دعا ہے اور چونکہ اس عبادت کا ایک جز دعا ہے، اس لئے کل کو جز کا نام دے دیا گیا۔ کوئی شریعت صلوٰۃ سے خالی نہیں رہی، اگرچہ اس کی ہیئت مختلف شریعتوں میں مختلف تھی۔ عبادت کی جگہ کو بھی صلوٰۃ کہتے ہیں۔ اس لئے کلیسا پر بھی صلوٰۃ کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

القرآن: لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ

توضرور گرادی جاتیں راہبوں کی خانقاہیں، گرجے، کلیسے اور مسجدیں (الحج 40)

(المفردات ص 286-285، مطبوعہ المرتضویہ ایران، 1342ھ)

اقامت صلوٰۃ کے معانی اور محامل

قرآن مجید کا اسلوب یہ ہے کہ جب کسی چیز کو اس کے تمام حقوق و فرائض اور اس کے تمام ظاہری اور باطنی آداب کے ساتھ ادا کرنا مقصود ہوتا ہے تو اس کو قامت کے ساتھ تعبیر فرماتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

القرآن: وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ (المائدہ 66)

ترجمہ: اور اگر وہ تورات اور انجیل کو قائم رکھتے اور اس (کلام) کو (قائم رکھتے) جو ان کے رب کی طرف سے ان کے لئے نازل کیا گیا ہے تو وہ ضرور اپنے اوپر سے کھاتے اور اپنے پاؤں تلے سے (کھاتے)

القرآن: اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ

ترجمہ: اسی دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو (الشوریٰ 13)

القرآن: فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ (البقرہ 229)

ترجمہ: اگر تم کو یہ خوف ہو کہ وہ دونوں (میاں، بیوی) اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت کے بدل خلع میں ان پر کوئی حرج نہیں ہے۔

القرآن: وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ (الرحمن 9)

ترجمہ: اور انصاف کے ساتھ وزن کو قائم رکھو اور تولنے میں کمی نہ کرو

اسی اعتبار سے اقامت صلوٰۃ کا معنی یہ ہے کہ نماز کی تمام شرائط پوری کی جائیں۔ اس کے تمام فرائض، واجبات، سنن اور مستحباب کے ساتھ نماز کی تمام ظاہری حدود پوری کی جائیں اور نماز

میں ادھر ادھر کی سوچ و بچار نہ ہو' اور نماز کے دوران دنیاوی منصوبوں اور دنیاوی خیالات میں منہمک اور مستغرق نہ ہو۔ وہ صرف یہ سوچے کہ وہ اللہ کے دربار میں کھڑا ہے اور اس سے مناجات کر رہا ہے' فقط اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور دوران نماز اس کا ڈر اور خوف دامن گیر رہے۔ یہ نماز کی باطنی حدود ہیں اور اسی کا نام خشوع ہے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

آیت نمبر 1:

القرآن: الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ

ترجمہ: وہ لوگ جو اپنی نمازیں خشوع سے پڑھتے ہیں۔ (المومنون 2)

آیت نمبر 2:

القرآن: وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ (سورہ بقرہ آیت 43 پارہ 1)

ترجمہ۔ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

آیت نمبر 3:

القرآن: وَاسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ (سورہ بقرہ آیت 45 پارہ 1)

ترجمہ۔ اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر (نہیں) جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں۔

☆...... غم' مصیبت اور پریشانی کے وقت نماز پڑھنا سید عالم ﷺ کا حکم ہے۔

حدیث شریف = امام احمد' امام ابن جریر اور امام ابو داؤد رحمہم اللہ نے حضرت حذیفہ رضی

اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب نبی پاک ﷺ کو کسی چیز سے خوف یا دہشت لاحق ہوتی تو آپ ﷺ نماز پڑھتے۔

حدیث شریف = امام ابن ابی الدنیا اور امام ابن عساکر نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب کسی رات کو آندھی آتی تو آندھی رکنے تک سرور کونین ﷺ مسجد میں پناہ لیتے اور جب سورج گرہن لگتا یا چاند گرہن لگتا تو نماز پڑھتے۔

حدیث شریف = امام سعید بن منصور، امام ابن المنذر، امام حاکم اور امام بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک سفر میں ان کو ان کے بیٹے کے انتقال کی خبر دی گئی، وہ سواری سے اترے، دو رکعت نماز پڑھی اور ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا اور کہا ہم نے اللہ کے حکم پر عمل کیا ہے کہ صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔

(الدر المنثور، جلد 1، ص 67، مطبوعہ ایران)

آیت نمبر 4:

القرآن: وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ (سورہ بقرہ آیت 83 پارہ 1)

ترجمہ۔ اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو پھر تم پھر گئے مگر تم میں کئے تھوڑے اور تم روگردان ہو۔

آیت نمبر 5:

القرآن: حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی

وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ (سورہ بقرہ آیت 283 پارہ3)

ترجمہ۔نگہبانی کروسب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے

☆...... نماز کی نگہبانی (حفاظت) کا معنیٰ یہ ہے کہ نماز کو اس کے مستحب وقت میں پڑھا جائے اور یہ کوشش کی جائے کہ نماز میں کسی قسم کا سہو اور نقصان واقع نہ ہو۔

حفاظت نماز کی تاکیدات اور نماز میں سستی اور اس کو ترک کرنے پر وعیدات

حدیث شریف= امام بخاری امام مسلم اور امام نسائی رحمہم اللہ' حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی پاک ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا: مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت کے قریب اور دوزخ سے دور کردے' آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شریک نہ کرو' نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو' جب وہ شخص چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا' اگر اس شخص نے اس پر عمل کیا تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔

امام ابویعلیٰ' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دین کی جس چیز کو سب سے پہلے لوگوں پر فرض کیا وہ نماز ہے' اور جو چیز سب سے آخر میں باقی رہے گی وہ نماز ہے اور سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندوں کی نمازوں کو دیکھو' اگر وہ مکمل ہوں تو مکمل لکھ دی جائیں گی' اور اگر وہ ناقص ہوں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دیکھو اس کے نوافل ہیں؟ اگر اس کے نوافل ہوں گے تو فرائض کی کمی نوافل سے پوری کردی جائے گی' پھر فرمائے گا: دیکھو اس کی زکوٰۃ پوری ہے؟ اگر زکوٰۃ پوری ہو تو پوری لکھ دی جائے گی اور اگر ناقص ہو تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دیکھو اس نے کوئی

صدقہ کیا ہے؟ اگر اس نے صدقہ کیا ہوگا تو اس صدقہ سے اس کی زکوٰۃ پوری کر دی جائے گی۔

امام طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جس چیز کا سب سے پہلے بندے سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر نماز درست ہو تو باقی عمل بھی درست ہوں گے اور اگر نماز فاسد ہو تو باقی عمل بھی فاسد ہوں گے۔

امام طبرانی' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جو شخص امانت دار نہ ہو' اس کا کوئی ایمان نہیں' جس کا وضو نہ ہو اس کی کوئی نماز نہیں اور جس کی نماز نہ ہو' اس کا کوئی دین نہیں' دین میں نماز ایسی ہے جیسے جسم میں سر ہے۔

امام بزار' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جس کی نماز نہ ہو' اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔

امام طبرانی' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جو شخص پانچ نمازیں لے کر آیا جن کے وضو' ان کے اوقات اور ان کے رکوع اور سجود کی اس نے حفاظت کی ہوئی ہو' اس شخص کے ساتھ اللہ کا عہد ہے کہ وہ اس کو عذاب نہیں دے گا' اور جس نے ان میں سے کسی چیز میں کمی کی' اس کے ساتھ اللہ کا کوئی عہد نہیں ہے' اگر اللہ چاہے تو اس پر رحم فرمائے اور چاہے تو اس کو عذاب دے۔

امام طبرانی' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے تین چیزوں کی حفاظت کی وہ یقیناً (اللہ کا) ولی ہے اور جس نے ان کو ضائع کیا وہ یقیناً (اللہ کا) دشمن ہے' نماز' روزہ اور جنابت۔

امام طبرانی' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے وقت میں نماز پڑھی اور اس کے لئے مکمل وضو کیا اور نماز کے قیام' خشوع' رکوع اور سجود کو پوری طرح ادا کیا تو وہ نماز سفید اور روشن ہوگی اور اس شخص سے کہے گی: اللہ تیری بھی اسی طرح حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی ہے' اور جس نے وقت

نکلنے کے بعد نماز پڑھی' اس کے لئے مکمل وضوءنہیں کیا اور نہ اس کے خشوع' رکوع اور سجود کو پوری طرح ادا کیا' وہ نماز سیاہ اندھیری ہوگی اور کہے گی' اللہ تجھے بھی اسی طرح ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے حتیٰ کہ جب اللہ چاہے گا اس نماز کو پرانے کپڑے میں لپیٹ کر اس شخص کے منہ پر مار دے گا۔

صلوٰۃ وسطیٰ کے متعلق فقہاء اسلام کی آراء

علامہ آلوسی حنفی بیان کرتے ہیں: صلوٰۃ وسطیٰ (درمیانی نماز) کی تعین میں متعدد اقوال ہیں

(1) اس سے مراد ظہر کی نماز ہے کیونکہ یہ دن کے وسط میں پڑھی جاتی ہے' امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہی مسلک ہے۔

(2) اس سے مراد عصر کی نماز ہے' کیونکہ یہ دن کی دو نمازوں اور رات کی دو نمازوں کے درمیان پڑھی جاتی ہے' حضرت علی' حضرت ابن عباس' حسن اور متعدد صحابہ اور فقہاء کا یہی نظریہ ہے۔ امام شافعی کا بھی یہی مسلک ہے۔

(3) اس سے مراد مغرب کی نماز ہے' کیونکہ یہ چار رکعت اور دو رکعت کی نمازوں کے درمیان متوسط ہے۔ حضرت قبیصہ بن ذویب کا یہی نظریہ ہے۔

(4) اس سے مراد عشاء کی نماز ہے' کیونکہ یہ مغرب اور فجر کی نمازوں کے درمیان ہے جس میں قصر نہیں ہے۔

(5) اس سے مراد فجر کی نماز ہے' کیونکہ یہ دن اور رات کی نمازوں کے درمیان ہے' نیز یہ وہ منفرد نماز ہے جو دوسری نماز کے ساتھ ملا کر نہیں پڑھی جاتی۔ حضرت معاذ' حضرت جابر' عطاء' عکرمہ اور مجاہد کا یہی قول ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وتر ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد چاشت کی نماز ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد عید الفطر ہے' ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد عید الاضحیٰ ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد تہجد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد نماز جمعہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد جماعت کے ساتھ نماز ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد صلوٰۃ خوف ہے۔ اس کے علاوہ بھی اور کئی اقوال ہیں (روح المعانی، جلد ۲، ص ۱۵٦، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

نماز میں سستی پر مصائب

جو شخص نمازوں میں سستی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے پندرہ مصائب میں مبتلا کرتا ہے۔ پانچ دنیا میں، تین موت کے وقت، تین قبر میں اور تین قبر سے نکلتے وقت۔

دنیاوی مصائب یہ ہیں کہ اس کی عمر سے برکت چھین لی جاتی ہے، اس کے چہرے سے صالحین کی نشانی مٹ جاتی ہے، اس کے کسی بھی عمل کا اللہ تعالیٰ اجر نہیں دیتا، اس کی دعا آسمانوں کی طرف بلند نہیں ہوتی، نیکوں کی دعاؤں میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

موت کے وقت جو مصائب درپیش ہوں گے، وہ یہ ہیں۔ وہ ذلیل ہو کر مرے گا، بھوکا مرے گا اور پیاسا مرے گا۔ اگر اسے دنیا کے تمام سمندر پلا دیئے جائیں تو بھی اس کی پیاس نہیں بجھے گی۔

قبر کے مصائب یہ ہیں کہ قبر اس پر تنگ ہوگی، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی، اس کی قبر میں آگ بھڑکائی جائے گی جس کے انگاروں پر وہ رات دن لوٹتا رہے گا، اس کی قبر میں ایک اژدھا مقرر کر دیا جائے گا جس کا نام شجاع یعنی گنجا ہوگا، اس کی آنکھیں آگ کی ہوں گی اور اس کے ناخن لوہے کے ہوں گے جن کی لمبائی ایک دن کے سفر کے برابر ہوگی، وہ کڑک دار بجلی جیسی آواز میں میت سے ہمکلام ہوگا اور کہے گا، میں گنجا اژدھا ہوں، میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے نمازوں کو ضائع کرنے کے بدلے صبح سے شام تک ڈستا رہوں، صبح کی نماز کے لئے سورج نکلتے تک، نماز ظہر کے ضائع کرنے پر تجھے ظہر سے عصر تک، عصر

کی نماز کے لئے مغرب تک، مغرب کی نماز کے ضائع کرنے پر عشاء اور نماز عشاء کے ضائع کرنے کی وجہ سے تجھے صبح تک ڈستا رہوں، اور جب وہ اسے ڈسے گا وہ ستر ہاتھ زمین میں دھنس جائے گا اور قیامت تک اسی طرح اس کو عذاب ہوتا رہے گا۔

اور جو مصائب اسے قبر سے نکلتے ہوئے حشر کے میدان میں جھیلنے ہوں گے، وہ ہیں۔ سخت حساب، رب تعالیٰ کی ناراضگی اور جہنم میں داخلہ۔

(مکاشفۃ القلوب، ص 384، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

آیت نمبر 6:

القرآن: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

(سورہ بقرہ آیت 277 پارہ 3)

ترجمہ: بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا نیگ (انعام) ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

آیت نمبر 7:

القرآن: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

(سورہ نساء آیت 43 پارہ 5)

ترجمہ: اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ، جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ

جو کہوا سے سمجھو۔

آیت نمبر 8:

القرآن: وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ (سورہ نساء آیت 101 پارہ 5)

ترجمہ: اور جب زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو۔

☆......اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ جب تم مسافت کے مطابق سفر کرو (یہ اکسٹھ میل چھ سو چالیس گز ہے) تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ تم چار رکعت کی نماز کو قصر کر کے دو رکعت پڑھ لو' قرآن مجید سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ قصر کی رخصت صرف اس صورت میں ہے جب کفار کے حملے کا خطرہ ہو لیکن احادیث سے یہ ثابت ہے کہ سفر شرعی میں یہ رخصت زمانہ جنگ اور امن دونوں کو شامل ہے۔

آیت نمبر 9:

القرآن: فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (سورہ نساء آیت 103 پارہ 5)

ترجمہ: پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے پھر جب مطمئن ہو جاؤ' تو حسب دستور نماز قائم کرو' بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

☆......اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ ہر نماز ایک وقت مقرر میں فرض کی گئی ہے۔فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک رہتا ہے۔ظہر کی نماز کا وقت سورج کے استواء اور نصف النہار سے زوال کے بعد شروع ہوتا ہے (اور وہ دومثل سایہ تک رہتا ہے) اور عصر کا وقت مثل سائے کے بعد شروع ہوتا ہے اور غروب آفتاب تک رہتا ہے اور عشاء کا وقت اس سفیدی کے چھپنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور صبح صادق تک رہتا ہے۔

(موطا امام مالک' حدیث 9)

آیت نمبر 10:

القرآن: اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا

(سورہ نساء آیت 142 پارہ 5)

ترجمہ: بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا۔

☆......اس آیت میں منافقوں کی تین علامتیں ذکر فرمائی ہیں۔سستی سے نماز پڑھنا' لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھنا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کم کرنا' سستی اور کم ذکر کرنے پر حسب ذیل احادیث میں دلیل ہے۔

گراں باری اور سستی سے نماز پڑھنے کے متعلق احادیث

حدیث شریف = حضرت علاء بن عبدالرحمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بصرہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر گئے۔ جب وہ ظہر کی نماز پڑھ کر فارغ ہو گئے تھے‘ ان کا گھر مسجد کے ساتھ تھا‘ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے پوچھا کیا تم نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے‘ ہم نے کہا ابھی ظہر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے ہیں‘ انہوں نے کہا عصر کی نماز پڑھو۔ ہم نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی‘ جب ہم فارغ ہوئے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا‘ میں نے رسول پاک ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے‘ اتنی تاخیر کرنا منافق کی نماز ہے‘ وہ بیٹھ کر سورج کو دیکھتا رہتا ہے حتیٰ کہ جس وقت سورج دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے‘ تو کھڑے ہو کر چار ٹھونگیں مارتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کم کرتا ہے (مسلم شریف حدیث 622 ابو داؤد حدیث 413)

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا‘ عشاء اور فجر کی نماز منافقوں پر سب سے بھاری ہے‘ اور فرمایا کاش ان کو معلوم ہوتا کہ عشاء اور فجر کی نماز میں کتنا اجر ہے (مسلم حدیث 651)

آیت نمبر 11:

القرآن: وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا

(سورہ نساء آیت 162 پارہ 6)

ترجمہ: اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ایسوں کو عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔

☆...... اس آیت میں نماز اور زکوٰۃ کا خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا کیونکہ جسمانی

عبادت میں پانچ وقت کی نماز میں مشقت ہوتی ہے اور مالی عبادت میں زکوٰۃ کا ادا کرنا دشوار ہوتا ہے اور نماز اور زکوٰۃ ایسی بدنی اور مالی عبادتیں ہیں کہ ان کے ادا کرنے سے انسان باقی بدنی اور مالی عبادات بھی کرنے لگتا ہے۔ نیز تمام عبادتوں کا خلاصہ خالق کی تعظیم اور مخلوق پر شفقت ہے اور نماز سے خالق کی تعظیم ہوتی ہے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے مخلوق خدا پر شفقت ہوتی ہے۔ اس کے بعد قیامت پر ایمان کا تذکرہ فرمایا کیونکہ تمام نیک اعمال کی تحریک اور گناہوں سے اجتناب کی توفیق قیامت پر ایمان رکھنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

آیت نمبر 12:

القرآن: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ (سورۂ مائدہ آیت 6 پارہ 6)

ترجمہ: اے ایمان والو جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ۔

☆......اس آیت میں وضو کا بیان کیا گیا ہے۔ نماز کے لئے وضو کرنا بہت ضروری ہے۔

حدیث شریف = حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں ہوتی اور خیانت کے مال (مال حرام) سے صدقہ قبول نہیں ہوتا (ترمذی حدیث 1، مسلم شریف حدیث 1874)

حدیث شریف = حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا اور ایک ایک مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا، پھر فرمایا یہ وضو کا وہ طریقہ ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز کو قبول نہیں فرماتا۔ آپ ﷺ نے پھر پانی منگوایا اور دو دو مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا،

پھر فرمایا جس نے اس طرح وضو کیا' اس کے لئے دگنا اجر ہے۔ آپ ﷺ نے تھوڑی دیر کے بعد پانی منگوایا اور اس سے اعضاء وضو کو تین تین بار دھویا اور فرمایا یہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے انبیاء کا وضو ہے (سنن دارقطنی حدیث 257' ابن ماجہ حدیث 420)

آیت نمبر 13:

القرآن: وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۤءَ السَّبِيْلِ

(سورۂ مائدہ آیت 12 پارہ 6)

ترجمہ: اور اللہ نے فرمایا بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں ضرور اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن دو بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور ضرور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں پھر اس کے بعد جو تم میں سے کفر کرے وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا۔

آیت نمبر 14:

القرآن: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ

(سورۃ مائدہ آیت 55 پارہ 6)

ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

آیت نمبر 15:

القرآن: وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ (سورۃ مائدہ آیت 58 پارہ 6)

ترجمہ: اور جب تم نماز کے لئے اذان دو تو اسے ہنسی کھیل بناتے ہیں یہ اس لئے کہ وہ نرے بے عقل لوگ ہیں۔

آیت نمبر 16:

القرآن: اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ

(سورۃ مائدہ آیت 91 پارہ 7)

ترجمہ: شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوادے شراب اور جوئے میں تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔

آیت نمبر 17:

القرآن: وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ (سورۂ انعام آیت 72 پارہ 7)

ترجمہ: اور یہ کہ نماز قائم رکھو اور اس سے ڈرو اور وہی ہے جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے۔

آیت نمبر 18:

القرآن: وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ

(سورۂ انعام آیت 92 پارہ 7)

ترجمہ: اور یہ ہے برکت والی کتاب کہ ہم نے اتاری تصدیق فرماتی ان کتابوں کی جو آگے تھیں اور اس لئے کہ تم ڈر سناؤ سب بستیوں کے سردار کو اور جو کوئی سارے جہاں میں اس کے گرد ہیں اور جو آخرت پر ایمان لاتے ہیں' اس بات پر ایمان لاتے ہیں اور اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔

☆......اس آیت میں فرمایا گیا کہ جو لوگ آخرت پر ایمان لاتے ہیں' وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخرت پر ایمان لانے والے تمام نیک اعمال کی حفاظت کرتے ہیں اور برے کاموں سے بچتے ہیں تو اس آیت میں نماز کا خصوصیت کے ساتھ کیوں ذکر فرمایا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مقصود اس بات پر متنبہ کرنا ہے کہ ایمان لانے کے بعد سب سے افضل اور اشرف عبادت نماز ہے۔

آیت نمبر 19:

القرآن: يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (سورۂ اعراف آیت 31 پارہ 9)

ترجمہ: اے آدم کی اولاد اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

آیت نمبر 20:

القرآن: الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ

(سورۂ انفال آیت 3-4 پارہ 9)

ترجمہ: وہ جو نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں، یہی سچے

مسلمان ہیں، ان کے لئے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

☆......اس آیت میں سچے مسلمان کی دو صفات بیان فرمائیں کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں۔ بدنی عبادات میں سب سے افضل نماز ہے، اس لئے اس کا ذکر فرمایا پھر اس کے بعد راہ خدا میں خرچ کرنا مالی عبادت ہے۔ فرمایا یہی برحق مومن ہیں اور ان کے لئے ان کے رب کے پاس (جنت میں) بلند درجات ہیں اور بخشش اور عزت والی روزی ہے۔

آیت نمبر 21:

القرآن: وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ

ترجمہ: اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اس کا قبول ہونا بند نہ ہوا مگر اسی لئے کہ وہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے اور خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری سے۔

(سورۂ توبہ آیت 54 پارہ 10)

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر وہ لوگوں کے ساتھ ہوتے تو نماز پڑھ لیتے اور اگر اکیلے ہوتے تو نماز نہ پڑھتے۔ ایسے شخص کو نماز پڑھنے پر کسی اجر کی امید رکھتا ہے اور نہ نماز نہ پڑھنے سے اس کو کسی عذاب کا خوف ہوتا ہے، اور منافق عبادت کی ادائیگی میں کاہلی اور سستی پیدا کرتا ہے (تبیان القرآن، جلد 5، ص 158، مطبوعہ فرید بک لاہور)

آیت نمبر 22:

القرآن: وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ (سورۂ ہود آیت 114 پارہ 12)

ترجمہ: اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔

☆......اس آیت میں نماز پڑھنے کا حکم دیا اور یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد سب سے بڑی عبادت نماز پڑھنا ہے' اور جب کبھی کسی شخص کو مصیبت یا پریشانی لاحق ہو تو اس کو نماز پڑھنی چاہئے۔

حدیث شریف = حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ جب کسی چیز سے غمزدہ یا فکرمند ہوتے تو نماز پڑھتے (سنن ابوداؤد' حدیث 1319)

پانچ وقت کی نمازوں سے گناہوں کے معاف ہونے کے متعلق

احادیث

حضرت امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ' محمد بن کرب قرظی' مجاہد' حسن' ضحاک' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور مسروق نے کہا' ان نیکیوں سے مراد پانچ نمازیں گناہوں کو اس طرح مٹا دیتی ہیں جس طرح سے پانی میل کو مٹا دیتا ہے اور دھو ڈالتا ہے (جامع

البیان جز12' ص172-171' مطبوعہ دارالفکر بیروت)

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ بتاؤ کہ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر ایک دریا ہو' جس میں وہ ہر روز دن میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو تم کیا کہتے ہو' کیا اس کے بدن پر میل باقی رہے گا؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا اس کے بدن پر میل باقی نہیں رہے گا۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' پانچ نمازوں کی ایسی ہی مثال ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے اس کے گناہوں کو مٹا دے گا۔(بخاری حدیث 528' مسلم حدیث 667)

حدیث شریف = حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام حمران بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا' انہوں نے پانی کا ایک برتن منگوایا پھر اس میں سے تین مرتبہ پانی انڈیل کر اپنے ہاتھوں کو دھویا' پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں ڈال کر پانی لیا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا' پھر تین مرتبہ اپنے چہرے کو دھویا' پھر تین مرتبہ اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھویا' پھر اپنے سر کا مسح کیا' پھر تین مرتبہ اپنے پیروں کو ٹخنوں سمیت دھویا' پھر کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میرے اس وضو کی مثل وضو کیا' پھر اس نے دو رکعت نماز پڑھی کہ اس نماز میں اس نے اپنے آپ سے باتیں نہیں کیں (دل میں از خود خیال آنا ممنوع نہیں ہے۔ممنوع یہ ہے کہ انسان خود دنیاوی باتوں کو سوچنا اور اس میں غور وفکر کرنا شروع کردے) تو اس کے تمام پچھلی گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔(بخاری حدیث 159' مسلم حدیث 226)

حدیث شریف = حضرت ابوعثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ایک خشک شاخ کو پکڑ کر زور زور سے ہلانا شروع کیا' حتیٰ کہ اس کے پتے جھڑنے لگے' پھر کہا اے ابوعثمان تم مجھ سے پوچھتے نہیں کہ میں ایسا کیوں کر رہا ہوں؟ میں نے کہا آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جب مسلمان وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر پانچ نمازیں پڑھتا ہے

تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح یہ پتے جھڑ رہے ہیں اور پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

ترجمہ: اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو (سورۂ ہود آیت 114)

(مسند احمد، حدیث 24108، سنن دارمی حدیث 725)

آیت نمبر 23:

القرآن: وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا (سورۂ مریم، آیت 31، پارہ 16)

ترجمہ: اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں۔

آیت نمبر 24:

القرآن: فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا

(سورۂ مریم، آیت 59، پارہ 16)

ترجمہ: تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے۔

☆...... نمازوں کو گنوانے کا ایک معنیٰ یہ ہے کہ نماز کے حقوق اور اس کے واجبات کی

رعایت نہ کی جائے مثلاً انسان نماز میں تعدیل ارکان نہ کرے جیسا کہ اس حدیث میں اس کی تصریح ہے۔

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے، آپ کے بعد ایک اور شخص مسجد میں داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھی، پھر اس نے آ کر نبی پاک ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا واپس جاؤ اور پھر نماز پڑھو، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس گیا اور پہلے کی طرح نماز پڑھی، پھر آیا اور نبی پاک ﷺ کو سلام کیا۔ آپ نے پھر فرمایا واپس جاؤ اور (دوبارہ) نماز پڑھو۔ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ تین بار اس طرح ہوا، پھر اس نے کہا اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں اس سے زیادہ اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ آپ مجھے تعلیم دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو تو اللہ اکبر کہو، پھر تم جتنا قرآن آسانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہو، اتنا قرآن پڑھو، پھر رکوع کرو حتیٰ کہ اطمینان سے رکوع کرو، پھر رکوع سے اٹھ کر کھڑے ہو حتیٰ کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کرو، پھر سجدہ سے سر اٹھا کر بیٹھو حتیٰ کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور اپنی تمام نمازیں اس طرح پڑھو۔

(صحیح بخاری حدیث 757، مسلم حدیث 397)

☆...... حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا، ایک شخص نماز میں رکوع اور سجدہ کامل طریقہ سے نہیں کر رہا تھا۔ جب وہ نماز پڑھ چکا تو انہوں نے اس شخص سے کہا کہ تم نے نماز نہیں پڑھی اور اگر تم مر گئے تو نبی پاک ﷺ کی سنت کے خلاف کرتے ہوئے مرو گے (صحیح بخاری، حدیث 389)

علامہ ابو سلیمان خطابی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اکثر وہ لوگ جو جلدی جلدی ٹھونگیں مار کر نماز پڑھتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو سستی کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ ان کو نماز پڑھنے میں کوئی ذوق آتا ہے نہ خوشی ہوتی ہے۔ یہ لوگ جب کسی دنیا

دار رئیس یا کسی مقتدر شخصیت کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں تو یہ خواہ کتنی دیر کھڑے رہیں ان کو تھکاوٹ اور اکتاہٹ نہیں ہوتی، لیکن اگر انہیں باجماعت نماز میں امام کے پیچھے کچھ دیر کھڑا ہونا پڑے تو ان کو سخت تھکاوٹ، اکتاہٹ اور بدمزگی ہوتی ہے اور یہ امام کو بہت برا کہتے ہیں (معالم السنن جلد اول، ص 416، مع مختصر سنن ابوداؤد، مطبوعہ دار المعرفت بیروت)

غی کا معنی

غی کا لغوی معنی ہے گمراہی اور ناکامی (مختار الصحاح ص 287)

جہنم کی ایک وادی ہے جس کا نام غی ہے۔ نماز گنوانے والے اس وادی میں جا گریں گے۔

حضرت لقمان بن عامر خزاعی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوامامہ صدی بن علجان باہلی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور میں نے کہا آپ مجھے کوئی حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ نے سنی ہو۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اگر دس اوراق وزنی پتھر جہنم کے کنارے سے جہنم کی گہرائی میں پھینکا جائے تو وہ پچاس سال بعد غی اور اثام تک پہنچے گا۔ میں نے پوچھا غی اور اثام کیا چیزیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جہنم کے نیچے دو کنویں ہیں جن میں دوزخیوں کی پیپ بہہ کر آتی ہے اور ان دونوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔

آیت نمبر 25:

القرآن: وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى

(سورۂ طٰہٰ، آیت 132، پارہ 16)

ترجمہ: اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ کچھ ہم تجھ سے روزی

نہیں مانگتے ہم تجھے روزی دیں گے اور انجام کا بھلا پرہیز گاری کے لئے۔

☆......آپ ﷺ اپنے اہل خانہ کو نماز کا حکم دیں' اس سے مراد ہے آپ ﷺ اپنے اقارب کو نماز کا حکم دیں' اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی پاک ﷺ ہر روز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے گھر جاتے تھے اور ان کو نماز کے لئے اٹھاتے تھے۔ حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ جب بادشاہوں کے محلات میں آرائش اور زیبائش کی چیزیں دیکھتے تو یہ آیت پڑھتے ''ولا تمدن عینیك'' الایۃ پھر ان کو نماز پڑھنے کا حکم دیتے اور کہتے نماز پڑھو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے' اور خود نماز پڑھتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کو تہجد کی نماز کے لئے اٹھاتے اور خود بھی نماز پڑھتے اور اس آیت پر عمل کرتے۔

اس کے بعد فرمایا ہم آپ سے آپ کے رزق کا سوال کرتے ہیں اور نہ ان کے رزق کا سوال کرتے ہیں کہ آپ رزق کی فراہمی میں مشغولیت کی وجہ سے نماز نہ پڑھیں بلکہ آپ کے اور ان کے کفیل اور ذمہ دار ہم ہیں۔ پھر جب نبی پاک ﷺ کے اہل وعیال کو تنگی کا سامنا ہوتا تو آپ ان کو نماز پڑھنے کا حکم دیتے۔

آیت نمبر 26:

القرآن: اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (سورۂ حج' آیت 41' پارہ 17)

ترجمہ: وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں تو نماز برپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں اور اللہ ہی کے لئے سب کاموں کا انجام۔

☆...... قابو دینے سے مراد ہے ان کو سلطنت اور حکومت عطا فرمانا اور ان کو یہ قوت دینا

کہ وہ اپنے احکام کو لوگوں پر نافذ کرسکیں۔ اور اس سے مراد مطلق قدرت نہیں ہے کیونکہ مطلق قدرت تو ہر شخص کو حاصل ہے لیکن ہر شخص کو یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ زمین میں نماز کا نظام قائم کرے، مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کر کے اس کے مصارف پر خرچ کرے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے یعنی لوگوں سے نیک کاموں پر عمل کرائے اور برے کاموں پر ان پر حد اور تعزیر جاری کردے۔

آیت نمبر 27:

القرآن: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (سورۂ مومنون، آیت 1-2، پارہ 17)

ترجمہ: بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔

آیت نمبر 28:

القرآن: رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ (سورۂ نور، آیت 37، پارہ 17)

ترجمہ: وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے، ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں۔

☆...... امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس ابن ابی حاتم علیہ الرحمہ اپنی اسانید کی ساتھ روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے (سورۂ نور آیت 37) کی تفسیر میں فرمایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے کے لئے

زمین میں سفر کرتے ہیں۔(تفسیر امام ابن ابی حاتم، حدیث 14645، مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ)

☆......حضرت سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بازار میں تھے۔نماز کی اقامت کہی گئی تو مسلمانوں نے دکانیں بند کردیں اور مسجد میں چلے گئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ان ہی لوگوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔رجال لا تلھیھم تجارۃ (تفسیر امام ابن ابی حاتم، حدیث 14647)

☆......حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس راستہ پر کھڑے ہوکر چیزیں فروخت کرتا تھا اور ہر روز تین سو دینار نفع کماتا تھا اور ہر روز مسجد میں جاکر نماز پڑھتا تھا، لیکن یہ میں نہیں کہتا کہ یہ (نفع) حلال نہیں ہے لیکن میں یہ چاہتا تھا کہ میں اس آیت میں داخل ہوں ''رجال لا تلھیھم''(تفسیر امام ابن ابی حاتم حدیث 14649)

آیت نمبر 29:

القرآن: وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا

(سورۂ فرقان، آیت 64، پارہ 19)

ترجمہ: اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں۔

☆......اس آیت کا معنیٰ ہے اور جو لوگ اپنے رب کی رضا کے لئے رات کو نماز پڑھتے رہتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، جس شخص نے اپنے رب کی رضا کے لئے عشاء کی نماز کے بعد دو یا دو سے زیادہ رکعات نماز پڑھی، وہ اس آیت کا مصداق ہے (تفسیر معالم التنزیل، جلد 3، ص 455)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا' نبی پاک ﷺ فرماتے تھے' اس رات سے اپنا حصہ لو خواہ دو رکعت' خواہ چار رکعت۔

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو رات کو نماز میں قیام کرتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوتے ہیں (تفسیر امام ابن ابی حاتم' جلد 8' ص 2723)

حدیث شریف = حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جس شخص نے جماعت کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو یہ آدھی رات کے قیام کے برابر ہے اور جس شخص نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تو وہ پوری رات کے قیام کے برابر ہے (صحیح مسلم' حدیث 654' ابوداؤد حدیث 555)

حدیث شریف = حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ میں سفر کرتے ہوئے آپ ﷺ کے بہت قریب ہوگیا۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے اور مجھ کو دوزخ سے دور کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' تم نے مجھ سے بہت عظیم چیز کے متعلق سوال کیا ہے اور یہ چیز اسی پر آسان ہوگی جس کے لئے اللہ تعالیٰ اس کو آسان کردے گا۔ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ' اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو پھر فرمایا' کیا میں تم کو خیر کے دروازوں کی رہنمائی نہ کروں؟ روزہ ڈھال ہے اور صدقہ اسی طرح گناہوں کو مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدھی رات کو اٹھ کر آدمی کا نماز پڑھنا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

القرآن: تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ

ترجمہ: ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خوابگاہوں سے (سجدہ آیت 16)

پھر فرمایا تمام کاموں کا سردار اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔ پھر فرمایا کیا میں تم کو اس چیز کی خبر نہ دوں جس پر ان تمام چیزوں کا دارومدار ہے؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں یا نبی اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا اس کو قابو میں رکھو۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی ﷺ ہم جو کچھ باتیں کرتے ہیں کیا ان پر ہماری گرفت کی جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا! اے معاذ رضی اللہ عنہ! تم پر تمہاری ماں روئے! جو چیز لوگوں کو دوزخ میں منہ کے بل یا نتھنوں کے بل گرائے گی، وہ ان کی زبانوں کی کاٹی ہوئی فصل ہی تو ہے (ترمذی حدیث 2616، ابن ماجہ حدیث 3973)

آیت نمبر 30:

القرآن: وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ (سورۂ نور، آیت 37، پارہ 17)

ترجمہ: اور نماز قائم فرماؤ بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے۔

☆......نماز برے کاموں سے روکتی ہے پھر بعض نمازی برے کام کیوں کرتے ہیں؟

اس آیت پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ہم بہت سے لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ پابندی سے نماز بھی پڑھتے ہیں اور بے حیائی اور برائی کے کام بھی کرتے ہیں اس اعتراض کے حسب ذیل جوابات ہیں۔

(1) نماز جو ان کو بے حیائی اور برائی کے کاموں سے روکتی ہے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ نماز میں انواع و اقسام کی عبادات ہیں۔ نماز میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیام ہے، تکبیر ہے، تسبیح ہے، تلاوت قرآن ہے، رکوع اور سجود ہے، صلوٰۃ النبی ہے اور دعا ہے اور یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے سامنے انتہائی عاجزی اور خضوع اور خشوع پر دلالت کرتے ہیں، گویا کہ نماز زبان حال سے

نمازی سے کہتی ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس قدر تعظیم بجالاتا ہے اس قدر ادب کے ساتھ اس کی بارگاہ میں کھڑا ہوتا ہے۔ اپنے قول اور فعل سے اس کی عبادت کا اظہار کرتا ہے اور پھر تو اس کی نافرمانی کرتا ہے اور بے حیائی کے کام کرتا ہے۔ سو نماز کے اندر اور نماز کے باہر تیرا حال متضاد اور متناقض ہے اور یہ منافق کی روش ہے کہ اس کے باطن اور ظاہر میں تخالف ہوتا ہے سو تو خارج از نماز کے حال کو نماز کے موافق کر لے۔

(2) جب انسان خضوع اور خشوع کے ساتھ اس طرح نماز پڑھے گا کہ اس کا رب اس کو دیکھ رہا ہے اور ہر روز پانچ مرتبہ اس طرح نماز پڑھے گا کہ اس کا رب اس کو دیکھ رہا ہے تو اس کو ہر وقت خیال رہے گا کہ وہ اپنے رب کے سامنے ہے اور اس کا رب اس کو دیکھ رہا ہے اور عین حالت میں بھی اس کو یہ خیال آئے گا کہ اس کا رب اسکو دیکھ رہا ہے تو پھر وہ اس معصیت سے باز آ جائے گا، معصیت کے ارتکاب کی یہی وجہ ہوتی ہے کہ انسان اپنے رب سے غافل ہوتا ہے اور جب اس کے دل و دماغ میں اللہ تعالیٰ کا خیال ہوگا تو پھر وہ معصیت پر جرات نہیں کرے گا۔

(3) جب انسان پابندی سے نماز پڑھتا رہے گا تو اس پر نماز کی برکات اور اس کے ثمرات مرتب ہوں گے اور وہ گناہوں سے باز آ جائے گا۔ امام بغوی اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے عرض کیا۔ ایک آدمی ساری رات قرآن پڑھتا ہے اور صبح اٹھ کر چوری کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا عنقریب اس کی قرات اس کو چوری سے روک دے گی۔

(معالم التنزیل ج 3، ص 559-558، مسند البزار رقم الحدیث 722-721، مسند احمد ج 2، ص 447، صحیح ابن حبان رقم الحدیث 2560)

(4) جس طرح کوئی شخص خاک روب ہو یا مٹی کھودنے والا ہو اور ہر وقت مٹی اور گندگی میں ملوث رہتا ہو لیکن جب وہ صاف ستھرے اور نئے کپڑے پہن لے تو وہ اس لباس میں مٹی اور گندگی سے مجتنب رہتا ہے اور اس کا وہ صاف ستھرا لباس اس کو مٹی اور گندگی میں تلوث سے مانع

ہوتا ہے اسی طرح جو شخص معصیت میں مبتلا رہتا ہے وہ بھی حالت نماز میں معصیت سے مجتنب رہتا ہے اور اس کو نماز معصیت میں تلوث سے منع کرتی ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابن عباس' ابن جریج اور حماد بن ابی سلیمان وغیرہم نے کہا ہے کہ جب تک نمازی نماز میں مشغول رہتا ہے' نماز اس کو بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی رہتی ہے (البحر المحیط' ج 8 ص 359)

(5) جس شخص نے نماز پڑھی اور اس نے بے حیائی اور برائی کے کام بھی کئے' اس نے صرف صورۃً اور ظاہراً نماز پڑھی ہے حقیقتاً نماز نہیں پڑھی۔

امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم اپنی سند کے روایت کرتے ہیں۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا جس شخص کو اس کی نماز نے بے حیائی اور برائی کے کاموں سے نہیں روکا' اس کی نماز نہیں ہوئی۔ (تفسیر امام ابن ابی حاتم' رقم الحدیث 17340)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو اس کی نماز نے بے حیائی اور برائی کے کاموں سے نہیں روکا' اس نماز سے اس کو صرف اللہ سے دوری حاصل ہوگی (تفسیر ابن حاتم رقم الحدیث 17340)

ابو العالیہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ نماز کے تین اوصاف ہیں اور جس نماز میں ان تین اوصاف میں سے کوئی وصف بھی نہ ہو وہ نماز نہیں ہے۔

1۔ اخلاص

2۔ خشوع

3۔ اللہ کا ذکر

پس اخلاص اس کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور خشوع اور خشیت اس کو بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر یعنی قرآن پڑھنا اس کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے۔ (تفسیر ابن ابی حاتم رقم الحدیث 17344)

(6) حضرت ابن عباس نے فرمایا الفحشاء (بے حیائی) سے مراد زنا کرنا ہے اور المنکر سے مراد شرکیہ کام کرنا ہے، سو جو شخص یہ کام کرے گا، اس کی نماز نہیں ہوگی (تفسیر ابن ابی حاتم رقم الحدیث 17347)

(7) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

القرآن: وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (طٰہٰ:14)

ترجمہ: اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھو۔

جو شخص اللہ کو یاد رکھنے والا ہوگا وہ اللہ کا ناپسندیدہ کام نہیں کرے گا اور ہر وہ شخص جو بے حیائی اور برائی کے کام کرتا ہے اور نماز بھی پڑھتا ہے تو اگر وہ بے نمازی ہوتا تو ایسے برے اور بے حیائی کے کام بہت زیادہ کرتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے کی وجہ سے اس کے برے کاموں میں کمی آجاتی ہے۔

(8) اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ ہر شخص کو روکتی ہے۔ سو اگر بعض لوگ نماز پڑھنے کی وجہ سے برائی اور بے حیائی کے کاموں سے رک گئے تو اس آیت کے صدق کے لئے کافی ہے۔

(9) نماز دو کیفیتوں کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ ایک کیفیت یہ ہے کہ نماز کو اس کے تمام فرائض، واجبات، سنن، آداب اور خضوع اور خشوع کے ساتھ پڑھا جائے اور جب وہ نماز میں قرآن مجید کی تلاوت کرے یا تلاوت سنے تو اس کے معانی میں تدبر کرے۔ تشہد میں محبت سے نبی ﷺ کو سلام کرے اور محبت سے درود پڑھے، اخلاص، حضور قلب اور تضرع کے ساتھ اپنے لئے دعا کرے تو جو شخص ایسی نماز پڑھتا ہے اس کی نماز مقبول ہوتی ہے اور یہی نماز اس کو بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے اور دوسری کیفیت یہ ہے کہ انسان غفلت اور بے توجہی سے نماز پڑھتا ہے۔ اس کی نماز قرآن میں تدبر کرنے اور خضوع اور خشوع سے خالی ہوتی ہے۔ وہ

اعتدال کے ساتھ رکوع اور سجدہ نہیں کرتا۔اس کے سلام اور صلاۃ میں اخلاص ہوتا ہے نہ دعا میں استحضار ہوتا ہے اور ایسی نماز کا برائیوں سے روکنا بہت کمزور ہوتا ہے اور نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ یہ نماز رد کردی جاتی ہے جیسے کوئی شخص کسی کو پھٹا پرانا اور گندا کپڑا تحفہ میں دے تو وہ اس کپڑے کو دینے والے کے منہ پر مار دیتا ہے اور نماز زبان حال سے کہتی ہے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے' اللہ بھی تجھے اسی طرح ضائع کردے' اور بعض امامیہ نے حضرت ابوعبداللہ سے روایت کیا ہے کہ جو شخص یہ جاننا چاہتا ہو کہ اس کی نماز مقبول ہوئی ہے یا نہیں۔ وہ یہ دیکھے کہ آیا اس کی نماز اس کو بے حیائی اور برائی کے کاموں سے روکتی ہے یا نہیں' وہ جس قدر برائی سے دور ہوگا' اسی قدر اس کی نماز مقبول ہوگی۔

(10) اس اشکال کا اصل جواب یہ ہے کہ اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ نماز بے حیائی اور برے کاموں سے نمازی کو روکتی ہے اور منع کرتی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ نماز کے روکنے اور منع کرنے سے نمازی ان کاموں سے رک جاتا ہے۔ یہاں تو بندہ کو نماز کے برائیوں سے روکنے اور منع کرنے کا ذکر ہے۔خود اللہ عزوجل بھی تو بندہ کو بے حیائی اور برائی سے منع کرتا ہے تو جب اللہ کے منع کرنے سے تمام بندے برائیوں سے نہیں رکتے تو نماز کے منع کرنے سے اگر تمام بندے برائیوں سے نہ رکیں تو کیا اعتراض کی بات ہے اور کیا اشکال ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

القرآن: اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (النحل:90)

بے شک اللہ عدل کرنے اور نیکی کرنے اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور برائی اور زیادتی کرنے سے منع کرتا ہے' وہ تم کو خود نصیحت فرما رہا ہے تا کہ تم نصیحت قبول کرو۔

اس آیت میں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بے حیائی اور برائی کے کاموں سے روکتا ہے تو اگر بعض بندے بے حیائی اور برے کاموں سے نہیں رکتے تو یہ اللہ تعالیٰ کے بے حیائی اور برائی سے روکنے کے خلاف نہیں ہے۔ اسی طرح نماز بے حیائی اور برائی کے کاموں سے روکتی ہے تو اگر بعض نمازی بے حیائی اور برائی کے کاموں سے نہیں رکتے تو یہ نماز کے بے حیائی سے روکنے کے خلاف نہیں ہے۔

آیت نمبر 31:

القرآن: اِلَّاۤ اَصۡحٰبَ الۡیَمِیۡنِ ۝ فِیۡ جَنّٰتٍ یَتَسَآءَلُوۡنَ ۝ عَنِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ۝ مَا سَلَکَکُمۡ فِیۡ سَقَرَ ۝ قَالُوۡا لَمۡ نَکُ مِنَ الۡمُصَلِّیۡنَ ۝ (سورۂ مدثر، آیت 39 تا 43، پارہ 29)

ترجمہ: مگر دہنی والے باغوں میں پوچھتے ہیں مجرموں سے تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔

ان آیتوں کا معنیٰ یہ ہے کہ دائیں طرف والے ایک دوسرے سے مجرمین کے متعلق سوال کریں گے اور یہ کہیں گے کہ مجرمین کہاں ہیں؟ اور جب ان کو دیکھ لیں گے تو کہیں گے: تمہیں کس جرم نے دوزخ میں داخل کیا؟ وہ کہیں گے: ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے اور ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔

امام محمد بن عمر رازی شافعی علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہ ضروری ہے کہ اس آیت میں نماز سے مراد فرض نماز ہو اور زکوٰۃ سے مراد زکوٰۃ واجبہ ہو، کیونکہ واجب کے ترک پر ہی عذاب ہوتا ہے اور انہوں نے کہا: ہم لغو کاموں میں مشغول رہتے تھے، اس سے مراد ہے: ہم باطل کاموں میں مشغول رہتے تھے اور انہوں نے کہا: ہم یوم جزاء

یعنی قیامت کے دن کی تکذیب کرتے تھے، حتیٰ کہ ہم پر موت آ گئی۔

آیت نمبر 32:

القرآن: وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ (سورۂ معارج، آیت 35/34، پارہ 29)

ترجمہ: اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں، یہ ہیں جن کا باغوں میں اعزاز ہوگا۔

آیت نمبر 33:

القرآن: اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ ○ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ○ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى

ترجمہ: اس دن تیرے رب ہی کی طرف ہانکنا ہے اس نے نہ تو سچ مانا اور نہ نماز پڑھی ہاں جھٹلایا اور منہ پھیرا (سورۂ قیٰمہ آیت 30 تا 32 پارہ 29)

آیت نمبر 34:

القرآن: وَالْفَجْرِ ○ وَلَيَالٍ عَشْرٍ (سورۂ فجر آیت 1-2)

ترجمہ: قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

القرآن: اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا

(سورۂ بنی اسرائیل، آیت 78)

ترجمہ: نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کی اندھیری تک اور صبح کا قرآن' بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے فرمایا' فجر کی نماز حاضری کا وقت ہے۔ فرمایا اس میں رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ (ترمذی)

کتنا مبارک وقت ہوتا ہے مگر ہم اس وقت کو سو کر ضائع کر دیتے ہیں' کتنے ہی خزانے ہیں مگر ہم سستی کی بناء پر کھو دیتے ہیں۔

پوری رات کھڑے ہو کر عبادت کرنے کے برابر

حدیث شریف = رسول اکرم ﷺ نے فرمایا' جس نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی' گویا کہ آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی گویا کہ ساری رات قیام کیا (مسلم شریف)

جس نے فجر کی نماز ادا کی' وہ رب کی حفاظت میں ہے

حدیث شریف = حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا' جس نے فجر کی نماز پڑھی تو وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔ (مسلم شریف)

سبحان اللہ! یہ احکم الحاکمین کی حفاظت ہے۔ بادشاہوں کے بادشاہ کی حفاظت ہے' جو اس کی حفاظت میں آ گیا' وہ رب تعالیٰ کی نگاہ رحمت میں آ جاتا ہے۔

فجر و عشاء کا ثواب معلوم ہو جائے تو گھسٹے ہوئے آتے

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا' اگر لوگ جان لیں کہ اذان اور پہلی صف میں کیا ثواب ہے پھر بغیر قرعہ ڈالے اسے نہ

پاسکیں گے تو قرعہ ہی ڈالیں اور اگر جانتے کہ دوپہر کی نماز میں کیا ثواب ہے تو اس کی دوڑ کر آتے اور اگر جانتے کہ عشاء و فجر کی نماز میں کیا ثواب ہے تو ان میں گھسٹے ہوئے بھی پہنچتے ۔ (بخاری و مسلم)

فجر کی دو رکعتوں کی قدر و قیمت

حدیث شریف = نبی کریم ﷺ نے فرمایا' فجر کی دو رکعت نمازیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں (مسلم شریف)

جب دو رکعت سنتوں کا یہ اجر ہے تو فرض رکعتوں کے اجر وثواب کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟

فجر کی نماز کشائش رزق کا سبب

حدیث شریف = سرکار ﷺ نے دعا فرمائی ۔ اے اللہ! میری اُمّت کے لئے دن کے ابتدائی حصہ میں برکت کو مقدر فرما (ابوداؤد)

شیطان کان میں پیشاب کر دیتا ہے

حدیث شریف = حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول پاک ﷺ سے ذکر کیا کہ ایک شخص رات کو سویا تو صبح تک سوتا رہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ آدمی ہے کہ جس کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے ۔ (بخاری)

فجر کی نماز چھوڑنا طبیعت کو سست اور بوجھل کر دیتا ہے

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے فرمایا' شیطان تم میں سے کسی شخص کے سر کے پیچھے تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر وہ پڑھتا ہے کہ تجھ پر رات طویل ہو جائے اگر وہ اٹھ جاتا ہے اور ذکر اللہ کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور

جب نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے پھر وہ چست اور چاق و چوبند ہو جاتا ہے' ورنہ وہ سست اور پراگندہ طبیعت کا رہتا ہے۔

فجر کی نماز کیلئے جانا ایمان کے جھنڈے تلے جانا ہے

حدیث شریف = حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا' جو فجر کی نماز کے لئے (مسجد) گیا' وہ ایمان کے جھنڈے کی طرف گیا اور صبح بازار گیا' وہ شیطان کے جھنڈے کی طرف گیا۔ (ابن ماجہ)

قیامت کے اندھیروں میں روشنی کی خوشخبری

حدیث شریف = حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا' ان لوگوں کو قیامت کے دن پوری روشنی کی خوشخبری دو جو اندھیروں میں (نمازوں کیلئے) مسجدوں کو جاتے ہیں (ترمذی۔ ابوداؤد)

آگ سے چھٹکارے کا پروانہ

حدیث شریف = حضرت عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ سرورکونین ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص آگ میں ہرگز داخل نہ ہوگا' جو سورج نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے کی نمازیں پڑھتا ہے یعنی فجر اور عصر (مسلم شریف)

آیت نمبر 35:

القرآن: اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى

ترجمہ: بھلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے

القرآن: اَرَءَیْتَ اِنْ کَانَ عَلَی الْھُدٰی

ترجمہ: بھلا دیکھوتو اگر وہ ہدایت پر ہوتا (سورۂ علق آیت 9 تا 11 پارہ 30)

تفسیر: امام ابوالحسن علی بن احمد واحدی علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے اپنے ساتھیوں سے کہا: کیا میں تمہارے سامنے سیدنا محمد ﷺ کا منہ خاک آلود کروں؟ لوگوں نے کہا: ہاں' اس نے کہا: میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو میں ان کی گردن کو اپنے پیروں سے روند دوں گا' اسے بتایا گیا کہ دیکھو وہ سامنے نماز پڑھ رہے ہیں۔ وہ آپ ﷺ کی گردن روندنے کے ارادے سے آگے بڑھا' پھر فوراً الٹے پاؤں لوٹ آیا اور اپنے ہاتھوں سے اپنا بچاؤ کر رہا تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا اے ابوالحکم! کیا ہوا؟ کیوں واپس آ گئے؟ اس نے کہا میرے اور ان کے درمیان آگ کی خندق ہے اور اس میں ہولناک چیزیں ہیں' پھر نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اگر یہ ذرا بھی میرے قریب آتا تو فرشتے اس پر جھپٹ پڑتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔

تب یہ آیات نازل کیں: بھلا دیکھوتو جو منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے۔

(الوسیط جلد 4' ص 529' دارالکتب العلمیہ بیروت)

آیت نمبر 36:

القرآن: وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ○ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ ارْکَعُوْا لَا یَرْکَعُوْنَ ○ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ

ترجمہ: اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی اور جب اس سے کہا جائے کہ نماز پڑھو تو نہیں پڑھتے اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی (سورۂ مرسلٰت' آیت 47 تا 49' پارہ 29)

تفسیر: علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ مقاتل نے کہا: یہ آیت ثقیف کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ان سے فرمایا: اسلام لے آؤ اور نماز پڑھو' انہوں نے کہا: ہم جھکیں گے نہیں یعنی رکوع نہیں کریں گے' یہ ہمارے لئے عیب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اس دین میں کوئی چیز نہیں جس میں رکوع اور سجود نہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ان سے آخرت میں کہا جائے گا: نماز پڑھو جب ان کو سجدہ کرنے کے لئے بلایا جائے گا تو وہ سجدہ نہیں کرسکیں گے۔

ایک قول یہ ہے کہ قیامت کے دن انہیں نماز پڑھنے کے لئے کہا جائے گا اور قیامت دارِ تکلیف نہیں ہے کہ ان کو کسی عبادت کا حکم دیا جائے اور اس کے نہ کرنے سے ان کو عذاب ہو' ان کو سجدہ کرنے کے لئے اس وجہ سے بلایا جائے گا کہ دنیا میں ان کو عبادت کرنے کا حال منکشف ہوجائے' پس جو شخص دنیا میں اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کرتا ہوگا' وہ قیامت کے دن آسانی سے سجدہ کرے گا اور جو دنیا میں ریاکاری کا سجدہ کرتا ہوگا وہ قیامت کے دن سجدہ نہیں کرسکے گا اور اس کی کمر تختے کی طرح ہوجائے گی۔ (الجامع لاحکام القرآن جز 19' ص 146' دار الفکر بیروت)

آیت نمبر 37:

القرآن: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى

ترجمہ: بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔

(سورۂ اعلیٰ آیت 14-15' پارہ 30)

آیت نمبر 38:

القرآن: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ

ترجمہ: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں (سورۂ ماعون' آیت 4-5' پارہ 30)

جن نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا' اس سے مراد وہ نمازی ہیں جو نماز سے ثواب کی امید نہ رکھیں اور نماز نہ پڑھنے سے ان کو عذاب کا ڈر نہ ہو اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس کا وقت گزرنے کے بعد پڑھیں۔ ابو العالیہ نے کہا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو وقت پر نماز نہ پڑھیں اور اس کا رکوع اور سجود مکمل نہ کریں۔ قرآن مجید میں ہے۔

ترجمہ= پھر (نیک لوگوں کے بعد) ایسے برے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے نماز ضائع کر دی اور نفسانی خواہشوں کی پیروی کی۔ ان کو عنقریب دوزخ میں جھونک دیا جائے گا۔

(سورۂ مریم آیت 59)

ترجمہ: اور منافقین جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بہت کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں (سورۂ نساء آیت 142)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ منافق کی نماز ہے۔ وہ بیٹھا ہوا سورج کو دیکھتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو وہ کھڑا ہو کر چار ٹھونگیں مارتا ہے اور اس نماز میں اللہ کا بہت کم ذکر کرتا ہے۔ (صحیح مسلم' حدیث 622)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا' منافق وہ ہے جو تنہائی میں نماز نہیں پڑھتا اور لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا (تبیان القرآن' جلد 12' ص 994)

سہو کی تحقیق

ایک چیز ہے نمازوں سے غفلت کرنا۔ یعنی کبھی نماز پڑھ لی اور کبھی نہ پڑھی۔ یہ منافقوں کا شعار ہے اور ایک چیز ہے نمازوں میں غفلت کرنا یعنی کبھی نماز میں شیطان وسوسہ ڈالتا ہے یا انسان نماز میں کسی کام کے متعلق سوچنے لگتا ہے اور اس کا منصوبہ بنانے لگتا ہے کہ اس سے بہت کم مسلمان خالی ہوتے ہیں۔

علامہ ابوعبداللہ قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

رسول پاک ﷺ کو بھی نماز میں سہو ہو جاتا ہے چہ جائیکہ اور لوگوں کو' اسی وجہ سے فقہاء نے اپنی کتابوں میں سجود السہو کا باب قائم کیا ہے۔ قاضی ابن العربی نے کہا ہے کہ: سہو سے سلامتی محال ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو اور صحابہ کو اپنی نمازوں میں سہو ہوا ہے اور جس شخص کو نماز میں سہو نہیں ہوتا' یہ وہ شخص ہے جو نماز میں غور و فکر کرتا ہے' نہ قرأت میں تدبر کرتا ہے اور اس کی فکر نماز کے ارکان اور رکعات کو گننے میں لگتی رہتی ہے۔ یہ وہ شخص ہے جو چھلکے کھاتا ہے اور مغز چھوڑ دیتا ہے اور نبی پاک ﷺ کو جو نماز میں سہو ہوتا تھا تو آپ کی فکر اس سے بہت عظیم تھی۔ ہاں! کبھی نماز میں اس شخص کو سہو ہوتا ہے جو شیطان کے وسوسہ کو قبول کر لیتا ہے۔ شیطان اس سے کہتا ہے کہ فلاں چیز کو یاد کر' فلاں چیز کو یاد کر' جو چیز اس کو پہلے یاد نہیں آتی تھی' وہ اس کو نماز میں یاد آجاتی ہے' حتیٰ کہ وہ شخص بھول جاتا ہے کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن' جز 20' ص 89' دارالفکر مطبوعہ بیروت)

ہمارے اور سرکار ﷺ کے سہو میں بہت فرق ہے۔ ہم دنیا کے خیال میں ڈوب جاتے ہیں اور نماز کی رکعات کی طرف ہماری توجہ نہیں رہتی اور رسول پاک ﷺ حسن الوہیت کے جلووٴں

میں منہمک ہوجاتے ہیں اور نماز کی رکعات کی تعداد سے آپ ﷺ کی توجہ ہٹ جاتی ہے۔ ہمارا سہو نقص ہے اور رسول اللہ ﷺ کا سہو کمال ہے۔

ریا کاری کی تعریف

وہ لوگوں کو دکھاتے ہیں کہ وہ اطاعت کرتے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں' حالانکہ وہ تقیہ سے نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ جیسے فاسق اس لئے نماز پڑھتا ہے کہ اس کو نمازی کہا جائے اور ریا کار عبادت سے دنیا طلب کرتا ہے اور اس کی اصل یہ ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں اپنی جگہ بناتا ہے اور وہ لوگوں سے تعریف اور تحسین کی توقع کرتا ہے۔ ریا کار کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ موٹے کپڑے پہنتا ہے تاکہ یہ ظاہر کرے کہ اس کو دنیا میں کوئی رغبت نہیں ہے اور تیسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنی باتوں سے ریا کاری کرتا ہے۔ وہ اہل دنیا کی مذمت کرتا ہے اور نیکی اور عبادت کے ضائع ہونے پر افسوس کرتا ہے اور چوتھا طریقہ یہ ہے کہ وہ لمبی لمبی نمازیں پڑھتا ہے اور لوگوں کو دکھا کر بہت خیرات اور صدقات دیتا ہے۔

نماز کی فضیلت واہمیت احادیث کی روشنی میں

احادیث کی روشنی میں نمازوں کی فضیلت

حدیث شریف = حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار کائنات ﷺ فرماتے ہیں' آج رات میرے پاس ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اپنے رب کو حسین صورت میں دیکھا۔ میرے رب نے مجھے فرمایا' اے محمد ﷺ میں نے عرض کی۔ اے میرے رب جل جلالہ میں حاضر ہوں۔ فرمایا' کیا آپ جانتے ہیں کہ ملائکہ مقربین کس بارے میں جھگڑا کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا' میں نہیں جانتا۔ تو اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا حتیٰ کہ اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے کے درمیان یا فرمایا اپنے سینے میں محسوس کی۔ اس سے میں نے زمین و آسمان کی ہر چیز جان لی۔ یا فرمایا جو کچھ مشرق و مغرب کے درمیان ہے' سب جان لیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اے محمد ﷺ! کیا آپ جانتے ہیں کہ ملاء اعلیٰ کے ملائکہ کس بارے میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا ہاں! وہ درجات' کفارات' جماعت کی طرف قدموں کے منتقل ہونے' سردیوں میں کامل وضو کرنے اور ایک نماز پڑھنے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے میں جھگڑ رہے ہیں (کہ ان اعمال کو کون اٹھا کر لے جائے) جس نے ان (نمازوں) پر پابندی کی' وہ بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور بہتری کے ساتھ فوت ہوگا اور وہ گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو جائے گا' جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا (ترمذی شریف)

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلطان مدینہ ﷺ نے فرمایا' بتاؤ تو اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر ہو اور تم اس میں روزانہ پانچ دفعہ نہائے' کیا اس کے بدن پر کوئی میل باقی رہے گا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ بالکل میل نہ رہے گا۔ فرمایا یہ پانچ نمازوں کی مثال بھی ایسی ہے کہ رب تعالیٰ نماز کی برکت سے گناہ مٹا دیتا ہے (مسلم' بخاری)

حدیث شریف = حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کائنات ﷺ سے سنا، آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر بیٹھے خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے۔ اے لوگو! اپنے رب جل جلالہ کی اطاعت کرو، پانچ نمازیں پڑھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو، مہینے کے روزے رکھو، اپنے امراء کی اطاعت کرو اور اپنے رب جل جلالہ کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (مستدرک جلد اول، ص 473)

حدیث شریف = نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے بلال! ہمیں نماز کے ذریعہ راحت پہنچاؤ۔ (ابوداؤد، حدیث 4985)

حدیث شریف = سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا، میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی (نسائی حدیث 3392)

حدیث شریف = حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کا آخری کلام یہ تھا۔ نماز، نماز اور جو تمہارے زیر دست ہیں (ان کا خیال رکھنا) (مسند احمد، ابوداؤد، حدیث 5156)

حدیث شریف = حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا، جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نماز سے لے کر دوسری نماز تک کے ہوں گے۔ (مسلم، کتاب الطہارت)

☆......امام دیلمی حدیث نقل فرماتے ہیں کہ نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے، صدقہ اس کی کمر توڑتا ہے، اللہ تعالیٰ کے لئے لوگوں سے محبت اور علم دوستی اسے شکست فاش دیتی ہے۔ جب تم یہ اعمال کرتے ہو تو شیطان تم سے اتنا دور ہو جاتا ہے کہ جیسے سورج کے طلوع ہونے کی جگہ غروب ہونے کی جگہ سے دور ہو۔ (مکاشفۃ القلوب، ص 383، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆......حضرت بکر بن عبداللہ علیہ الرحمہ کا قول ہے۔ اے انسان! اگر تو اپنے مالک کے حضور بغیر اجازت کے حاضر ہونا اور بغیر کسی واسطے کے گفتگو کرنا چاہتا ہے تو اس کے دربار میں داخل ہو جا، پوچھا گیا، یہ کیسے ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا، وضو کرے، پھر مسجد جائے، گویا وہ دربار

رب العزت میں آ گیا۔ اب بغیر کسی واسطے کے گفتگو کر یعنی نماز ادا کر۔

(بحوالہ: مکاشفۃ القلوب' ص 108 ' مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

بے نمازی کے لئے وعیدیں

☆...... مسند بزار میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا' جب میری پتلیوں کی صحت کے باوجود میری بینائی ضائع ہوگئی تو مجھ سے کہا گیا کہ آپ کچھ نمازیں چھوڑ دیں۔ ہم آپ کا علاج کرتے ہیں۔ میں نے کہا ایسا نہیں ہوگا کیونکہ میں نے رسول پاک ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے نماز چھوڑ دی' وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا (مکاشفۃ القلوب' ص 372' مطبوعہ مکتبۃ المدینہ' کراچی)

☆......طبرانی شریف کی ایک روایت ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کی کہ مجھے ایسا عمل بتایئے جسے کرکے میں جنت میں جاؤں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کر' اگرچہ تجھے عذاب دیا جائے اور زندہ جلا دیا جائے' والدین کا فرمانبردار بن' اگرچہ وہ تجھے تیرے مال واسباب سے بے دخل کردیں اور جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑ کیونکہ جس نے دیدہ دانستہ نماز چھوڑ دی' وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ سے نکل گیا۔

(مکاشفۃ القلوب' ص 372' مطبوعہ مکتبۃ المدینہ' کراچی)

☆...... ابونعیم کی روایت ہے کہ جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی' اللہ تعالیٰ اس کا نام جہنم کے اس دروازے پر لکھ دیتا ہے جس میں سے اسے داخل ہونا ہوتا ہے۔

(مکاشفۃ القلوب' ص 373' مطبوعہ مکتبۃ المدینہ' کراچی)

☆......طبرانی اور بیہقی کی روایت ہے کہ جس نے نماز چھوڑ دی گویا اس کا مال اور اہل و

عیال (سب کچھ) ختم ہوگیا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص 373، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆......مسند بزار کی روایت ہے کہ جو شخص نماز ادا نہیں کرتا، اس کا دین میں کوئی حصہ نہیں اور جس کا وضو صحیح نہیں، اس کی نماز صحیح نہیں۔

(مکاشفۃ القلوب، ص 373، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

☆......مسند احمد کی بسند صحیح طبرانی اور صحیح ابن حبان کی روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ایک دن کا تذکرہ فرمایا اور فرمایا جس نے ان نمازوں کو پابندی سے ادا کیا، وہ نماز اس شخص کے لئے قیامت کے دن نور، حجت اور نجات ہوگی اور جس شخص نے نمازوں کو ادا نہ کیا، قیامت کے دن اس کے لئے نماز نور، حجت اور نجات نہ ہوگی اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص 376، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء کا کہنا ہے، ان کافروں کے ساتھ نماز چھوڑنے والے کو اس لئے اٹھایا جائے گا کہ اگر کسی نے اپنے مال واسباب میں مشغولیت کی وجہ سے نماز نہیں پڑھی تو وہ قارون کی طرح ہوگیا اور اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا، اگر ملک کی مشغولیت میں نماز نہ پڑھی تو فرعون کی طرح ہے اور اسی کی ساتھ اٹھایا جائے گا، اگر وزارت کی مشغولیت نماز سے روکتی ہے تو وہ فرعون کے وزیر ہامان کی طرح ہے اور اسی کے ساتھ اٹھے گا، اگر تجارت کی وجہ سے نماز نہیں پڑھی تو وہ ابی ابن خلف تاجر مکہ کی طرح ہے اور اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

(مکاشفۃ القلوب، ص 378، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆......مسند بزار کی روایت میں ہے۔ سرکار اعظم ﷺ معراج کی رات ایسی قوم پر تشریف لائے جن پر سر پتھر سے پھوڑے جارہے تھے۔ جب وہ ریزہ ریزہ ہوجاتے تو پھر اپنی اصلی حالت میں آجاتے اور یہی عذاب انہیں برابر دیا جارہا ہے۔ آپ نے پوچھا جبریل یہ کون ہیں؟ جبریل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز پڑھنے سے بھاری ہوجاتے یعنی یہ نماز نہیں پڑھتے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص 380، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆...... حدیث شریف = ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ قیامت میں سب سے پہلا عمل جس کا بندے سے حساب لیا جائے گا' وہ نماز ہے۔ اگر نمازیں صحیح ہوئیں تو وہ کامیاب وکامران ہوا اور اگر نمازوں میں نقصان نکلا تو وہ خائب وخاسر ہوا۔ اگر اس کے فرائض کم ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھو میرے بندے کی نفلی عبادت ہے اور نوافل سے اس کے فرائض کو پورا کیا جائے گا پھر سارے اعمال کا دارومدار نماز کے معاملہ میں کامیابی اور ناکامی پر ہوگا۔ (مکاشفۃ القلوب' ص 381' مطبوعہ مکتبۃ المدینہ' کراچی)

☆......سید عالم نور مجسم ﷺ نے ایک دن صحابہ کرام علیہم الرضوان سے کہا کہ تم یوں دعا مانگا کرو' اے اللہ جل جلالہ! ہم میں سے کسی کو شقی اور محروم نہ بنا۔ پھر فرمایا جانتے ہو بدبخت محروم کون ہوتا ہے؟ عرض کیا گیا' کون ہوتا ہے یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا' جو انسان نماز چھوڑ دیتا ہے۔

آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے تارکین نماز کے منہ کالے کئے جائیں گے اور جہنم میں ایک وادی ہے جسے لملم کہا جاتا ہے' اس میں سانپ رہتے ہیں' ہر سانپ اونٹ جتنا موٹا اور ایک ماہ کے سفر کے برابر طویل ہوگا' وہ بے نمازی کو ڈسے گا' اس کا زہر ستر سال تک بے نمازی کے جسم میں جوش مارتا رہے گا' پھر اس کا گوشت گل جائے گا۔ (مکاشفۃ القلوب' ص 386' مطبوعہ مکتبۃ المدینہ' کراچی)

☆......بنی اسرائیل کی ایک عورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آئی اور عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے نبی! میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے اور توبہ بھی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیئے کہ وہ میرے گناہ کو بخش دے اور میری توبہ قبول فرمالے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تو نے کون سا گناہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگی کہ میں زنا کی مرتکب ہوئی اور جو بچہ پیدا ہوا' میں نے اسے قتل کردیا ہے۔ یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام بولے' اے بدبخت نکل جا' کہیں تیری نحوست کی وجہ سے آسمان سے آگ نازل ہوکر ہمیں نہ جلادے۔

چنانچہ وہ شکستہ دل ہو کر وہاں سے چل پڑی۔تب جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے موسیٰ علیہ السلام! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو نے گناہ سے توبہ کرنے والی کو کیوں واپس کر دیا ہے؟ کیا تو نے اس سے بھی زیادہ برا آدمی نہیں پایا؟ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اے جبریل! اس عورت سے زیادہ برا کون ہے؟ جبریل علیہ السلام بولے کہ اس سے برا وہ ہے جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے ۔(مکاشفۃ القلوب، ص 386، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆......ایک روایت میں ہے کہ نمازوں کو ضائع کرنے والا قیامت میں اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر تین سطریں لکھی ہوں گی، پہلی سطر یہ ہوگی: اے اللہ کے حقوق ضائع کرنے والے! دوسری سطر ہوگی: اے اللہ کی ناراضگی کے لئے مخصوص! اور تیسری سطر ہوگی کہ جیسے تو نے اللہ کے حقوق دنیا میں ضائع کئے ہیں، ایسے ہی تو آج اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہوگا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص 385، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

حدیث شریف= سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص سرور کونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! اسلام میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب چیز کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا اور جس نے نماز چھوڑ دی، اس کا کوئی دین نہیں اور نماز دین کا ستون ہے (بحوالہ: شعب الایمان للبیہقی)

حدیث شریف= حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کوئی بھی تین شخص کسی قصبے یا گاؤں میں ہوں اور ان میں نماز قائم نہ ہو تو شیطان ان پر غالب آ جاتا ہے۔ (سنن کبریٰ للبیہقی)

حدیث شریف= حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب میری بینائی جاتی رہی تو مجھ سے کہا گیا کہ ہم آپ کا علاج کرتے ہیں۔ مگر آپ کچھ دن نماز نہ پڑھیں۔ انہوں نے فرمایا نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جس نے نماز ترک کی، اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہو۔ (مجمع الزوائد)

حدیث شریف = حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ بندہ کے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے ہی کا فاصلہ ہے۔ (صحیح، مسلم)

حدیث شریف = جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی' اس نے کفر کیا (طبرانی المعجم الاوسط' حدیث 3348' جلد 2' ص 299)

وضاحت = یعنی قریب ہے کہ دین کی رسی کھلنے اور اس کا ستون گرنے کی وجہ سے اس شخص کا ایمان رخصت ہو جائے اور یہ ایسی ہے جیسا کہ جب کوئی شخص کسی شہر کے قریب پہنچ جائے تو کہا جاتا ہے کہ یہ شخص اس شہر میں پہنچ گیا اور وہاں داخل ہو گیا۔

وقت مؤخر کر کے نماز پڑھنے پر سزا

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں جانے کا حکم دے گا۔ وہ پوچھے گا' یا اللہ مجھے کس لئے جہنم میں بھیجا جا رہا ہے؟ رب تعالیٰ فرمائے گا کہ نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کر کے پڑھنے اور میرے نام کی جھوٹی قسمیں کھانے کی وجہ سے یہ ہو رہا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب' ص 385' مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ' کراچی)

☆......امام محمد غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ایک آدمی نے اپنی مردہ بہن کو دفن کیا تو اس کی تھیلی بے خبری میں قبر میں گر گئی۔ جب سب لوگ اسے دفن کر کے چلے گئے تو اسے اپنی تھیلی یاد آئی چنانچہ وہ آدمی لوگوں کے چلے جانے کے بعد بہن کی قبر پر پہنچا اور اسے کھودا' تاکہ تھیلی نکال لے۔ اس نے دیکھا کہ اس کی قبر میں شعلے بھڑک رہے ہیں۔ چنانچہ اس نے قبر پر مٹی ڈالی اور انتہائی غمگین روتا ہوا ماں کے پاس آیا اور پوچھا ماں! یہ بتاؤ کہ میری بہن کیا کرتی تھی؟ ماں نے پوچھا تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ وہ بولا میں نے اپنی بہن کی قبر میں آگ کے شعلے بھڑکتے دیکھے

ہیں۔اس کی ماں رونے لگی اور کہا تیری بہن نماز میں سستی کرتی رہتی تھی اور نمازوں کو ان کے اوقات میں موخر کر کے پڑھا کرتی تھی۔

(مکاشفۃ القلوب' ص 387 'مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ' کراچی)

یہ تو ان کا حال ہے جو نمازوں کو ان کے اوقات سے موخر کر کے پڑھا کرتی تھی اور ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو سرے سے نماز پڑھتے ہی نہیں۔

نمازِ باجماعت کی
فضیلت واہمیت
احادیث کی روشنی میں

باجماعت نماز کی فضیلت واہمیت

☆......حدیث شریف = رسول پاک ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ تنہا نماز پڑھنے سے نماز باجماعت کو ستائیس درجے فضیلت حاصل ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص 558، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆......حدیث شریف = حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ نے بعض لوگوں کو چند نمازوں میں جماعت میں نہ دیکھ کر فرمایا۔ میرا یہ ارادہ ہوا کہ میں کسی آدمی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور میں ان لوگوں کے یہاں جاؤں جو جماعت سے رہ گئے ہیں اور ان کو اور ان کے گھروں کو جلادوں۔ (مکاشفۃ القلوب، ص558، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆......حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس نے نماز باجماعت ادا کی، پس گویا اس نے اپنے سینے کو عبادت سے بھرلیا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص 558، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆......حدیث شریف = سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس نے چالیس دن تمام نمازیں باجماعت ادا کیں اور اس کی تکبیر تحریمہ فوت نہ ہوئی، اللہ تعالیٰ اس کی خاطر دو برأتیں لکھ دیتا ہے۔ ایک نفاق سے برأت اور دوسری برأت جہنم سے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص 559، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆......جب قیامت کا دن ہوگا تو قبروں سے ایک ایسی جماعت اٹھے گی جن کے چہرے چمکدار ستارے کی طرح ہوں گے۔ فرشتے ان سے کہیں گے کہ تمہارے اعمال کیا تھے؟ وہ جواب دیں گے کہ جب ہم اذان سنتے تھے تو وضو کے لئے کھڑے ہوجایا کرتے تھے اور کسی اور کام میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔ پھر ایک ایسی جماعت آئے گی جن کے چہرے چاند کی طرح ہوں

گے۔ وہ فرشتوں کے سوال کے بعد کہیں گے کہ ہم وقت سے پہلے وضو کیا کرتے تھے۔ پھر ایک ایسی جماعت آئے گی جن کے چہرے سورج کی طرح درخشندہ ہوں گے اور وہ کہیں گے کہ ہم اذان مسجد میں سنا کرتے تھے (اذان سے پہلے مسجد میں پہنچ جاتے تھے) (مکاشفۃ القلوب، ص 560، مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ کراچی)

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور اس نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی شخص مسجد میں لے جانے والا نہیں ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اس کو اجازت دے دی۔ جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے پھر اس کو بلایا اور فرمایا، تم اذان کی آواز سنتے ہو؟ اس نے کہا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر نماز کے لئے جاؤ (صحیح مسلم)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہماری رائے یہ تھی کہ نماز کی جماعت صرف وہ شخص چھوڑتا ہے جو ایسا منافق ہو جس کا نفاق معلوم ہو یا وہ بہت بیمار ہو بے شک ایک بیمار آدمی دو آدمیوں کے درمیان سہارے سے چل کر نماز پڑھنے کے لئے جاتا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ہم کو سنن الہدیٰ کی تعلیم دی اور سنن الہدیٰ میں یہ ہے کہ جس مسجد میں اذان دی گئی ہو اس میں نماز پڑھی جائے۔ (صحیح مسلم)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس آدمی کو اس سے خوشی ہو کہ کل وہ اللہ تعالیٰ سے حالت اسلام میں ملاقات کرے، اسے چاہئے کہ جب ان نمازوں کی اذان دی جائے تو وہ ان کی حفاظت کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لئے سنن الہدیٰ کو مشروع کیا ہے اور ان کو جماعت سے پڑھنا سنن الہدیٰ میں سے ہے، اور اگر تم نے گھروں میں نماز پڑھی جیسا کہ فلاں تارک جماعت اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی کی سنت کو ترک کر دو گے اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت کو ترک کیا تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ (صحیح مسلم)

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو دن میں

روزہ رکھتا اور راتوں کو قیام کرتا ہے مگر جمعہ اور نماز باجماعت میں حاضر نہیں ہوتا' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' وہ جہنمی ہے (ترمذی شریف)

☆......حدیث شریف = حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں موذی جانور بکثرت ہیں اور میں نابینا ہوں۔تو کیا مجھے رخصت ہے کہ گھر پر ہی نماز پڑھ لیا کروں۔فرمایا حی علی الصلوٰۃ' حی علی الفلاح سنتے ہو؟ عرض کی جی ہاں۔ارشاد فرمایا تو (مسجد میں) حاضر ہو۔(ابوداؤد)

اللہ والوں میں جماعت کی پابندی کا جذبہ

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلے پر تھا لیکن وہ پانچوں وقت مسجد میں آ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔خواہ کتنی ہی گرمی اور دھوپ ہو' ان کو کچھ پرواہ نہ تھی۔ایک مرتبہ مسجد نبوی کے قریب چند مکان خالی ہوئے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے وہاں مکان لینے کا ارادہ کیا لیکن جب حضور علیہ السلام نے فرمایا۔نماز کے لئے آنے میں ہر قدم پر ثواب ملتا ہے۔اس لئے دور سے آنے میں زیادہ ثواب ہے تو انہوں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور تادم آخر ایک میل دور سے آ کر مسجد میں پنجگانہ نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب بینائی جاتی رہی تو بھی کسی کا سہارا لے کر نماز کے لئے برابر مسجد میں پہنچتے تھے۔

☆......حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بینائی جب چلی گئی۔کوئی مسجد میں باجماعت نماز کے لئے پہچانے والا نہ ملا جس کی وجہ سے جماعت فوت ہوگئی۔آپ رضی اللہ عنہ نے زاروقطار روتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں عرض کی۔اے میرے مولیٰ! کہیں جماعت کا فوت ہونا میرے لئے قیامت کے دن رسوائی کا سبب نہ بن جائے۔بس اس التجا کے بعد جب بھی نماز کا وقت ہوتا' آپ کی بینائی لوٹ آتی اور آپ باآسانی مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا

فرماتے۔ (شواہد النبوت)

☆......سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اگر جماعت نکل جاتی تو غمگین ہوتے' ساری ساری رات جاگتے بلکہ ایک بار تو جماعت فوت ہوگئی تو کفارہ میں اس قدر صدقہ کیا کہ اس کی مجموعی مالیت دو لاکھ درہم بنتی تھی۔ (کیمیائے سعادت)

☆......حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بیس سال تک پابندی کے ساتھ میں اذان مسجد میں سنتا تھا۔ (مکاشفۃ القلوب' ص 558' مطبوعہ مکتبۃ المدینہ' کراچی)

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس شخص نے اذان سن کر اس کا جواب نہ دیا (یعنی باجماعت نماز کے لئے مسجد میں نہ آیا) اس نے بھلائی کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی اسے بھلائی نصیب ہوگی۔ (مکاشفۃ القلوب' ص 559' مطبوعہ مکتبۃ المدینہ' کراچی)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ پگھلے ہوئے سیسے سے انسان کے کانوں کو بھر دیا جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ اذان سن کر اس کا جواب نہ دے (یعنی مسجد نہ آئے) (مکاشفۃ القلوب' ص 559' مطبوعہ مکتبۃ المدینہ' کراچی)

☆......حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ میری ایک نماز باجماعت فوت ہوگئی تو صرف ابو اسحاق البخاری علیہ الرحمہ میری تعزیت کو آئے۔ اگر میرا بچہ فوت ہو جاتا تو دس ہزار سے بھی زیادہ لوگ تعزیت کے لئے آتے' کیونکہ لوگ دین کے نقصان کو دنیا کے نقصان سے بہت ہلکا جانتے ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب' ص 559' مطبوعہ مکتبۃ المدینہ' کراچی)

☆......حضرت میمون بن مہران علیہ الرحمہ مسجد میں آئے تو آپ سے کہا گیا کہ لوگ تو واپس لوٹ گئے ہیں (یعنی نماز ہو چکی ہے) آپ نے یہ سن کر فرمایا ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' اور کہا کہ اس نماز کے پالینے کی فضیلت مجھے عراق کی حکومت سے زیادہ پسند تھی۔ (مکاشفۃ القلوب' ص 559' مطبوعہ مکتبۃ المدینہ' کراچی)

☆......حضرت محمد بن سماعہ علیہ الرحمہ چالیس برس تک مسلسل پنجگانہ نماز باجماعت تکبیر

اولیٰ کے ساتھ پڑھی۔ والدہ کے انتقال پر ایک وقت کی جماعت فوت ہوئی تو آپ نے وہ نماز پچیس مرتبہ پڑھی (تہذیب التہذیب)

☆......حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اسلاف کی تکبیر اولیٰ فوت ہوتی تو تین دن افسوس کرتے اور جماعت فوت ہوتی تو سات دن اس کا غم مناتے۔ (مکاشفۃ القلوب' ص 559' مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ' کراچی)

باجماعت نماز پڑھنے کے فوائد

1...... تنہا نماز پڑھنے والے کی بہ نسبت جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ ثواب ہوتا ہے۔

2......ہوسکتا ہے تنہا نماز پڑھنے والے کی نماز قبول نہ ہو اور جماعت میں کوئی ایسا مقبول بارگاہ ہو' جس کی وجہ سے سب کی نماز قبول ہوجائے۔

3......بعض لوگ قرأت صحیح نہیں کرتے یا طمانیت اور اعتدال سے رکوع اور سجود نہیں کرتے' تنہا نماز پڑھیں گے تو ان کی نماز ناقص یا باطل ہوگی اور جماعت کے ساتھ نماز صحیح ادا ہوجائے گی۔

4......جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کسی شخص پر بے نمازی ہونے کی تہمت نہیں لگائی جائے گی اور یہ معلوم ہوجائے گا کہ کون شخص اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہے اور کون نافرمان ہے۔

5......اس سے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں تقویت ملے گی۔ وہ ایک دوسرے کے دکھ' درد' صحت اور بیماری' خوشی اور غمی اور خوشحالی اور افلاس پر مطلع ہوسکیں گے اور ایک دوسرے کے کام آنے کے مواقع میسر آئیں گے۔

اللہ والوں کی خشوع وخضوع سے لبریز نمازیں

اللہ والوں کی خشوع وخضوع سے لبریز نمازیں

☆......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے۔ ہم اور سید عالم ﷺ آپس میں باتیں کرتے تھے۔ جب نماز کا وقت آ جاتا تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کی وجہ سے ہم ایسے ہوجاتے جیسے ایک دوسرے کو پہچانتے بھی نہیں۔ فرمان نبوی ﷺ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نماز کی طرف نہیں دیکھتا جس میں انسان کا دل اس کے دین کے ساتھ شامل عبادت نہیں ہوتا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص 110، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

☆......نبی پاک ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا تو حالت نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء پرسکون ہوتے۔
(مکاشفۃ القلوب، ص 110، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

☆......حدیث شریف = جس نے اچھی طرح وضو کر کے وقت پر نماز ادا کی، خشوع و خضوع کے ساتھ رکوع وسجود کو پورا کیا تو اس کی نماز سفید چمکتی ہوئی بلند ہوتی ہے اور کہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے جس طرح تو نے میری حفاظت کی اور جو شخص کامل وضو کے ساتھ وقت بلند ہوتی ہے اور کہتی ہے: اللہ تعالیٰ تجھے برباد کرے جیسے تو نے مجھے ضائع کیا یہاں تک کہ جب وہاں جاتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو اس کو بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔ (طبرانی المعجم الاوسط، حدیث 3095)

☆......سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب نماز کا ارادہ کرتے تو آپ کا جسم کانپنے لگتا اور دانت بجنے لگتے۔ آپ سے آپ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ امانت کی ادائیگی اور فرض پورا کرنے کا وقت قریب آ گیا ہے اور میں نہیں جانتا کہ اسے کیسے ادا کروں گا۔
(مکاشفۃ القلوب، ص 110، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

☆......جب نماز کا وقت آتا تو مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوجاتا اور آپ پر لرزہ طاری ہوجاتا۔ پوچھا گیا اے امیرالمومنین! آپ کو کیا ہوگیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی اس امانت کی ادائیگی کا وقت آگیا جسے رب تعالیٰ نے آسمان وزمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تھا مگر انہوں نے معذوری ظاہر کردی تھی اور میں نے اٹھالیا۔ (مکاشفۃ القلوب' ص 110' مطبوعہ مکتبۃ المدینہ' کراچی)

☆......امام زین العابدین رضی اللہ عنہ وضو کرتے تو ان کا رنگ متغیر ہوجاتا' گھر والے کہتے آپ کو وضو کے وقت کیا تکلیف لاحق ہوجاتی ہے۔ آپ جواب دیتے' جانتے نہیں ہو۔ میں کس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی تیاری کررہا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب' ص 110' مطبوعہ مکتبۃ المدینہ' کراچی)

☆......حضرت خلف بن ایوب علیہ الرحمہ نماز میں تھے کہ انہیں کسی جانور نے کاٹ لیا اور خون بہنے لگا مگر انہیں محسوس نہ ہوا۔ یہاں تک کہ ابن سعید علیہ الرحمہ باہر آئے اور انہوں نے آپ کو بتایا اور خون آلود کپڑا دھویا۔ پوچھا گیا آپ کو جانور نے کاٹ لیا اور خون بھی بہا مگر آپ کو محسوس نہ ہوا؟ آپ نے جواب دیا۔ اسے کیسے محسوس ہوگا جو رب ذوالجلال کے سامنے کھڑا ہو۔ اس کے پیچھے ملک الموت' بائیں طرف جہنم اور قدموں کے نیچے پل صراط ہو۔ (مکاشفۃ القلوب' ص 112' مطبوعہ مکتبۃ المدینہ' کراچی)

☆......حضرت عمرو بن ذر علیہ الرحمہ جلیل القدر عابد اور زاہد تھے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک ایسا زخم پڑ گیا کہ طبیبوں نے کہا' اس ہاتھ کو کاٹنا پڑے گا۔ آپ نے کہا کاٹ دو۔ طبیبوں نے کہا آپ کو رسیوں سے جکڑے بغیر ایسا ممکن نہیں۔ آپ نے کہا ایسا نہ کرو بلکہ جب میں نماز شروع کروں' تب کاٹ لینا چنانچہ جب آپ نے نماز شروع کی تو آپ کا ہاتھ کاٹ لیا گیا مگر آپ کو محسوس بھی نہ ہوا۔ (مکاشفۃ القلوب' ص 112' مطبوعہ مکتبۃ المدینہ' کراچی)

☆......حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے باغ میں نماز پڑھی۔ اچانک ایک

پرندہ اڑا اور وہ درختوں سے نکلنے کی راہ تلاش کرنے لگا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے تعجب سے یہ منظر دیکھا تو وہ ادا شدہ رکعتوں کی تعداد بھول گئے۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس آزمائش کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگے۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ میں نے باغ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا ہے۔ اب آپ جیسے چاہیں' اسے خرچ کریں۔ (مکاشفۃ القلوب' ص 156' مطبوعہ مکتبۃ المدینہ' کراچی)

☆......حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کا واقعہ ہے کہ ایک شخص کا کھجوروں سے لدا ہوا باغ تھا۔ نماز پڑھی تو اس کی نظر کھجوروں کے پھل دیکھنے میں ایسی الجھی کہ اسے رکعتوں کی تعداد یاد نہ رہی۔ نماز ختم کر کے وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ میں نے اس باغ کو اللہ تعالیٰ کے نام پر بخش دیا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کر دیجئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ باغ پچاس ہزار روپے میں فروخت کر دیا۔ (مکاشفۃ القلوب' ص 156' مطبوعہ مکتبۃ المدینہ' کراچی)

ہر نماز کو زندگی کی آخری نماز سمجھ کر پڑھیئے

☆......حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے ایک شخص کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ جب تم نماز پڑھو تو رخصت کرنے والے کی نماز پڑھو۔ (کنز العمال' حدیث 20090' جلد 7' ص 212)

☆......جب حاتم اصم علیہ الرحمہ سے کسی نے ان کی نماز کے متعلق سوال کیا گیا۔ انہوں نے کہا جب نماز کا وقت آ جاتا ہے۔ میں پوری طرح وضو کر کے اس جگہ آ جاتا ہوں' جہاں میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں' جب میرے اعضاء پرسکون ہوجاتے ہیں تو میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں۔ اس وقت کعبہ کو اپنے سامنے' پل صراط کو قدموں کے نیچے' جنت کو دائیں' دوزخ کو بائیں'

ملک الموت کو پیچھے اوراس نماز کواپنی آخری نماز سمجھ کر خوف وامید کے درمیان کھڑا ہوجاتا ہوں۔ دل سے تصدیق کرتے ہوئے تکبیر کہتا ہوں۔ٹھہرٹھہر کر تلاوت کرتا ہوں۔تواضع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں۔خشوع کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں۔ بائیں ران پر بیٹھتا ہوں۔ بائیں پیر کو بچھاتا اوردائیں کوکھڑا کرتا ہوں اورسراپا خلوص بن جاتا ہوں مگر یہ نہیں جانتا کہ میری نماز قبول ہوئی یا نہیں۔ (مکاشفۃ القلوب، ص 110، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

نماز کیا ہے؟

نماز دین کا ستون ہے۔ نماز جنت کی کنجی ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔ نماز سرکاراعظم ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔نماز قربِ الٰہی جل جلالہ کا بہترین ذریعہ ہے۔نماز اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے۔نماز جنت کا راستہ ہے۔نماز پریشانیوں اور بیماریوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔نماز بے حیائی سے روکتی ہے۔نماز برے کاموں سے روکتی ہے۔نماز مومن اور کافر میں فرق ہے۔نماز ولایت کا ذریعہ ہے۔نماز ایمان میں پختگی کا ذریعہ ہے۔

نماز خوفِ خدا جل جلالہ پیدا کرتی ہے۔نمازی کو سرکاراعظم ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔نمازی ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوگا۔نماز دلوں کا زنگ دور کرتی ہے۔نماز بندے کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھتی ہے۔نماز محتاجی سے بچاتی ہے۔نماز روحانیت کو پانے کا بہترین ذریعہ ہے۔نماز سے سکون وقرار نصیب ہوتا ہے۔نماز قبر کی روشنی ہے۔نماز پل صراط کا چراغ ہے۔نمازی کو روزِ محشر سرخروئی نصیب ہوگی اورسب سے بڑا انعام نمازی کو یہ ملے گا کہ اسے جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔

جوشخص نماز کو چھوڑ دیتا ہے اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے، جوشخص ایک نماز جان بوجھ کر قضا کرے گا وہ دو کروڑ اٹھاسی لاکھ سال جہنم کی آگ میں جلے گا۔ بے نمازی کا حشر

ہامان، فرعون اور ابی بن خلف جیسے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا۔ بے نمازی کو جہنم کے عبرتناک گڑھے میں ڈالا جائے گا۔ بے نمازی کو قبر اس طرح دبائے گی کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی۔

بے نمازی پر قبر میں گنجا سانپ مسلط کر دیا جائے گا۔ بے نمازی کی قبر میں سانپ اور بچھو چھوڑ دیئے جائیں گے۔ بے نمازی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے، جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی، اس نے کفر کیا۔ (اس کو پڑھ کر ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر تو نماز چھوڑنے والے شخص کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھی جائے؟) اس بات کی علماء نے یوں توجیح بیان کی کہ نماز کو جان بوجھ کر چھوڑنے والا کفر کے قریب پہنچ جاتا ہے، یعنی کافر نہیں ہوتا لہذا اس صورت میں اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی) نماز کو چھوڑنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ جس نے نماز کو چھوڑا، اس نے دین کے ستون کو ڈھانے میں مدد کی۔

بے نمازی دنیا وآخرت میں ذلیل وخوار ہوگا۔ بے نمازی کو کسی عمل کا ثواب نہیں دیا جاتا۔ بے نمازی کی کوئی دعا قبول نہیں کی جاتی۔ بے نمازی جب مرے گا تو ذلیل وخوار ہو کر مرے گا۔ بے نمازی سے خنزیر بھی پناہ مانگتا ہے۔ بے نمازی جب مرے گا تو اسے ایسی پیاس لگے گی کہ اگر اس کو پوری دنیا کا پانی پلا دیا جائے تو بھی اس کی پیاس نہیں بجھے گی۔ مطلب یہ کہ بے نمازی پیاسا ہو کر مرے گا۔ بے نمازی پر نحوست طاری ہوتی ہے۔ بے نمازی کی روزی سے برکت اٹھا لی جاتی ہے۔ بے نمازی کی عمر سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ بے نمازی کے چہرے سے نور ختم کر دیا جاتا ہے۔ بے نمازی کی زندگی سے سکون وقرار ختم کر دیا جاتا ہے۔ بے نمازی کی نیند سے راحت ختم کر دی جاتی ہے۔ بے نمازی تنگ دستی اور پریشانی کا شکار رہتا ہے۔ بے نمازی کی نزع میں سختی پیدا کر دی جاتی ہے۔ بے نمازی کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے۔ بے نمازی روز محشر ذلیل وخوار ہوگا۔

نماز کسی صورت میں بھی معاف نہیں ہے۔ بندہ آنکھوں سے اندھا ہے۔ کانوں سے بہرہ ہے۔ منہ سے گونگا ہے۔ ہاتھ پاؤں سے معذور ہے پھر بھی اس کو نماز معاف نہیں ہے۔ نماز

کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھیں۔ اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے تو لیٹ کر اشاروں کے ساتھ پڑھیں، اسے کسی صورت چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان عبادت نماز میں بے حد برکتیں ہیں۔ بندہ جب اپنے پروردگار جل جلالہ، کی بارگاہ میں سر جھکاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دردر کی ٹھوکروں سے نجات عطا فرما دیتا ہے۔ اس کو ڈاکٹر اقبال یوں بیان کرتے ہیں۔

ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
لاکھ سجدوں سے آدمی کو دیتا ہے نجات

مطلب یہ کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو تو خشوع وخضوع کے ساتھ سجدہ ریز ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جھکنا تجھے دردر جھکنے سے بچا لیتا ہے۔ پھر اسے اپنے پروردگار جل جلالہ کے سوا کسی کی محتاجی نہیں ہوتی۔ یہ وہ کرم ہے جو صرف نمازی کو حاصل ہوتا ہے۔

نماز مومن کی معراج ہے۔ مومن بندے کو نماز کے اندر وہ سکون اور حلاوت نصیب ہوتی ہے کہ وہ لذت اور حلاوت کسی اور چیز میں نہیں پاتا۔

روایتیں موجود ہیں تاریخ گواہ ہے کہ خاصان خدا نے نماز کو کسی حال میں فوت نہیں ہونے دیا۔

1...... صحابی رسول ﷺ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز کے لئے صفیں درست فرما رہے تھے کہ آپ پر مجوسی نے خنجر سے حملہ کر دیا۔ حملہ اتنا شدید تھا کہ آپ کے پیٹ میں سوراخ ہو گیا۔ ایسی حالت میں بھی آپ نے نماز نہ چھوڑی۔ سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے نماز ادا فرمائی۔

2...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں دوران جنگ تیر لگا لیکن آپ نے نماز ادا کی اور دوران نماز آپ کے پاؤں سے تیر نکالا گیا۔ اور آپ کو خبر بھی نہ ہوئی۔

3...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حالت نماز میں عبدالرحمن ابن ملجم نے وار کر کے زخمی کیا۔ زخم

بہت شدید تھا مگر اس حالت میں بھی آپ رضی اللہ عنہ نے نماز ترک نہ کی۔

جلوہ ہے خاص رحمت حق کا نماز میں
انوار قدس کا ہے نظارہ نماز میں
مولیٰ سے اپنا ملتا ہے بندہ نماز میں
اٹھ جاتا ہے جدائی کا پردہ نماز میں
یہ قبر میں ٹھنڈک' محشر میں ہو شفیع
عقبیٰ کی راحتیں ہیں سراپا نماز میں
کھول کر دیکھ چشم دل لطف ہے کیا نماز میں
آتا ہے ہر طرف نظر' نور خدا نماز میں

4......نواسۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو کون نہیں جانتا۔ کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر' تلواروں کے سائے میں' دشمنوں کے نرغے میں ہونے کے باوجود' تیروں سے چھلنی جسم اور زخموں سے چور چور ہونے کے باوجود آپ نے نماز ظہر ادا کی اور حالت نماز میں ہی آپ کا سر تن سے جدا کر دیا گیا۔

سجدے میں سر کٹا کے شاہ کربلا نے
پیغام یہ دیا ہے جناب امام نے
رشتہ خدا سے اہل وفا توڑتے نہیں
مرجاتے ہیں نماز مگر چھوڑتے نہیں

5......صحابی رسول حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو پھانسی کے پھندے پر لے جایا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تمہاری آخری خواہش کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دو رکعت

نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے۔کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان' کئی اولیاء اللہ حالت نماز میں وصال فرما گئے۔ یہاں تک کہ انہیں اپنی قبر میں بھی نماز پڑھتے ہوئے لوگوں نے دیکھا۔انہیں نماز سے اس قدر محبت تھی۔

لمحہ فکریہ!!

مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے اسلاف بوقت شہادت بھی نماز نہیں چھوڑتے اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ذراسی سردی ہو' ذراسی گرمی ہو' سر یا کمر میں درد ہو یا ضروری کام ہوتو نماز کو چھوڑ دیتے ہیں۔کسی نے بہت اچھی بات شعر میں کہی کہ......

نماز سے مت کہو مجھے کام ہے
کام سے کہو مجھے نماز پڑھنی ہے

ہمارا حساب بالکل الٹا ہے۔ہم نماز سے کہتے ہیں کہ مجھے کام سے جانا ہے۔میرا دل نہیں چاہتا۔مجھ میں ہمت نہیں ہے۔بہانا یہ کرتے ہیں کہ میرے کپڑے ناپاک ہیں۔

الغرض کہ نماز ہمیں پابندی کے ساتھ ادا کرنی چاہئے تاکہ ہم اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں سرخرو ہوں۔نماز کو خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کریں تاکہ اس کی حالت سے ہمارے سینے پُرنور رہوں۔

اللہ تعالٰی ہم سب کو پنجگانہ نماز باجماعت تکبیر اولٰی کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے علاوہ نوافل کی بھی کثرت کی توفیق عطا فرمائے اور ہم جب اس پروردگار جل جلالہ کی عبادت میں ہوں۔اس وقت ہمیں موت آئے۔اور اپنے محبوب ﷺ کی محبت واطاعت میں زندگی اور موت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ حبیبک سید المرسلین ﷺ

باب 3

زکوٰۃ کی اہمیت وفضیلت
قرآن مجید اور
احادیث کی روشنی میں

زکوٰۃ کی اہمیت وفضیلت

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ ہم جب اس دنیا میں آئے تو خالی ہاتھ اور ننگے بدن تھے۔ کریم پروردگار نے نام دیا، عزت دی اور طیب وطاہر رزق عطا فرمایا اور پھر اسی رزق کو اپنی راہ میں دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ کتنے کرم کی بات ہے کہ رزق عطا کیا ہوا بھی اس کا اور پھر اپنی راہ میں قبول بھی فرماتا ہے۔

اسلام ہمیں ہر کسی کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے، وہیں خاص طور پر غرباء، فقراء، مساکین اور محتاجوں کا مال کے ذریعہ خیال رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ اُمّت کے غرباء کی مدد کے لئے زکوٰۃ کو اسلام کی بنیاد بنایا اور دین کی بڑی علامت نماز کے بعد زکوٰۃ ہی کا ذکر کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

القرآن= وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ (سورۂ بقرہ، آیت 43)

ترجمہ: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔

اب احادیث کی روشنی میں زکوٰۃ کی اہمیت ملاحظہ فرمائیں۔

☆ حدیث شریف: حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس سے شر دور فرمادیا۔ (طبرانی المعجم الاوسط، باب الالف، حدیث نمبر 1579، جلد 1، صفحہ نمبر 431)

زکوٰۃ دو اور اپنے مالوں کو تحفظ دو

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: زکوٰۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو اور اپنے

بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلا نازل ہونے پر دعا و تضرع سے مدد حاصل کرو۔
(ابوداؤد، باب فی الصائم، یصیب اہلہ)

زکوٰۃ نہ دینے والے پر قیامت کے دن گنجا سانپ مسلط کیا جائے گا

☆ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ نہیں دی گئی، قیامت کے دن وہ گنجا سانپ ہوگا، مالک کو دوڑائے گا، وہ بھاگے گا، یہاں تک کہ اپنی انگلیاں اس کے منہ میں ڈال دے گا۔ (مسند امام احمد بن حنبل، حدیث 10857، جلد 3، ص 626)

چار میں سے ایک کا بھی تارک تمام کو ترک کرنے والا ہے

☆ حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں، جو ان میں سے تین ادا کرے، وہ اسے کچھ کام نہ دیں گے، جب تک پوری چاروں نہ بجالائے۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ، رمضان اور حج بیت اللہ۔ (الترغیب والترہیب، حدیث 14، جلد اول، ص 308)

زکوٰۃ بقیہ تمام مال کو پاک کر دیتا ہے

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ اپنے مال کی زکوٰۃ نکال، کہ وہ پاک کرنے والی ہے۔ تجھے پاک کردے گی اور رشتہ داروں سے (اچھا) سلوک کر اور مسکین اور پڑوسی اور سائل کا حق پہچان (مسند امام احمد ابن حنبل، حدیث 2435، جلد 4، ص 273)

زکوٰۃ دینے سے ایمان کامل ہوتا ہے

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزکوٰۃ، حدیث 4326، جلد 3، ص 198)

زکوٰۃ اسلام کا پل ہے

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: زکوٰۃ اسلام کا پل ہے

(طبرانی المعجم الاوسط، باب الفاء، حدیث 4925، جلد 3، ص 396)

زکوٰۃ اموال کو ضائع ہونے سے بچاتی ہے

☆ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: خشکی و تری میں جو مال ضائع ہوتا ہے، وہ زکوٰۃ نہ دینے سے ضائع ہوتا ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات، حدیث 16 جلد اول، ص 308)

زکوٰۃ نہ دینے کا وبال

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی صورت میں کر دیا جائے گا جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی۔ وہ سانپ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا، میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں، اس کے بعد حضور ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ

(بخاری، کتاب الزکوٰۃ، حدیث 1403، جلد 1، ص 474)

جو قوم زکوٰۃ نہ دے، اللہ اس کو قحط میں مبتلا فرمائیگا

☆ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو قوم زکوٰۃ نہ دے، اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔

(طبرانی المعجم الاوسط، حدیث 4577، جلد 3، ص 275)

زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرنے والوں پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جہاد کا حکم دیا

☆ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے، اس وقت عربوں میں کچھ لوگ کافر ہوگئے (کہ زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کر بیٹھے) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان پر جہاد کا حکم دیا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا، ان سے آپ کیونکر قتال کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے۔ مجھے حکم ہے کہ لوگوں سے لڑوں، یہاں تک کہ ''لا الہ الا اللہ'' کہیں اور جس نے ''لا الہ الا اللہ'' کہہ لیا، اس نے اپنی جان اور مال بچا لیا، مگر حق اسلام میں اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے (یعنی یہ لوگ تو لا الہ الا اللہ'' کہنے والے ہیں، ان پر کیسے جہاد کیا جائے گا)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ خدا کی قسم! میں اس سے جہاد کروں گا، جو نماز و زکوٰۃ میں تفریق کرے (کہ نماز کو فرض مانے اور زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کرے)، زکوٰۃ حق المال ہے، خدا تعالیٰ کی قسم! بکری کا بچہ جو رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر کیا کرتے تھے، اگر مجھے دینے سے انکار کریں گے تو اس پر ان سے جہاد کروں گا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ واللہ (اللہ تعالیٰ کی قسم) میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے۔ اس وقت میں نے بھی پہچان لیا کہ وہی حق ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، حدیث 7284، جلد 4، ص 500)

باب 4

روزہ کی اہمیت وفضیلت قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں

روزہ کی فضیلت واہمیت

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ پرہیزگار بن جاؤ۔ (سورۂ بقرہ، آیت 184-183، پارہ 2)

روزہ کا لغوی معنی ہے: کسی چیز سے رکنا اور اس کو ترک کرنا، روزہ کا شرعی معنی ہے: مکلف اور بالغ شخص کا ثواب کی نیت سے طلوعِ فجر سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے، پینے اور جماع کو ترک کرنا اور اپنے نفس کو تقویٰ کے حصول کے لئے تیار کرنا۔

علامہ علاؤالدین حصکفی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ہجرت کے ڈیڑھ سال اور تحویلِ قبلہ کے بعد دس شعبان کو روزہ فرض کیا گیا (درمختار علی ہامش ردالمحتار جلد 2، ص 80، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

سب سے پہلے نماز فرض کی گئی۔ پھر زکوٰۃ فرض کی گئی، اس کے بعد روزہ فرض کیا گیا کیونکہ ان احکام میں سب سے سہل اور آسان نماز ہے۔ اس لئے اس کو پہلے فرض کیا گیا۔ پھر اس سے زیادہ مشکل اور دشوار زکوٰۃ ہے کیونکہ مال کو اپنی ملکیت سے نکالنا انسان پر بہت شاق ہوتا ہے، پھر اس کے بعد اس سے زیادہ مشکل عبادت روزہ کو فرض کیا گیا، کیونکہ روزہ میں نفس کو کھانے پینے اور عملِ تزویج سے روکا جاتا ہے اور یہ انسان کے نفس پر بہت شاق اور دشوار ہے۔

روزے کے فضائل احادیث کی روشنی میں

روزہ دار جنت کے خاص دروازے سے داخل ہوگا

☆ حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جنت میں ایک دروازہ ہے، جس کا نام ریّان ہے، اس دروازہ سے قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے، ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہوگا۔ کہا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ پھر روزہ دار کھڑے ہوجائیں گے، ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہوگا۔ ان کے داخل ہونے کے بعد اس دروازہ کو بند کر دیا جائے گا، پھر اس میں کوئی داخل نہیں ہوگا (صحیح بخاری، جلد 1، ص 254، مطبوعہ نور محمد آرام باغ، کراچی)

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کو مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزہ ڈھال ہے، روزہ دار نہ جماع کرے، نہ جہالت کی باتیں کرے، اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اس کو گالی دے تو وہ دو مرتبہ یہ کہے کہ میں روزہ دار ہوں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ اپنے کھانے، پینے اور نفس کی خواہش کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے، روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور (باقی) نیکیوں کا اجر دس گنا ہے۔ (صحیح بخاری، جلد 1، ص 254، مطبوعہ نور محمد، آرام باغ، کراچی)

روزہ رکھنے والے کے تمام گناہ معاف

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر میں قیام کیا، اس کے پہلے (صغیرہ) گناہ بخش

دیئے جائیں گے اور جس نے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے روزہ رکھا، اس کے پچھلے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائینگے۔ (صحیح بخاری، جلد اول، ص 254، نور محمد آرام باغ کراچی)

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: روزے کے سوا ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہوتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کوئی شخص روزہ سے ہو تو وہ نہ جماع کی باتیں کرے، نہ شور و شغب کرے، اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو وہ یہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، روزہ دار کے منہ کی بو رب تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے، روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی افطار کے وقت ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی، اس وقت وہ اپنے روزہ سے خوش ہوگا۔ (صحیح بخاری، جلد اول، ص 255، مطبوعہ نور محمد آرام باغ، کراچی)

روزہ دار صدیقین اور شہداء کے درجے میں ہوگا

☆ حضرت عمرہ بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی پاک ﷺ سے سوال کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ بتایئے اگر میں اللہ کے وحدہ لاشریک ہونے اور آپ کے رسول برحق ہونے کی گواہی دوں اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکوٰۃ ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور قیام کروں تو میرا کن لوگوں میں شمار ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ صدیقین اور شہداء میں (مسند بزار، صحیح ابن حبان) (الترغیب والترہیب، جلد 2، ص 106، مطبوعہ دارالحدیث، قاہرہ)

روزہ جسم کو صحت عطا کرتا ہے

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کی طرف وحی فرمائی کہ آپ علیہ السلام اپنی قوم کو خبر دیجئے کہ جو بھی بندہ میری رضا کے لئے ایک روزہ رکھتا ہے تو میں اس کے جسم کو صحت بھی عطا فرماتا ہوں اور اس کو عظیم اجر بھی دوں گا۔ (شعب الایمان، جلد 3، ص 412)

روزہ صرف بھوکا رہنے کا نام نہیں

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں ہے بلکہ لغو اور بے ہودہ باتوں سے بچنا، اصل روزہ ہے۔ اگر کوئی تمہیں گالی دے اور برا بھلا کہے، تو تم آگے سے صرف اتنا کہہ دو: میں روزے سے ہوں (المستدرک، کتاب الصوم، حدیث 1570، ص 99، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

بعض روزہ دار صرف بھوک کے سوا کچھ حاصل نہیں کرسکتے

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: بہت سارے روزہ دار ایسے ہوتے ہیں، ان کو روزے سے بھوک کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سارے رات کا قیام کرنے والے ایسے ہوتے ہیں، ان کو تھکاوٹ کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (المستدرک، کتاب الصوم، حدیث 1571، ص 99، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

جس کا روزہ کی حالت میں انتقال ہوا، قیامت تک کا روزوں کا ثواب پائے گا

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کا روزہ کی

حالت میں انتقال ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت تک کا روزوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔
(کنزالعمال، جلد 8، ص 213)

زمانے کے روزے ماہ رمضان کے
ایک روزہ کا بدل نہیں ہوسکتے

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کا ایک روزہ بھی بغیر عذر یا بغیر بیماری کے چھوڑا تو اگر وہ زمانے کے روزے رکھے تو اس کا بدل نہیں ہوسکتا۔ (صحیح بخاری، جلد اول، ص 259، مطبوعہ نور محمد آرام باغ، کراچی)

☆ روزہ کے اسرار ورموز

1۔ روزہ رکھنے سے کھانے پینے اور شہوانی لذات میں کمی ہوتی ہے، اس سے حیوانی قوت کم ہوتی ہے اور روحانی قوت زیادہ ہوتی ہے۔

2۔ بھوک اور پیاس پر صبر کرنے سے انسان کو مشکلات اور مصائب پر صبر کرنے کی عادت پڑتی ہے اور مشقت برداشت کرنے کی مشق ہوتی ہے۔

3۔ خود بھوکا اور پیاسا رہنے سے انسان کو دوسروں کی بھوک اور پیاس کا احساس ہوتا ہے اور پھر اس کا دل غرباء کی مدد کی طرف مائل ہوتا ہے۔

4۔ بھوک اور پیاس کی وجہ سے انسان گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ رہتا ہے۔

5۔ شیطان انسان کی رگوں میں دوڑتا ہے اور بھوک، پیاس سے شیطان کے راستے تنگ ہوجاتے ہیں، اسی طرح روزہ سے شیطان پر ضرب پڑتی ہے۔

باب 5

حج کی اہمیت وفضیلت
قرآن مجید اور
احادیث کی روشنی میں

حج کی اہمیت وفضیلت

سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، جس نے کلمۂ توحید کو اپنے بندوں کے لئے پناہ گاہ اور قلعہ بنایا، اپنے قابل تکریم گھر کعبۃ اللہ کو لوگوں کے لوٹنے اور امن کی جگہ بنایا، احسان کرتے ہوئے اسے اپنی طرف منسوب کر کے شرف بخشا، اس کی زیارت وطواف کو بندے اور عذاب کے درمیان پردہ ڈھال بنایا، حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے۔ حج 9ھ میں فرض ہوا۔ یہ عمر بھر کی عبادت، انجام کار، اسلام کی تکمیل اور دین کا کمال ہے۔ کعبہ معظّمہ وہ شان والا گھر ہے جس گھر میں برکتیں ہی برکتیں ہیں۔ اس پاک اور بابرکت گھر کی تعریف قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ میں یوں فرماتا ہے۔

القرآن: اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (سورۂ آل عمران آیت 96-97، پارہ 4)

ترجمہ: بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا، وہ ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا اور ہدایت تمام جہان کے لئے، اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم اور جو شخص اس داخل ہو باامن ہے اور اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج ہے، جو شخص بااعتبار راستہ کے اس کی طاقت رکھے اور جو کفر کرے تو اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔

اب احادیث کی روشنی میں حج کے فضائل ملاحظہ فرمائیں۔

حج عمر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ سے دریافت کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہر سال حج فرض ہے یا (زندگی میں) صرف ایک بار فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا (فرض) صرف ایک بار ہے اور نفلی جتنے کوئی چاہے (حج کرے) (بحوالہ: المستدرک، (مترجم) جلد دوم، کتاب مناسب الحج، ص 121، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حج کر کے لوٹنے والا پاک وصاف لوٹتا ہے

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے حج کیا اور رفث (فحش کلام) نہ کیا تو گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ (صحیح بخاری، کتاب الحج، جلد اول، حدیث 1521، ص 512)

حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: عمرہ سے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو درمیان میں ہوئے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے

(صحیح بخاری، کتاب العمرۃ، جلد 2، حدیث 1773، ص 586)

حج کمزوروں کے لئے جہاد ہے

☆ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: حج کمزوروں کے لئے جہاد ہے (سنن ابن ماجہ، ابواب المناسک، حدیث 2902، جلد 3، ص 414)

حج وعمرہ محتاجی کو دور کرتا ہے

☆ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: حج وعمرہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں، جیسے بھٹی لوہے اور چاندی اور سونے کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے (جامع ترمذی، ابواب الحج، جلد 2، حدیث 810، ص 218)

حاجی اپنے گھر والوں میں چار سو افراد کی شفاعت کرے گا

☆ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کرے گا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا

(مسند البزار، امسند ابی موسیٰ الاشعری، حدیث 3196، جلد 8، ص 169)

مکہ سے پیدل حج ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مکہ سے پیدل حج کو جائے، یہاں تک کہ مکہ واپس آئے، اس کے لئے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم کی نیکیوں کی مثل لکھی جائیں گی۔ کہا گیا، حرم کی نیکیوں کی کیا مقدار ہے؟ فرمایا: ہر نیکی لاکھ نیکی ہے۔ (المستدرک للحاکم، کتاب المناسک، حدیث 1735، جلد 2، ص 114)

حاجی کی مغفرت اور جس کے لئے وہ دعا کرے، اس کی بھی مغفرت

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: حاجی کی

مغفرت ہوجاتی ہے اور حاجی جس کے لئے استغفار کرے، اس کی بھی مغفرت ہوجاتی ہے۔
(مجمع الزوائد، حدیث 5287، جلد 3، ص 483)

حج کے ارادہ سے جانے والا مرگیا تو قیامت تک حج کا ثواب پائے گا

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو حج کے لئے نکلا اور مرگیا۔ قیامت تک اس کے لئے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو عمرہ کے لئے نکلا اور مرگیا۔ اس کے لئے قیامت تک عمرہ کرنے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو جہاد میں گیا اور مرگیا، اس کے لئے قیامت تک غازی کا ثواب لکھا جائے گا۔ (مسند ابی یعلی، مسند ابی ہریرۃ، حدیث 6327، جلد 5، ص 441)

حج کے ارادہ سے جانے والا مرگیا تو بلاحساب جنت میں جائے گا

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جو اس راہ میں حج یا عمرہ کے لئے نکلا اور مرگیا، اس کی پیشی نہیں ہوگی، نہ حساب ہوگا اور اس سے کہا جائے گا تو جنت میں داخل ہوجا۔
(طبرانی المعجم الاوسط، باب المیم، حدیث 9033، جلد 6، ص 352)

استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والا چاہے یہودی ہوکر مرے یا نصرانی

☆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جسے حج کرنے سے نہ حاجت ظاہرہ مانع ہوئی، نہ بادشاہ ظالم، نہ کوئی ایسا مرض جو روک دے پھر بھی بغیر حج کئے مرگیا تو چاہے یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر (سنن الدارمی، کتاب المناسک، حدیث 1785، جلد 2، ص 45)

چھٹا باب

جہاد کے فضائل

☆ جہاد کے لغوی معنی اور شرائط

☆ قرآن مجید اور جہاد کا حکم

☆ احادیثِ رسول اور جہاد کے فضائل

☆ جہاد کی فضیلت پر چالیس احادیث

☆ بائبل میں جہاد کا تصور

☆ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جذبہ جہاد

☆ جذبہ جہاد سے سرشار مسلمان خواتین کی داستانیں

☆ مجاہدینِ اسلام اور جذبہ جہاد

فہرست

☆ پہلی فصل

☆ دوسری فصل ☆ قرآن مجید اور جہاد کا حکم

☆ تیسری فصل ☆ احادیثِ رسول اور جہاد کی فضیلت

☆ چوتھی فصل

☆ساتویں فصل

جذبۂ جہاد سے سرشار مسلمان خواتین کی داستانیں

☆آٹھویں فصل

مجاہدین اسلام اور جذبۂ جہاد

79: حضرت طارق بن زیاد علیہ الرحمہ کا جذبۂ جہاد

80: حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ کا جذبۂ جہاد

☆نویں فصل

81: حضور ﷺ کے غزوات اور دور نبوی کے چالیس سرایا

82: امام المجاہدین سرور کونین ﷺ کے غزوات

83: دور نبوی ﷺ کے چالیس سرایا

84: نبی پاک ﷺ کی تلواریں

85: نبی الملاحم ﷺ کے نیزے اور برچھیاں

86: رسول اللہ ﷺ کی زرہیں، خود، کمانیں

87: حضور ﷺ کے 38 نامور کمانڈر صحابہ علیہم الرضوان

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حقیقتاً اسلام وہ شجر ہے جس کو پانی سے نہیں' خون سے سینچا گیا ہے اور اس اسلام کی جڑوں میں اتنے قیمتی قیمتی خون لگے ہیں کہ فراست انسانی دنگ ہے۔

اس اسلام کی جڑوں میں محسن انسانیت امام المجاہدین ﷺ کے خون مبارک جیسا مقدس خون بھی شامل ہے جس خون کے ایک قطرے کی خوشبو کا مقابلہ دنیا بھر کی انسانیت کے خون نہیں کر سکتے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مقدس خون بھی اس اسلام کی جڑوں میں موجود ہے۔

اور یقیناً مسلمان اپنی جان و مال بلکہ ہر چیز سے زیادہ محبوب و مقدم اسلام کو رکھتے ہیں۔ اسی لئے بڑے بڑے لوگ اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر اسلام پر قربان ہو گئے اور انہی کے خون کی برکت سے آج بھی اسلام صحیح حالت میں ہمارے پاس موجود ہے۔

یہ دنیا دل لگانے کی جگہ نہیں' یہ دنیا عارضی ٹھکانہ ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق جب ہم موت ہی کے لئے بنے ہیں تو کیوں نہ شہادت کا تاج سجا لیا جائے۔ اس دنیا کو چھوڑ کر سب کو ایک نہ ایک دن جانا ہے۔ جب یہاں سے ایک دن جانا ہی ہے تو کیوں نہ اس شان سے جایا جائے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو بھی محبوب ہے۔

اپنے خون سے اپنی تاریخ کیوں نہ لکھی جائے؟

اپنے سروں کو اپنے دھڑوں کا یرغمال کیوں بنایا جائے؟

جس ذات نے سر دیا اس کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی کیوں نہ لگائی جائے؟

اس ایک مدینے والے آقا امام المجاہدین ﷺ کی سچی غلامی اختیار کر کے سب کی غلامی

سے خود کو آزاد کیوں نہ کرایا جائے؟

ہم اس امام المجاہدین ﷺ کے غلام ہیں، جس کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت حق کے شہیدوں کی ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی عزیز جانیں قربان کیں، مگر حق کا ساتھ چھوڑنے پر راضی نہ ہوئے، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر سے ہونے والے فرزند "ہالہ" تلواروں سے قیمہ کئے گئے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت سمیّہ رضی اللہ عنہا ابوجہل کی برچھی کھا کر شہید ہوئیں۔

حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کفار کے ہاتھ سے اذیت اٹھاتے ہوئے شہید ہوئے۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے سولی پر جان دے دی۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو کھولتے تیل کی کڑاہی میں زندہ ڈال دیا گیا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اسلام کے لئے سرعام اپنی گردن کٹائی۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ننگی پیٹھ کر کے جلتے ہوئے کوئلوں پر لٹایا گیا۔

حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ کے جسم کو زخموں سے چھلنی کیا گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام کی بقاء کے لئے خنجر کے وار سے شہید کر دیئے گئے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی جان دے دی مگر پرچم اسلام جھکنے نہیں دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حالت سجدہ میں ضربیں ماری گئیں اور آپ کچھ دنوں کے بعد جام شہادت نوش فرما گئے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر شہید کیا گیا۔

حضرت امام مظلوم امام حسین اور آپ کے رفقاء کو کربلا کی تپتی ریت پر تین دن تک بھوکا پیاسا رکھ کر خاک وخون میں تڑپایا گیا، ہاتھوں کو کاٹا گیا، گردنیں جسم سے جدا کی گئیں، پاکیزہ

جسموں پر گھوڑے دوڑائے گئے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا۔آپ کا جنازہ جیل سے اٹھا۔

علامہ کفایت علی کافی علیہ الرحمہ کو انگریزوں نے بھرے بازار میں شہید کیا۔

علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ کو انگریز کے خلاف پہلا جہاد کا فتویٰ دینے کے جرم میں جیل بھیج دیا گیا جہاں آپ کا وصال ہوگیا۔

دنیا کے ایک مشہور اور موجودہ دور میں ترقی یافتہ مذہب کو صرف ایک سولی پر ناز ہے مگر دیکھئے اسلام میں کتنی سولیاں، کتنے مقتل اور کتنے میدان جنگ ہیں۔

ہم عزم ویقین کے پروانے شعلوں سے محبت کرتے ہیں
اے زیست ہماری راہ سے ہٹ، ہم موت کی عزت کرتے ہیں

اسلام کی وجاہت کا نام جہاد ہے، مسلمانوں کی شان وشوکت کا نام جہاد ہے۔کلمہ طیبہ کی حفاظت کا نام جہاد ہے، توحید ورسالت کی پاسبانی کا نام جہاد ہے، اسلامی سرحدوں کی نگہبانی کا نام جہاد ہے۔

جب تک ہمارے دلوں میں جذبہ جہاد تھا۔مسلمانوں کی طرف کوئی میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت بھی نہ کرتا تھا، مسلمانوں کا عالم میں رعب ودبدبہ تھا مگر جب سے جذبہ جہاد سرد پڑ گیا۔ہم پستی کی طرف جارہے ہیں۔مسلمانوں کا وقار ختم ہوگیا۔مسلمانوں کا مقام ختم ہوگیا، مسلمانوں کا رعب ودبدبہ ختم ہوگیا۔مسلمانوں کی آزادی ختم ہوگئی اور آج ہم یہود ونصاریٰ اور اسلام دشمن قوتوں سے مرعوب ہوگئے۔

ہائے افسوس! ہمارے اکابرین تو موت سے محبت کرتے تھے! اس لئے راہ خدا میں جان قربان کے لئے ہر لمحہ تیار رہتے تھے مگر ہم کو دنیا سے محبت ہوگئی، ہم کو مال سے محبت ہوگئی، ہم کو قیمتی گاڑیوں سے محبت ہوگئی۔ہم کو بنگلوں اور پلاٹوں سے محبت ہوگئی۔ہم کو ایئر کنڈیشن سے محبت ہوگئی، ہم کو اقتدار سے محبت ہوگئی، جب سے ہمارا یہ حال ہوا ہے۔اس وقت سے ہم پستی کی

طرف جارہے ہیں۔

آج کل اسلام دشمن قوتوں نے ایک شور برپا کر رکھا ہے کہ جہاد دہشت گردی ہے۔ وہ جہاد اور دہشت گردی کا فرق ہی نہیں سمجھے اور سمجھنا بھی نہیں چاہتے۔ اس لئے کہ اس وقت مذہبی لبادے میں ملبوس تنظیموں کو یہود ونصاریٰ ہی پال رہے ہیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ صلیبی جنگوں کے مذہبی نام پر عیسائیوں نے مسلمانوں کا کتنا خون بہایا۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ بلکہ اب بھی ان کی طرف سے ظلم وستم اور ناانصافی کا سلسلہ جاری ہے۔ امریکا کو مسلمان اور اسلام دہشت گرد دکھائی دیتا ہے لیکن اسرائیل کے عالمی دہشت گرد اور غنڈے دکھائی نہیں دیتے۔ ایک مغربی نشریاتی ادارے کی رپورٹ کے مطابق اسرائیل کی یونیورسٹی میں باقاعدہ مسلمانوں کو قتل کرنے کی تربیت دی جاتی ہے اور ہر اسرائیلی نوجوان کے لئے فوجی تربیت لازمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صیہونی دہشت گردوں نے جوان، بوڑھوں اور بچوں تک کو خاک وخون میں تڑپا رکھا ہے۔

امریکہ پوری دنیا میں دہشت گردی کا ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے لیکن حیرانگی کی بات یہ ہے کہ آج تک کوئی یورپی ملک دہشت گردی کی صحیح تعریف نہیں کرسکا۔ یہ دہشت گردی کیا ہے؟ آج جہاد کو دہشت گردی کا نام دیا جارہا ہے۔ یہ بات ہم تسلیم کرتے ہیں کہ بعض نام نہاد دین فروش مسلمان کرائے کے قاتل بنے ہوئے ہیں، جن کا مائی باپ اور پشت پناہی کرنے والی طاقت عالم یہودیت ہے۔ یہ دراصل جہاد جیسے مقدس فریضے کو بدنام کرنے کی سازش ہے۔ قرآن مجید میں چارسوسینتالیس آیات جہاد سے متعلق ہیں۔ جہاد عبادت ہے، جہاد اسلامی تعلیم ہے، جہاد اسلامی تعلیمات کی حفاظت کا ذریعہ ہے، جہاد دنیا میں امن کی ضمانت ہے۔

اگر مغرب جہاد اور دہشت گردی میں فرق سمجھ لے تو ستر فیصد مسائل حل ہوجائیں گے۔ اب آپ کے سامنے جہاد کا لغوی واصطلاحی معنی، مفہوم، جہاد کے شرائط، جہاد کب فرض ہوتا ہے اور کب فرض کفایہ ہوتا ہے۔ پیش کیا جائے گا۔

چھٹا باب

(پہلی فصل)

☆ جہاد کا حکم

☆ جہاد کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ

☆ جہاد کا شرعی معنیٰ اور مفہوم

☆ جہاد کے شرائط

☆ جہاد کب فرض عین ہوتا ہے

☆ جہاد کے فرضِ کفایہ ہونے کی صورت

جہاد کا حکم

☆ جہاد کا حکم مدینہ منورہ میں سن دو ہجری (2ھ) میں نازل ہوا۔ (حدائق الانوار فی سیرۃ النبی المختار ص262)

☆ جہاد کے متعلق سب سے پہلی آیت جو نازل ہوئی، وہ سورۂ حج کی انتالیسویں آیت ہے۔

ترجمہ = ان لوگوں کو حکم دیا گیا جہاد کا جن سے کافر لڑتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا، اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاد کی یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ اگر جہاد نہ ہو تو زمین پر فساد برپا ہو جائے اور عبادت گاہوں کو ڈھا دیا جائے یعنی اگر جہاد کی وجہ سے ظالم اور سرکش لوگوں کو ختم نہ کیا جائے تو پھر یہ زمین فتنہ اور فساد کی لپیٹ میں آ جائے گی اور سرکش کافر مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو گرا دیں گے اور مسلمانوں کو ختم کر دیں گے، مگر جہاد کے ذریعہ سے تمام فتنے ختم ہو جاتے ہیں اور زمین پر امن وسکون اور عدل وانصاف عام ہو جاتا ہے اور اللہ کا دین اور اس کا نظام بلند اور غالب رہتا ہے۔ (بقرہ 251: حج 40)

☆ حضور ﷺ سے پہلے کئی انبیاء کرام علیہم السلام نے جہاد فرمایا۔ ان انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مل کر اس زمانے کے اہل اللہ نے بھی بھرپور طریقہ سے جہاد میں حصہ لیا۔

جہاد کے بارے میں قرآن وسنت سے جو حکم اور اس کی تفصیلات معلوم ہوتی ہے۔ انہیں ہم درج ذیل نکات میں بیان کرتے ہیں جس سے یہ تفصیلات آسانی کے ساتھ ذہن نشین بھی ہو جائیں گی اور حکم کی تفصیلات بھی واضح ہو جائیں گی۔

1۔ جہاد اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

2۔ جہاد اسلامی فرائض میں سے اہم فرض ہے۔

3۔ جہاد ایمان کے بعد افضل عمل ہے۔

4۔ جہاد کا منکر کافر ہے۔

5۔ جہاد سے عناد اور بغض رکھنے والا گمراہ ہے۔

6۔ جہاد کو شرعی عذر کے بغیر چھوڑنے والا فاسق ہے۔

7۔ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔

8۔ جہاد کو کوئی ظالم یا عادل حکمران ختم نہیں کر سکتا۔

9۔ جہاد کی فرضیت قرآن کریم، سنت رسول، اجماع اُمّت اور قیاس شرعی (چاروں شرعی دلائل) سے ثابت ہے۔

10۔ جہاد کا جاری رہنا نبی پاک ﷺ کا معجزہ اور آپ کی نبوت و رسالت کے دلائل میں سے ایک اہم دلیل ہے۔

جہاد کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ

☆ جہاد کا لغوی معنی کوشش کرنا ہے۔ جہاد باب مفاعلۃ کا مصدر ہے۔ جاھد یجاھد مجاھدۃ و جھاد افھو مجاھد کہا جاتا ہے۔ ''جاہد الرجل'' آدمی نے کوشش کی اور طاقت استعمال کی۔ (بحوالہ: حی علی الجہاد المعروف بہ تحفۃ المجاہدین ص 4)

☆ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی علیہ الرحمہ (متوفی 1206ھ) نے فرمایا کہ جہاد کا معنی طاقت، وسعت اور کسی کام میں مبالغہ کرنا ہے اور جہد کے معنی مشقت کے ہے (بحوالہ: تاج العروس شرح قاموس جلد 2، ص 330)

جہاد کا شرعی معنی اور مفہوم

☆ حضرت علامہ بدر الدین محمد محمود بن احمد العینی حنفی علیہ الرحمہ (متوفی 855ھ) نے فرمایا جہاد شرعاً یہ ہے کہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے (یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے) کفار سے جنگ میں اپنی پوری طاقت اور وسعت کو خرچ کرنا اور جہاد فی سبیل اللہ کا معنی ہے۔ احکام شرعیہ پر عمل کرنے کے لئے نفس کو تھکانا اور اتباع شہوات اور میلان لذات میں نفس کی مخالفت کرنا (بحوالہ: عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد 14)

☆ شارح مشکوٰۃ حضرت امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ جہاد کا شرعی معنی بیان فرماتے ہیں ’’ھو بذل المجھود فی قتال الکفار مباشرۃ او معاونۃ بالمال اور بالرأی او بتکثیر السواد او غیر ذلک ‘‘ (بحوالہ: مرقات شرح مشکوٰۃ)

ترجمہ= جہاد کفار کے ساتھ لڑائی میں شریک ہونے یا مال کے تعاون یا مشورہ دینے یا مسلمانوں کی نفری زیادہ کرنے یا اس کے علاوہ دیگر تعاون کو کہتے ہیں۔

☆ علامہ ابن الہمام جہاد کی تعریف یوں کرتے ہیں۔ ’’ھو دعوۃ الکفار الی الدین الحق وقاتلھم ان لم یقبلوا ‘‘ (بحوالہ: مرقات)

ترجمہ: کفار کو دین حق کی دعوت دینا اور نہ ماننے کی صورت میں ان سے لڑنا جہاد کہلاتا ہے۔

☆ بعض علماء جہاد کی تعریف یوں فرماتے ہیں۔

ان الجھاد لا یسمی جھاد احقیقتا الا اذا قصد بہ وجہ اللہ واریدبہ اعلاء کلمۃ اللہ ورفع رایۃ الحق و مطاردۃ الباطل و بذل النفس فی مرضات اللہ فاذا ارید بہ شئ دون ذلک من حظوظ الدنیا فانہ لایسمی جھاد فی الحقیقۃ (ہدایۃ المجاہدین ص 36)

ترجمہ= جہاد اس وقت تک حقیقی جہاد نہیں کہلاتا، جب تک جہاد کے ذریعہ رضاء خداوندی اور کلمۃ اللہ (اسلام) کی سربلندی، پرچم حق کی کشائی، باطل کی سرکوبی اور رضائے الٰہی میں نفس کا استعمال مقصود نہ ہو، اگر ان مذکورہ مقاصد کے علاوہ کوئی اور خیال یا دنیاوی اغراض کو مقصود بنایا گیا تو پھر یہ حقیقت میں جہاد نہیں۔

جہاد کی شرائط

پہلی شرط ''ایمان''

ہر عمل خصوصا جہاد کے لئے مجاہد کا مومن ہونا شرط ہے۔

حدیث شریف= حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں اسلام لاؤں یا جہاد کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے اسلام لا پھر جہاد کر۔ اس نے اسلام قبول کر کے جہاد کیا تو شہید ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عمل کم کیا اور ثواب زیادہ پایا (بخاری شریف)

معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں۔

دوسری شرط ''امیر کا تقرر''

مجاہدین اسلام کے لئے ایک امیر ہونا شرط ہے جس کی امارات اور ماتحتی میں فریضہ جہاد ادا کیا جائے، یہ جہادی مہم بغیر امیر کے کارگر ثابت نہیں ہوسکتی، اس لئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک امام ڈھال ہے جس کی امارت میں لڑا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ بچا جا سکتا ہے۔

تیسری شرط ''طاقت واسلحہ''

مجاہدین اسلام کے لئے جہاد کی دیگر شرائط کی طرح یہ شرط بھی اہم ہے کہ جس قوم سے لڑنا

ہے اس کے مقابلے کے لئے اپنی تیاری پوری کر چکے ہوں۔ یہ نہ ہو کہ کفار اسلحہ سے لیس ہو اور مجاہد تہی دست (خالی ہاتھ) میدان میں کود جائے۔ بلکہ اس کے لئے اپنی طاقت کے مطابق تیاری کرنا فرض ہے اور یہی تعلیم منجانب اللہ مجاہدین اسلام کے لئے قرآن نے بیان فرمائی ہے۔

ترجمہ= کفار سے لڑنے کے لئے اپنی طاقت کے مطابق قوت اور گھوڑوں وغیرہ کی تیاری کرلو (سورہ توبہ)

جہاد کب فرض عین ہوتا ہے

☆ جب کافر مسلمانوں پر حملہ کر دیں یا مسلمانوں کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیں یا مسلمانوں کی اور کافروں کی صفیں میدان جہاد میں آمنے سامنے آجائیں یا مسلمانوں کا خلیفہ لوگوں کو جہاد کے لئے بلائے تو ان تمام صورتوں میں جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ (ردالمحتار جلد 4، ص 127، المغنی جلد 10، ص 361)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ جب کافر قوم اپنے لشکر کو مسلمانوں کے ملک میں لاکر حملہ کر دے یا مسلمانوں کو قیدی بنائے تو جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

اسی طرح اگر کسی اسلامی ملک کے بعض حصہ پر کافر قبضہ کر لے تو اسلامی ملک کے باشندگان پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے تاکہ وہ اپنے مقبوضہ علاقے کا دفاع کریں پھر اگر اس ملک کے لوگ اپنے ملک کا دفاع کرنے سے عاجز ہو جائیں تو پھر اس ملک سے قریب جو اسلامی ملک ہے، اس پر دفاع کرنا فرض عین ہو جاتا ہے۔ اگر وہ بھی طاقت نہ رکھتے ہوں تو پھر تمام دنیا کے مسلمانوں پر اس اسلامی ملک کا دفاع کرنا فرض عین ہو جاتا ہے۔

جہاد کا فرض کفایہ ہونے کی صورت

اسلامی ملک پر جب کفار کی طرف سے یلغار ہو جائے اور وہی اسلامی ملک اس کا دفاع کر سکتا ہو تو دیگر اسلامی ممالک پر جہاد فرض کفایہ ہے یا دوسرے ممالک سے بعض مجاہدین اسلامی

حکومت کے شانہ بشانہ دفاع کرنے کے لئے کھڑے ہوکر جہاد کریں تو دیگر لوگ اس گناہ سے بچ جاتے ہیں اور اگر اسلامی ملک کو تعاون کی ضرورت ہو اور کوئی بھی مسلمان اس کے ساتھ تعاون نہ کرے تو تمام مسلمان گناہ میں شریک ہو جائیں گے۔ (بحوالہ: حی علی المجاہد المعروف بہ تحفۃ المجاہدین، ص43)

دوسری فصل

قرآن مجید فرقان حمید

اور

جہاد کا حکم

اُن سے قتال کرو جو تم سے قتال کرتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو

القرآن: وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ

ترجمہ= اور قتال کرو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جو تم سے قتال کرتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو، بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ (سورۃ البقرۃ آیت 190، پارہ 2)

ذوالقعدہ ٦ ھ میں حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام کے ہمراہ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے۔ مشرکین مکہ نے آپ کو مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہونے دیا، حدیبیہ کے مقام پر آپ ﷺ کا مشرکین کے ساتھ ایک معاہدہ ہوا جو ''صلح حدیبیہ'' کہلاتا ہے اور اسی مقام پر موت اور جہاد پر بیعت بھی ہوئی جو ''بیعت رضوان'' کہلاتی ہے۔ اس معاہدہ کے تحت یہ بھی طے پایا کہ آپ ﷺ آئندہ اسی مہینہ میں مکہ مکرمہ تشریف لاکر عمرہ ادا کریں گے اور یہ بھی طے پایا کہ دس سال تک مسلمانوں کی مشرکین مکہ کے ساتھ جنگ بندی رہے گی۔ ذوالقعدہ ٧ ھ میں آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عمرہ کے لئے جانے لگے تو اندیشہ تھا کہ مشرکین بدعہدی کر کے حملہ نہ کردیں مسلمان چونکہ احرام کی حالت میں تھے اور وہ حدود حرم میں جا رہے تھے اور مہینہ بھی ذوالقعدہ کا تھا اور جنگ بندی کا معاہدہ بھی موجود تھا تو کیا مشرکین کے حملے کی صورت میں ان سے لڑنا جائز ہوگا؟ اس آیت میں فرمایا گیا کہ اگر وہ لوگ خود عہد شکنی کریں اور تم سے لڑنے پر آمادہ ہوجائیں تو لڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تم بھی ڈٹ کر ان کا مقابلہ کرو اور دل میں کوئی خدشہ نہ لاؤ (قرطبی، ابن کثیر، بیان القرآن، روح المعانی وغیرہ)

ربیع بیان کرتے ہیں کہ یہ پہلی آیت ہے جو مدینہ میں قتال کے متعلق نازل ہوئی، جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ صرف ان کے خلاف جہاد کرتے جو آپ ﷺ پر حملہ آور

ہوتے اور جو آپ پر حملہ آور نہ ہوتے، آپ بھی ان سے جنگ نہ کرتے، حتی کہ سورۂ توبہ نازل ہوگئی۔

ابن زید نے کہا: سورۂ بقرہ کی اس آیت کو سورۂ توبہ کی حسب ذیل آیت سے منسوخ کردیا۔

ترجمہ = پھر جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو تم مشرکین کو جہاں پاؤ، انہیں قتل کردو اور انہیں پکڑو اور ان کا محاصرہ کرلو اور ان کی تاک میں ہر جگہ گھات لگا کر بیٹھو (سورۂ توبہ آیت 5)

ان علماء کی رائے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے: حد سے تجاوز نہ کرو، اس کا معنی یہ ہے کہ جو تم سے نہ لڑیں ان سے نہ لڑو، اور سورہ توبہ کے نازل ہونے کے بعد یہ پابندی منسوخ ہوگئی، اس کے برعکس دوسرے علماء کی یہ رائے ہے کہ یہ آیت محکم ہے، منسوخ نہیں ہوئی اور حد سے تجاوز کرنے سے جو منع فرمایا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرو۔

قتال اور جہاد میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں وغیرہ کو قتل کرنے کی ممانعت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حد سے تجاوز نہ کرو، کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرو اور نہ اس کو قتل کرو جو ہتھیار ڈال دے۔ اگر تم نے ان کو قتل کیا تو تم حد سے تجاوز کرنے والے ہوگے (جامع البیان، جلد 2، ص 110-111 مطبوعہ دارالمعرفۃ، بیروت)

حدیث شریف = حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو لشکر کا امیر بناتے تو اس کو خصوصیت کے ساتھ خوف خدا کی وصیت کرتے اور فرماتے: بسم اللہ پڑھ کر جہاد کرو اور جو اللہ کا کفر کرے، اس سے قتال کرو اور خیانت نہ کرنا، عہد شکنی نہ کرنا اور

مثلہ نہ کرنا (کسی کے اعضاء نہ کاٹنا) اور کسی بچے کو قتل نہ کرنا (صحیح مسلم جلد 2، ص 82، مطبوعہ نور محمد کراچی)

حدیث شریف = حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا (صحیح مسلم، جلد 2، ص 84، مطبوعہ نور محمد کراچی)

ہجرت سے پہلے قتال کی ممانعت

اس پر اتفاق ہے کہ ہجرت سے پہلے کفار سے قتال کرنا ممنوع تھا، اس پر حسب ذیل آیات دلالت کرتی ہیں۔

القرآن: اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ ۝

ترجمہ: برائی کو اچھائی سے دفع کیجئے۔ آپ کے متعلق جو یہ باتیں بناتے ہیں ہم انہیں خوب جانتے ہیں۔

القرآن: فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ (سورۂ مائدہ آیت 13)

ترجمہ: آپ ان مشرکین کو معاف کر دیجئے اور ان سے درگزر کیجئے۔

القرآن: وَاصْبِرْ عَلٰى مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا وَذَرْنِیْ وَالْمُكَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِیْلًا (سورۂ مزمل آیت 11-10)

ترجمہ: اور کافر جو کچھ کہتے ہیں اس پر صبر کیجئے اور ان کو خوش اسلوبی سے چھوڑ دیجئے اور جھٹلانے والے مالداروں کو مجھ پر چھوڑ دیجئے اور انہیں تھوڑی سی مہلت دیجئے

القرآن: فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

(سورۂ نحل آیت 82)

ترجمہ: سواگر یہ اعراض کریں تو آپ کا کام تو صرف صاف صاف احکام پہنچا دینا ہے۔

القرآن: فَذَكِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ ○ لَّسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ

(سورۃ الغاشیہ آیت 22-21)

ترجمہ: سو آپ نصیحت کیجئے' آپ صرف نصیحت کرنے والے ہیں۔ آپ ان کو جبر سے منوانے والے نہیں۔

القرآن: وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ (سورۂ ق آیت 45)

ترجمہ: اور آپ ان کو جبر سے منوانے والے نہیں ہیں۔

ان آیات میں کفار کی ایذا رسانیوں پر رسول اللہ ﷺ کو صبر کرنے اور درگزر کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور وہ پہلی آیت جس میں ان کے حملوں کے جواب میں حملہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ سورۂ بقرہ کی زیر بحث آیت ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک یہی راجح ہے۔ علامہ قرطبی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ سب سے پہلے جس آیت میں جہاد کی اجازت دی گئی ہے، وہ یہ آیت ہے۔

القرآن: اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا

(سورۂ حج آیت 39)

ترجمہ: پروانگی عطا ہوئی انہیں جن سے کافر لڑتے ہیں اس بناء پر کہ ان پر ظلم ہوا۔

جن (مسلمانوں) سے ناحق قتال کیا جاتا ہے ان کو (جہاد کی) اجازت دے دی گئی کیونکہ

ان پر ظلم کیا گیا ہے۔

حرم میں ابتداً قتال کرنے کی ممانعت کا منسوخ ہونا اور کفار سے مدافعانہ جنگ کا جائز ہونا

القرآن: وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقَاتِلُوْكُمْ فِيْهِ فَاِنْ قَاتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ

ترجمہ: اور کافروں کو قتل کرو، جہاں انہیں پاؤ اور انہیں نکالو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا اور (کفر کا) فساد قتل سے زیادہ سخت ہے اور نہ قتال کرو ان سے مسجد حرام کے پاس یہاں تک کہ وہ تم سے وہاں قتال کریں۔ پھر اگر وہ تم سے (وہاں) قتال کریں تو انہیں قتل کرو ایسی ہی سزا ہے کافروں کی (سورۃ البقرہ آیت 191 پارہ 2)

خلاصہ آیت

اور جب تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان جنگ اپنے پنجے گاڑ دے تو پھر تم ان کو جہاں پاؤ قتل کردو، خواہ سرزمین حرم ہو اور ان کو مکہ سے نکال باہر کرو، جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا۔ یہ ایمان نہیں لاتے اور الٹا تم کو کفر کی طرف لوٹانا چاہتے ہیں، حالانکہ شرک اور ارتداد کا فساد قتل اور خون ریزی کے فساد سے زیادہ بڑا ہے۔ نیز یہ تم کو سرزمین حرم میں قتال کرنے پر ملامت کرتے ہیں، حالانکہ مشرک اور کفر کا فساد حرم میں قتال کرنے سے زیادہ بڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔اور مسجد حرام کے پاس ان سے اس وقت تک جنگ نہ کرو جب تک یہ تم سے وہاں جنگ نہ کریں۔

اس آیت کے منسوخ ہونے یا منسوخ نہ ہونے میں دو قول ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ پہلے مشرکین سے حرم میں ابتداً جنگ کرنے کی اجازت تھی، بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا۔امام ابن جریر طبری علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو یہ حکم دیا کہ جب تک مشرکین مسجد حرام کے پاس جنگ نہ کریں، ان سے جنگ نہ کرو، پھر اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو اس آیت سے منسوخ کر دیا۔

القرآن: فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (سورہ توبہ آیت 5)

ترجمہ: پھر جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو تم مشرکین کو جہاں پاؤ، انہیں قتل کر دو۔

مجاہد اور طاؤس نے یہ کہا کہ یہ آیت محکم ہے اور مکہ مکرمہ میں ابتداً کسی سے جنگ کرنا جائز نہیں ہے ہاں! اگر کافر اور مشرک مسلمانوں پر حرم میں حملہ کریں تو ان کے خلاف مدافعانہ جنگ کرنا جائز ہے (جامع البیان، جلد 2، ص 112، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت)

اور یہی صحیح قول ہے، امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔اس قول کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے، امام بخاری علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرم بنایا۔اس کو لوگوں نے حرم نہیں بنایا، سو جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو، اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مکہ میں خون

بہائے اور نہ اس کے کسی درخت کو کاٹے، اگر کوئی شخص مکہ میں قتال کے جواز پر میرے قتال سے استدلال کرے تو اس سے کہو: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اجازت دی تھی اور تمہیں اجازت نہیں دی اور میرے لئے دن کی ایک ساعت میں اجازت دی گئی تھی، پھر آج اس کی حرمت اسی طرح لوٹ آئی ہے جس طرح اس کی کل حرمت تھی اور جو شخص (یہاں) حاضر ہے، وہ غائب کو (یہ حدیث) پہنچا دے (صحیح بخاری جلد اول، ص 21، مطبوعہ نور محمد کراچی)

علامہ قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

نبی پاک ﷺ 6 ہجری میں اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ مکرمہ عمرہ کرنے کے لئے گئے، جب آپ حدیبیہ کے قریب پہنچے تو مشرکین نے آپ کو مکہ مکرمہ جانے سے منع کردیا، آپ ایک ماہ تک حدیبیہ میں ٹھہرے اور مشرکین سے اس بات پر صلح ہوئی کہ آپ اگلے سال عمرہ کرنے کے لئے آئیں اور اگلے سال تین دن آپ مکہ مکرمہ میں ٹھہر سکیں گے اور اس بات پر صلح ہوئی کہ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان دس سال تک جنگ نہیں ہوگی، پھر آپ مدینہ لوٹ گئے اور جب آپ اگلے سال 7 ہجری میں اس عمرہ کو ادا کرنے کے لئے آئے تو مسلمانوں کو کفار کی عہد شکنی کا خطرہ ہوا اور وہ حرمت والے مہینے میں حرم میں جنگ کرنے کو برا جانتے تھے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر تم سے حرم میں جنگ کریں تو تمہارے لئے بھی حرم میں جنگ کرنا جائز ہے (الجامع الاحکام القرآن، جلد 2، ص 347، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو، ایران)

حرمت والے مہینوں میں جہاد کا کیا حکم ہے؟

القرآن: اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ

ترجمہ: حرمت والا مہینہ حرمت والے مہینے کے بدلے (میں ہے) اور ادب کی سب چیزوں میں بدلہ ہے تو جو تم پر زیادتی کرے تم (بھی) اس کی زیادتی کا بدلہ لو، اتنی زیادتی کے ساتھ جتنی اس نے تم پر کی اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے (سورۃ البقرۃ آیت 194، پارہ 2)

حرمت والے مہینوں کا بیان

حدیث شریف: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ زمانہ گھوم کر پھر اپنی اس حالت پر آ گیا ہے جس حالت پر اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین اور آسمانوں کے پیدا کرنے کے وقت بنایا تھا، سال کے بارہ مہینے ہیں، تین مہینے پے در پے حرمت والے ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم الحرام اور رجب (صحیح بخاری، جلد اول، ص 454، مطبوعہ نور محمد کراچی)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے یہ دستور چلا آ رہا تھا کہ لوگ دور دراز سے حج کے

لئے ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم میں آنے جانے کا سفر کرتے تھے اور رجب کے مہینہ میں عمرہ کیلئے سفر کرتے تھے، اس لئے ان مہینوں کو حرمت والے مہینے کہا جاتا تھا اور ان مہینوں کے احترام کی وجہ سے عرب ان مہینوں میں باہمی لڑائیوں کو موقوف کر دیتے تھے، بعض دفعہ جب ان کے نزدیک لڑائی ناگزیر ہوتی تو محرم کو ایک مہینہ موخر کر دیتے اور صفر کے مہینہ کو محرم قرار دیتے اور محرم میں لڑائی کر لیتے اور وہ یونہی محرم کو موخر کرتے رہے حتیٰ کہ جب نبی پاک ﷺ نے حجۃ الوداع کیا تو محرم گھوم کر اپنی اصلی حالت اور اصل مہینہ میں آ چکا تھا، اسلام نے مہینوں کو موخر کرنا حرام کر دیا۔ قرآن مجید میں ہے۔

القرآن: اِنَّمَا النَّسِیٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ (سورۂ توبہ آیت 37)

ترجمہ: مہینوں کو موخر کرنا صرف کفر میں زیادتی ہے۔

پہلے ان مہینوں میں جہاد کرنا ممنوع تھا لیکن حسب ذیل آیت کے نازل ہونے کے بعد یہ حرمت منسوخ ہوگئی۔

القرآن: وَقَاتِلُوا الْمُشْرِکِیْنَ کَآفَّۃً (سورۂ توبہ آیت 36)

ترجمہ: اور تم تمام مشرکین سے جنگ کرو۔

بعض علماء کے نزدیک ان مہینوں میں ابتداً قتال کرنا منسوخ نہیں ہوا اور بدستور حرام ہے، البتہ مدافعانہ جنگ کرنا جائز ہے، لیکن صحیح رائے جمہور کی ہے۔

ان آیات کا شان نزول بھی وہی ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ 7ھ ہجری میں جب رسول پاک ﷺ عمرہ کے لئے پہنچے تو مسلمانوں کو خدشہ ہوا کہ کہیں کفار عہد شکنی نہ کریں اور وہ حرم میں اور حرمت والے مہینہ میں جنگ کرنے کو بہت برا جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس مہینہ اور اس جگہ کی حرمت سب کے لئے یکساں ہے، اگر وہ اس مہینہ اور اس جگہ میں جنگ چھیڑتے ہیں تو تم بھی مدافعانہ جنگ کرو اور انہوں نے تم کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے، ان سے اتنا ہی بدلہ لو،

ان کا زیادتی کرنا ظلم اور مسلمانوں کا بدلہ لینا عدل ہے اور لیکن اللہ تعالیٰ نے دونوں کے فعل کو ''اعتداء'' زیادتی فرمایا کیونکہ صورتاً دونوں فعل ایک جیسے ہیں۔

جہاد نہ کرنا خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہے

القرآن: وَاَنفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور (اپنے ہاتھوں) اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرتے رہو۔ بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے (سورۃ البقرۃ آیت 195، پارہ 2)

اس آیت کی متعدد تفسیریں کی گئی ہیں، امام ابن جریر طبری علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کسی آدمی کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوجانا ہلاکت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ نہ کرنا ہلاکت ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کسی شخص کا گناہ کرنا اور پھر اس کی مغفرت سے مایوس ہوکر توبہ نہ کرنا خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مسلمانوں کا اپنے اہل وعیال اور مال اور متاع کی دیکھ بھال میں مشغول رہنا اور اس شُغل میں افراط کی وجہ سے جہاد کو ترک کردینا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے (جامع البیان، جلد 2، ص 119، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)

یہ تمام اقوال اپنی جگہ درست ہیں لیکن ان میں سب سے زیادہ معتمد اور محقق قول یہ ہے کہ جہاد کو ترک کرنا خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہے، آج اُمّت مسلمہ جو ہر طرف سے دبی ہوئی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ صدیوں سے جہاد کو ترک کرچکی ہے۔ مسلمان حکمرانوں نے صدیوں ہندوستان پر حکومت کی لیکن غیر مسلم ریاستوں سے جہاد نہ کیا، نہ ان کو تبلیغ اسلام کی، اگر مسلمان اس فریضہ کو

ترک نہ کرتے تو آج دنیا کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔

جہاد کی فرضیت اور اس سے منہ موڑنے والوں کے لئے سخت وعیدوں کا بیان

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

القرآن: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَن تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَن تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورۂ بقرہ، آیت 216)

ترجمہ: تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے اور وہ تم پر دشوار ہے اور ہوسکتا ہے کہ تم پر کوئی چیز شاق گزرے اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز تمہارے نزدیک اچھی ہو اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ ہی کو علم ہے اور تمہیں علم نہیں ہے۔

☆ جہاد کا لغوی معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جنگ کرنے میں اپنی پوری وسعت اور طاقت کو خرچ کرنا اور جہاد کا شرعی معنی ہے: اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے کفار سے جنگ میں اپنی پوری طاقت اور وسعت کو خرچ کرنا۔

جہاد کی دو قسمیں ہیں: فرض عین اور فرض کفایہ، اسلام کی تبلیغ کے لئے کافروں کو اسلام کی دعوت دینا اور اگر وہ اسلام کو قبول نہ کریں تو پھر ان کو جزیہ ادا کرنے کے لئے کہنا اور اگر وہ اس کو بھی قبول نہ کریں تو پھر ان سے جہاد کرنا فرض کفایہ ہے اور اگر کسی اسلامی شہر پر کافر حملہ کریں تو

اس شہر کے مسلمانوں پر اپنے شہر کے دفاع کے لئے جہاد کرنا فرض عین ہے اور اگر اس شہر میں مسلمان اپنا دفاع نہ کرسکیں تو اس کے قریب کے شہر والوں پر جہاد کرنا فرض عین ہو جائے گا۔علی ہذا القیاس اگر ایک اسلامی ملک اپنے دفاع کی استطاعت نہ رکھے تو اس کے قریب کے ملک پر جہاد کرنا فرض عین ہوگا۔

علامہ کاسانی حنفی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے: اگر جہاد کے لئے روانہ ہونے کا مسلمانوں کو عام حکم دیا جائے تو جہاد فرض عین ہے اور اگر عام حکم نہ ہو تو جہاد فرض کفایہ ہے اور بعض مسلمانوں کے جہاد کرنے سے باقی مسلمانوں سے جہاد کی فرضیت ساقط ہوتی ہے (بدائع الصنائع جلد 7،ص 98،مطبوعہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، کراچی)

اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ اور مسلمانوں کو مکہ میں توحید کا حکم دیا اور نماز پڑھنے کا، زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا اور مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے سے منع کیا اور جب آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو باقی فرائض نازل ہوئے اور مسلمانوں کو کفار سے جنگ کرنے کی اجازت دے دی گئی، تب یہ آیت نازل ہوئی کہ تم پر قتال (جہاد) فرض کر دیا گیا ہے، اور قتال سے ممانعت کے بعد تم کو قتال کی اجازت دے دی گئی ہے اور اگر چہ یہ طبعاً تم پر گراں اور بھاری ہے لیکن انجام کار تمہارے لئے خیر ہے کیونکہ کافروں کو مغلوب کر کے تم ایک اسلامی ریاست قائم کرسکو گے اور آزادی کے ساتھ باعزت طریقہ سے زندگی گزار سکو گے اور اسلام کے تمام احکام پر بے خوف و خطر عمل کرسکو گے اور جنگ کے ذریعہ تم کو دشمنوں کا مال غنیمت حاصل ہوگا، اس سے تم پر خوشحالی آئے گی، اور اگر تم راہ حق میں شہید ہو گئے تو تمہارے لئے بے پناہ اجر ہے اور اگر تم کافروں سے جہاد نہیں کرو گے تو وقتی طور پر تمہیں آرام ملے گا لیکن آخر کار کفار تمہارے ملک پر قبضہ کر کے تمہیں آزادی سے محروم کر دیں گے۔تمہیں اپنا غلام بنالیں گے اور پھر تم کو ذلت اور خواری کی زندگی گزارنی ہوگی۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (سورۂ بقرہ، آیت 244)

ترجمہ: اور (اے مسلمانو!) تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو، اور یقین رکھو کہ اللہ بہت سننے والا بہت جاننے والا ہے۔

تیسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ

(سورۂ توبہ آیت 5)

ترجمہ: مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کردو، ان کو گرفتار کرو اور ان کا محاصرہ کرو اور ان کی تاک میں ہر گھات کی جگہ بیٹھو۔

چوتھے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صٰغِرُونَ

(سورۂ توبہ آیت 29)

ترجمہ: ان لوگوں سے قتال کرو جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ روز آخرت پر اور نہ وہ اللہ

اور اس کے رسول کے حرام کئے ہوئے کو حرام قرار دیتے ہیں اور نہ وہ دین حق کو قبول کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو کتاب دی گئی (تم ان سے قتال کرتے رہو) حتی کہ وہ ذلت کے ساتھ ہاتھ سے جزیہ دیں۔

پانچویں مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ O (سورۂ حج، آیت 40)

ترجمہ: اور اگر اللہ بعض لوگوں کو دوسرے بعض لوگوں سے دور کرتا نہ رہتا تو راہبوں کی خانقاہیں اور کلیسائیں اور یہودیوں کے معبد اور جن مسجدوں میں اللہ کا بہت ذکر کیا جاتا ہے، ان سب کو ضرور منہدم کردیا جاتا اور جو اللہ (کے دین) کی مدد کرتا ہے، اللہ اس کی ضرور مدد فرماتا ہے، بے شک اللہ ضرور قوت والا بہت غلبہ والا ہے۔

☆ اس آیت میں جو فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو دوسرے بعض لوگوں سے دور فرماتا رہتا ہے، اس کے حسب ذیل محامل ہیں۔

1۔ اس سے مراد ہے مسلمانوں کو کفار کے خلاف جہاد کی اجازت دینا گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مشرکین کے خلاف جہاد کی اجازت دے کر ان سے کفار اور مشرکین کو دور فرماتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ یہ اجازت نہ دیتا تو مشرکین مسلمانوں کی عبادت گاہوں پر قبضہ کرلیتے اور اسی وجہ سے راہبوں کی خانقاہوں، کلیساؤں اور یہودیوں کے معبد کا بھی ذکر فرمایا ہرچند کہ یہ غیر اہل اسلام کی عبادت گاہیں ہیں۔

2۔ جو مسلمان عذر کی وجہ سے جہاد نہیں کر سکتے، ان سے جہاد کی مشقت کو جہاد کرنے والے مسلمانوں کے سبب سے دور فرما دیتا ہے۔

3۔ اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی وجہ سے برے لوگوں سے عذاب دور فرما دیتا ہے۔ سو نمازیوں کی برکت سے بے نمازوں کے عذاب کو دور فرما دیتا ہے اور صدقہ کرنے والوں کی وجہ سے ان سے عذاب کو دور کر دیتا ہے جو صدقہ نہیں کرتے اور حج کرنے والوں کی وجہ سے ان سے عذاب کو دور کر دیتا ہے جو حج نہیں کرتے۔

جہاد سے روکنا بہت بڑا گناہ ہے

القرآن: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۤ وَاِخْرَاجُ اَھْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۭ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۭ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَھُوَ كَافِرٌ فَاُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

ترجمہ: لوگ آپ سے ماہ حرام میں قتال کے متعلق (حکم) پوچھتے ہیں فرما دیجئے اس میں قتال بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اللہ اور مسجد حرام سے کفر کرنا اور اس کے رہنے والوں کو اس سے نکالنا اللہ کے نزدیک بہت بڑا (گناہ) ہے اور (ان کے کفر کا) فساد قتل سے زیادہ سخت ہے اور وہ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے، یہاں تک کہ وہ تمہیں تمہارے دین سے لوٹا دیں گے۔ اگر قوت پائیں اور تم میں سے جو مرتد ہو جائے، اپنے دین سے پھر وہ کافر ہونے کی حالت میں مرجائے تو ان لوگوں کو (اچھے) عمل ضائع ہو گئے دنیا و آخرت میں اور وہ دوزخی ہیں، اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (سورۃ البقرۃ آیت 217، پارہ 2)

شان نزول

نبی پاک ﷺ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں مجاہدین کی ایک جماعت روانہ فرمائی تھی جس نے مشرکین سے جہاد کیا۔ ان کا خیال تھا کہ لڑائی کا دن جمادی الاخریٰ کا آخری دن ہے مگر حقیقت میں چاند 29 تاریخ کو ہوگیا تھا اور رجب کی پہلی تاریخ شروع ہوگئی تھی۔ اس پر کفار نے مسلمانوں کو شرم دلائی کہ تم نے ماہ حرام میں جنگ کی۔ حضور ﷺ سے اس کے متعلق سوال ہونے لگے تو یہ آیت نازل ہوئی (قرطبی)

کہ ماہ حرام میں لڑائی کرنا اگرچہ بہت بڑی بات ہے لیکن مشرکوں کا شرک، مسلمانوں کو ایذائیں دینا، نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کو مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے روکنا، دوران نماز طرح طرح کی ایذائیں یہ ماہ حرام میں لڑائی سے بہت بڑھ کر ہے۔ لہذا پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر اپنے کرتوت دیکھ لو پھر مسلمانوں پر اعتراض کرنا۔ تمہارے یہ افعال مسلمانوں کے فعل سے زیادہ شدید ہیں کیونکہ کفر وظلم تو کسی حالت میں جائز نہیں ہوتے جبکہ لڑائی تو بعض صورتوں میں جائز ہو ہی جاتی ہے نیز مسلمانوں نے جو ماہ حرام میں لڑائی کی تو وہ ان کی غلط فہمی کی وجہ سے تھی کہ چاند کی تاریخ ان پر مشکوک ہوگئی لیکن کفار کا کفر اور مسلمانوں کو ایذائیں تو کوئی قابل شک فعل نہیں۔ یہ تو واضح طور پر ظلم وسرکشی تھی۔ یاد رہے کہ حرمت والے مہینوں میں جنگ کی ممانعت کا حکم سورۂ توبہ آیت نمبر 5 سے منسوخ ہے۔

راہِ خدا میں ہجرت اور جہاد کرنے والوں کا درجہ

القرآن: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ لوگ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے (سورۃ البقرۃ آیت 218، پارہ 2)

☆ اس آیت میں ایمان، ہجرت اور جہاد تین بڑے اعمال کا ذکر ہے اور یہ تینوں اعمال بجالانے والوں کے بارے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ: وہ جنہوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا، اللہ کے نزدیک ان کا بہت بڑا درجہ ہے اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ ان کا رب انہیں اپنی رحمت اور خوشنودی اور جنتوں کی بشارت دیتا ہے۔ ان کے لئے ان باغوں میں دائمی نعمتیں ہیں، وہ ہمیشہ ہمیشہ ان جنتوں میں رہیں گے، بے شک اللہ کے پاس بہت بڑا اجر ہے (سورۂ توبہ، آیت 20 تا 22)

جہاد نے دشمنانِ اسلام کی کمر توڑ دی

القرآن: لَن يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنصَرُوْنَ

ترجمہ: وہ تمہیں کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے بجز زبانی تکلیف دینے کے اور اگر وہ تم سے لڑیں (تو) تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر جائیں گے پھر ان کی مدد نہ ہوگی۔

(سورۂ آل عمران آیت 111 پارہ 4)

قال مقاتل ان رؤوس اليهود، كعب و عدى والنعمان وابو رافع وابو ياسر و كنانة وابن صوريا عمدا الى مؤمنيهم عبدالله بن سلام و اصحابه فاذوهم لاسلامهم فانزل الله تعالىٰ لن يضروكم الاية

یعنی حضرت امام مقاتل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہودیوں کے سرداروں نے اپنے ان لوگوں کو ستانا اور تنگ کرنا شروع کر دیا جنہوں نے یہودیت چھوڑ کر اسلام قبول کیا تھا جیسے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ لوگ تمہیں زبانی تکلیف سے بڑھ کر اور کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے (القرطبی)

ایذاء ستانے سے مراد تھوڑا بہت تنگ کرنا ہے صاحب روح المعانی لکھتے ہیں: یعنی الضرر الیسیر یعنی تھوڑا سا ایذا پہنچا سکتے ہیں۔ قرطبی میں ہے باللسان یعنی زبانی تکلیف پہنچا سکتے ہیں جبکہ بعض مفسرین نے لکھا ہے بقول من طعن فى الدين او تهديد او نحو ذلك (کشاف) یعنی دین پر اعتراضات کر کے یا دھمکیاں دے کر تمہیں ستا سکتے ہیں۔

مدینہ کے یہودیوں کی ذلت اور خواری کا بیان

''اذی'' کا معنی دکھ اور تکلیف کے ہے، اس آیت میں نبی پاک ﷺ کے زمانہ کے یہودیوں کا ذکر ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ابتداً ان کے مختلف قبائل سے جو معاہدے کئے تھے، وہ ان کی عہد شکنیوں اور شرارتوں کی وجہ سے ختم کر دیئے گئے اور بعد میں یہ اپنی ریشہ دوانیوں اور جرائم کی سزا میں قتل کر دیئے گئے یا جلا وطن کر دیئے گئے اور دوسرے قبائل سے جو انہوں نے معاہدے کر رکھے تھے۔ وہ قبائل بھی آہستہ آہستہ اسلام کے زیر اثر آ گئے۔ سو وہ معاہدے بھی عملاً بے اثر ہو کر رہ گئے اور جس درخت کی تمام جڑیں کٹ چکی ہوں، وہ محض تنے کے سہارے کب تک کھڑا رہ سکتا ہے، اس آیت میں مدینہ کے یہودیوں کی اس حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے، کہ اب ان کی جڑ کٹ چکی ہے اور ان کے اندر اتنی قوت نہیں رہی کہ وہ تمہیں کوئی بڑا نقصان پہنچا سکیں۔ مسلمانوں کو طعن و تشنیع کریں ان کے خلاف افتراء پردازی اور تہمت تراشی کریں یا کلمات کفریہ کہیں مثلاً یہ کہ عزیر ابن اللہ ہیں، یا تورات کی عبارات میں تحریف کریں یا کمزور مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کے خلاف شکوک وشبہات ڈالیں، اس سے زیادہ مسلمانوں کو کوئی جانی یا مالی نقصان پہنچانے کی سکت اب ان میں نہیں رہی اور بالفرض یہ اگر کسی مقابلہ میں مسلمانوں سے لڑنے کے لئے نکلے تو پیٹھ دکھائیں گے اور ایسے ذلیل وخوار ہوں گے کہ کسی کی طرف سے بھی ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔

غزوۂ احد اور لڑائی کے مورچوں کا بیان

القرآن: وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

ترجمہ: اور جب صبح کے وقت آپ اپنے اہل کے پاس سے باہر آئے مسلمانوں کو لڑائی کے لئے مورچوں پر ٹھہراتے ہوئے اور اللہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے (سورۂ آل عمران، آیت 121، پارہ 4)

اس آیت میں غزوہ کا ذکر ہے اس لئے ہم پہلے غزوۂ احد کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں تا کہ اس کا پس منظر اور پیش منظر معلوم ہو جائے اور اس کی تفسیر پر قارئین کو بصیرت حاصل ہو۔

غزوۂ احد 3ھ

حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (جو ابھی مکے میں رہتے اور بستے تھے) نے امام المجاہدین ﷺ کو ایک خط لکھا۔ اس میں کفار کی تیاریٔ جنگ کا حال تفصیل سے تحریر کیا کہ سفر اوشعراء کے ذریعے سب جگہ انتقام کی آگ لگا دی گئی ہے اور تین ہزار جنگجو لے کر ابوسفیان مدینے آ رہا ہے۔ ان کے ساتھ عورتیں بھی دف پر گانے والی ہیں جو لشکریوں کو جوش دلا دلا کر لڑنے پر ابھاریں گی۔

بنی غفار میں سے ایک شخص یہ خط لائے اور مسجد قباء میں امام المجاہدین ﷺ کو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے پڑھ کر سنایا

غزوہ احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی مبارک رائے یہ تھی کہ شہر کے اندر رہتے ہوئے مدینہ منورہ کا دفاع کیا جائے۔ لیکن پر جوش نوجوان صحابہ کرام کی ایک جماعت نے اصرار کیا کہ

ہمیں باہر میدان میں نکل کر دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ ان کے سامنے بدر کی تاریخی فتح کا نقشہ تھا۔ جذبہ جہاد اور شوق شہادت کا غلبہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے آپ کو مسلح کر لیا، یعنی زرہ پوش ہو گئے۔ سر مبارک پر عمامہ پہن لیا اور تلوار اور تیر کمان سے لیس ہو کر سلب نامی گھوڑے پر سوار ہوئے تو ان صحابہ کرام کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ جیسے آپ کی مرضی ہو کیجئے، مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ کا نبی جب جہاد کے لئے تیار ہو کر اسلحہ بند ہو جاتا ہے تو پھر وہ اسلحہ نہیں اتارتا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اور (اہم) کاموں میں ان سے مشورہ کیجئے اور جب آپ (کسی بات کا) عزم کر لیں تو اللہ پر توکل کریں، بے شک اللہ توکل کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ آل عمران 159)

اس واقعہ سے امت کو دو سبق ملتے ہیں۔ ایک یہ کہ حامل وحی کے سامنے اپنی رائے پر اصرار نہیں کرنا چاہئے اور دوسرا یہ کہ کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے تمام پہلوؤں پر غور کرو، لیکن جب ایک بار فیصلہ ہو جائے تو پھر اللہ پر توکل کر کے اس پر ثابت قدم رہو، ارادے میں تزلزل اور بے یقینی سے امتیں پست ہو جاتی ہیں۔

راستے میں سے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کے ہمراہ واپس چلا گیا۔

اس موقع پر بعض صحابہ نے مشورہ دیا کہ یہود کے کئی قبائل جو ہمارے حلیف ہیں، ان سے مدد طلب کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ہمیں اس کی حاجت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ، وہ تمہاری بربادی میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے، انہیں تو وہی چیز پسند ہے۔ جس سے تمہیں تکلیف پہنچے۔ ان کی دشمنی تو ان کی باتوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو (نفرت) انہوں نے اپنے دلوں میں چھپا رکھی ہے۔ وہ اس سے بھی بہت زیادہ ہے (آل عمران 119)'' اس سے معلوم ہوا کہ کسی بھی مشکل مرحلہ میں مشتبہ اور مشکوک لوگوں کو نہ تو ہم راز بنانا چاہئے اور نہ ہی ان پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ مسلمانوں کا اصل سرمایہ ہمیشہ مخلصین کی

جماعت ہے۔

جب احد کے مقام پر لشکر صف آرا ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک وادی میں حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ مقرر کیا اور ان کو ہدایت جاری کرتے ہوئے فرمایا، تم لوگ ہمارے لشکر کی عقبی جانب کی حفاظت کرنا اور کسی بھی صورت میں اپنے مورچے کو خالی نہ کرنا، یہاں تک کہ اگر (خدانخواستہ) تم دیکھو کہ ہمیں قتل کیا جارہا ہے۔تو ہماری مدد کے لئے بھی اپنے مورچے کو نہ چھوڑنا اور اگر تم دیکھو کہ ہم فتح یاب ہوگئے ہیں اور مال غنیمت جمع کررہے ہیں تو پھر بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔یعنی ہر صورت میں ہماری عقبی جانب کی حفاظت کرنا۔مجاہد دستوں کی اس خاص مقام پر تعیناتی اور فتح ہو یا شکست۔ ہر صورت میں اپنی پوزیشن کو نہ چھوڑنے کی تاکید و ہدایت، رسول اللہ ﷺ کی حربی مہارت کا واضح ثبوت تھا۔

ابتداء میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور مجاہدین مال غنیمت جمع کرنے میں لگ گئے۔ اس منظر کو دیکھ کر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں متعین مجاہدین کے دستے میں اختلاف رائے ہوگیا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ فتح مل گئی ہے، مال غنیمت سمیٹا جارہا ہے، اب یہاں مورچہ بند رہنے کا کیا فائدہ؟ چنانچہ دس تیر اندازوں کے سوا باقی سب تیر انداز مورچہ چھوڑ کر مال غنیمت جمع کرنے کے لئے کفار کی صفوں میں گھس گئے۔

جب خالد بن ولید نے جو اس وقت تک لشکر کفار میں تھے۔ دیکھا کہ صیفین کی پہاڑی تیر اندازوں سے تقریباً خالی ہوچکی ہے، تو وہ اور عکرمہ بن ابوجہل گھڑ سواروں کے ہمراہ جبل احد کا چکر کاٹ کر آئے۔ حضرت عبداللہ بن جبیر اور ان کے چند ساتھی جو اپنی پوزیشن پر قائم تھے۔ مزاحمت کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔

دو مجاہدین جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تاکید کے باوجود صیفین کی پہاڑی کو چھوڑ دیا تھا۔ ان کی نیت صحیح تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کا ارادہ ہرگز نہیں تھا، لیکن ان سے اجتہادی خطا ہوئی اور انہوں نے یہ سمجھا کہ کفار پر فتح پانے کے بعد اب مورچے میں ڈٹے رہنے کی کوئی

ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو اپنی اس اجتہادی خطا کی بناء پر نظر انداز کر دیا جس کے نتیجے میں مسلمانوں کو بے انتہا نقصان اٹھانا پڑا۔

جنگ احد میں دادِ شجاعت

حضرت عمیر بن اسحاق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (جنگ احد میں) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے روبرو دو تلواروں کے ساتھ قتال کر رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے۔

انا اسد اللہ واسد رسولہ

میں اللہ تعالیٰ کا شیر ہوں اور میں رسول اللہ کا شیر ہوں (معرفۃ الصحابہ، جلد 2، ص 19)

امام اہلسنت منظر کشی کرتے ہوئے سید الشہداء کی بارگاہ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

ان کے آگے وہ حمزہ کی جاں بازیاں
شیر غرّاں سطوت پر لاکھوں سلام

غزوۂ احد جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرما کر سید الشہداء کے مقام کی طرف وصل فرمایا اس جنگ میں آپ نے تن تنہا تیس سے زائد کافروں کو قتل کیا۔ امام ابو نعیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے اکتیس کافروں کو جہنم رسید کیا۔ (الاصابہ جلد 1، ص 528)

بقول حفیظ جالندھری

جلال حضرت حمزہ مثال مہر تاباں تھا
شہادت گاہ ان کی راہ میں گویاں خیاباں تھا
سر دشمن جدھر اللہ کا یہ شیر بڑھتا تھا
الٹتی تھیں صفیں کوئی بھی ان کے منہ نہ چڑھتا تھا

قدم جس سمت بڑھتے تھے انہی کے ہاتھ میداں تھا
نظر میں طیش پاکر جیش جیش ان سے گریزاں تھا

جنگوں میں یہ طریقہ رائج تھا کہ فریقین کے تمام افراد کے جنگ میں کود پڑنے سے قبل، فریقین کے گروہ میں سے ایک فرد نکل کر اپنے مخالف فریق کو للکارتا اور اور اپنا مدمقابل مانگتا پھر دونوں فریق ایک دوسرے کو قتل کرنے کے لئے اپنی بہترین جنگی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے جنگ احد کی ابتداء میں بھی یہی ہوا۔قریش کا علم بردار طلحہ کافروں کی صف سے نکل کر اعلان کرنے لگا کہ ہے کوئی میرا مدمقابل؟ یہ اعلان سن کر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم اس سے مقابلہ کے لئے تشریف لے گئے اور تلوار کا ایسا کاری وار کیا کہ کچھ ہی لمحوں میں اس کی لاش خاک وخون میں تڑپتی نظر آنے لگی۔طلحہ کے واصل بجہنم ہونے کے بعد اس کی جگہ اس کے بیٹے عثمان بن طلحہ نے سنبھال لی۔مسلمانوں کی صف سے اسداللہ واسد رسولہ سیدالشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ برآمد ہوئے اور اس کافر کو اسی کے خون میں نہلا دیا۔پھر کافروں کا جھنڈا اس کے بھائی ابوسعد بن ابی طلحہ نے اٹھایا۔حضرت سعد بن وقاص نے اسے تیر مار کر واصل جہنم کردیا۔فرداً فرداً کچھ دیگر مقابلے ہوئے پھر عام جنگ شروع ہوگئی۔(امتناع الاسماع جلداول،ص 139)

شہادت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

عزالدین بن اثیر علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔شوال کی پندرہ تاریخ ہفتہ کا دن تھا۔مسلمان کافروں سے جنگ میں مشغول تھے۔حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھا رہے تھے۔آپ نے تن تنہا اکتیس کافروں کو واصل جہنم کیا۔ان مقتولین میں سباع الخزاعی نامی شخص بھی تھا۔حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر آواز دی۔اے لڑکیوں کی ختنہ کرنے والی عورت کے بیٹے! آ مجھ سے مقابلہ کر! سباع کی ماں پیشہ ور ختنہ کرنے والی تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ دیر میں اسے ہلاک کر دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ اس کی زرہ اتارنے کے لئے جھکے تو اسی اثناء میں آپ رضی اللہ عنہ کا پاؤں پھسلا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے مبارک پیٹ سے زرہ سرک گئی۔ وحشی نامی کافر غلام جو پہلے سے آپ رضی اللہ عنہ کی تاک میں تھا۔ اس نے نشانہ باندھ کر اپنا حربہ (چھوٹا نیزہ) آپ رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں دے مارا جو کہ آر پار ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس کاری وار کو برداشت نہ کر سکے اور جام شہادت نوش کر گئے۔

(اسد الغابہ جلد اول، ص 605,606)

حضور اکرم ﷺ سے سید الشہداء کی عقیدت و وفا کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے شاعر نے کیا خوب کہا۔

انتہا ہے یہ محمد (ﷺ) سے وفاداری کی
کر گئے جان بھی قربان جناب حمزہ (رضی اللہ عنہ)

.... کہتے ہیں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص ہے وہ جس مقام سے گزرتا ہے وہاں کافروں کی صفیں الٹ کر رکھ دیتا ہے۔ میں نے استفسار کیا تو لوگوں نے بتایا۔ ان کا نام حمزہ ہے میں نے دل میں کہا مجھے انہی کی تلاش تھی۔ میں ان پر وار کرنے کے لئے موقع تلاش کرنے لگا۔ کبھی میں کسی درخت کی اوٹ میں تو کبھی کسی چٹان کے پیچھے چھپ رہا تھا تاکہ پوشیدہ رہ کر ان سے قریب ہو سکوں۔ اسی اثناء میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نظر سباع مخزومی پر پڑی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر یوں مقابلے کے لئے پکارا: اے ختنہ کرنے والی کے بیٹے! آ اور مجھ سے مقابلہ کر! تو اللہ و رسول سے دشمنی رکھتا ہے۔ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نے اسے جا لیا اور کچھ ہی دیر میں اسے موت کا جام پلا دیا اور اس کی لاش سے زرہ اتارنے کی غرض سے جھکے تو آپ رضی اللہ عنہ کا پیر پھسل گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زیب تن زرہ کچھ سرک گئی اور پیٹ دکھائی دینے لگا۔ میں چٹان کی اوٹ میں موقع کی تلاش میں بیٹھا تھا تاک کر نیزہ آپ رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں دے مارا جو ناف کے نیچے سے گھسا اور آر پار

ہوگیا۔آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ پر حملہ کرنا چاہا لیکن زخم کاری تھا۔آپ رضی اللہ عنہ اس تاب نہ لا سکے اور جام شہادت نوش کر گئے (امتاع الاسماع جلد اول،ص165-166)

''سبل الہدیٰ'' میں ہے کہ غزوۂ احد میں ہند زوجہ ابوسفیان بھی شریک تھی جو کہ کفار کے جوش انتقام کی آگ کو بھڑکا رہی تھی۔جب بھی اس کا گزر وحشی حبشی کے پاس سے ہوتا تو وہ ترغیب وتحریص کے لئے اسے مخاطب کر کے کہتی: اے ابودشمۃ! شاباش! ہمیں بھی شفا دو اور خود بھی شفا پاؤ(سبل الہدیٰ جلد 4،ص183)

''امتاع الاسماع'' میں ہے: وحشی نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد آپ کا پیٹ بھی خود چاک کیا اور کلیجہ نکال کر ہند کے پاس لا کر کہا: یہ حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ ہے۔اس نے کلیجہ کو چبایا نگلنے کی کوشش کی لیکن نگل نہ سکی۔پھر اسے تھوک دیا اور اس کام کی انجام دہی پر بطور انعام ہند نے اپنی قیمتی (اوپری) کپڑے اور زیور اتار کر وحشی کو دے دیئے اور مکہ جا کر بطور انعام دس دینار مزید دینے کا وعدہ کرلیا پھر اس نے مجھ سے کہا: میرے ساتھ چلو اور حمزہ (رضی اللہ عنہ) کی لاش دکھاؤ۔پھر ہند نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء کے کان ناک کاٹ کر انہیں لڑی میں پرو کر ان کے کڑے، بازوبند اور پازیب بنائے اور انہیں پہن کر مکہ میں داخل ہوئی (امتاع الاسماع، جلد اول،ص166)

ایک روایت کے مطابق سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا بطن مبارک چاک کر کے کلیجہ نکالنے کا فعل بد ہند زوجہ ابوسفیان نے انجام دیا چنانچہ علامہ عزالدین بن اثیر نے ''اسد الغابہ'' میں نقل کیا: جنگ احد میں مشرکین نے تمام ہی شہداء کا مثلہ کیا ماسوائے حضرت حنظلہ بن ابو عامر راہب کے، چونکہ ان کا والد ابو عامر اس جنگ میں مشرکین کا ہمنوا تھا تو اس کی رعایت کرتے ہوئے مشرکین نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا مثلہ کرنے سے اپنے ہاتھوں کو روک لیا۔ہند اور اس کی ساتھی عورتیں شہید مسلمانوں کے ناک، کان کاٹنے اور پیٹوں کو چیرنے میں مشغول ہوگئیں۔ہند نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مبارک پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکال دیا پھر اسے چبا کر

نگلنے کی کوشش کی لیکن نگل نہ سکی پھراس نے کلیجہ اگل دیا۔ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا: اگر حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ اس کے پیٹ میں چلا جاتا تو اسے جہنم کی آگ نہ چھوتی (الاستعیاب، جلد اول، ص426)

علامہ مقریزی علیہ رحمتہ اللہ القوی نے لکھا: جب ہند نے انکار کیا کہ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ نہیں چبا سکی تھی تب حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آگ پر حرام فرمادیا کہ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے گوشت کو چھو سکے (امتاع الاسماع، ص166، جلد اول)

اس غزوہ میں مسلمانوں کو بہت تکالیف اٹھانی پڑی بلکہ خود رحمت کونین ﷺ کی ذات گرامی کو بھی تکلیف اٹھانی پڑی۔ آپ کے رخسار مبارک پر زخم آئے۔

اس غزوہ میں مسلمانوں میں سے ستر یا کچھ کم وبیش شہید ہوئے۔ ابن نجار نے ان سب کے نام دیئے ہیں جن میں سے چار مہاجرین میں سے اور باقی چھیاسٹھ انصار سے ہیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بھول کو رب کریم نے معاف فرمادیا۔

القرآن: اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ○

(سورۂ آل عمران آیت 155، پارہ 4)

ترجمہ: بے شک وہ جو تم میں سے پھر گئے جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں، انہیں شیطان ہی نے لغزش دی، ان کے بعض اعمال کے باعث اور بے شک اللہ نے انہیں معاف فرمادیا۔ بے شک اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بھول کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا تاکہ قیامت تک کسی کو بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں بکواس کرنے کی جرأت نہ ہو،

جانثارانِ بدر و احد پر درود
حق گزارانِ بیعت پہ لاکھوں سلام

غزوہ احد میں خواتین اسلام کا کردار

خواتین اسلام نے بھی اس غزوہ میں حصہ لیا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اورام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا (والدہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پائچے چڑھائے ہوئے کہ جس سے ان کے پاؤں کی جھانجھیں نظر آتی تھیں، مشکیں بھر بھر کر لاتی تھیں اور مسلمانوں کو پانی پلاتی تھیں۔ جب مشکیں خالی ہوجاتیں تو اور بھر بھر لاتیں اور پلاتیں۔ حضرت ام سلیط (والدہ حضرت ابوسعید خدری) بھی یہی خدمت بجالا رہی تھیں۔ حضرت ام ایمن (رسول اللہ ﷺ کی دایہ) اورحمنہ بنت جحش (ام المومنین سیدہ زینب کی بہن) پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ حضرت ام عمارہ نسیبہ بنت کعب انصار زوجہ زید بن عاصم انصاری مازنی اپنے شوہر اور دونوں بیٹوں کے ساتھ مشک لے کر نکلین جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف چند جانباز رہ گئے تو یہ حضور ﷺ کے پاس پہنچیں اور تیر اور تلوار سے کافروں کو روکتی رہیں۔ جب ابن قمیہ لعین حضور ﷺ کی طرف بڑھا تو حضرت مصعب بن عمیر اور چند مسلمان مقابل ہوئے، ان میں ام عمارہ بھی تھیں۔ ابن قمیہ نے ان کے کندھے پر ایسی ضرب لگائی کہ غار پڑ گیا۔ ام عمارہ نے بھی کئی وار کئے مگر وہ دشمن خدا دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا، اس لئے کارگر نہ ہوئے۔ حضرت صفیہ (حضرت امیر حمزہ کی بہن) مسلمانوں کی شکست پر احد میں نیزہ ہاتھ میں لے آئیں اور بھاگنے والوں کے منہ پر مار کر کہتی تھیں کہ تم رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگتے ہو، پھر بھائی کی لاش دیکھ کر بڑے استقلال سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور دعائے مغفرت فرمائی۔

جب مشرکین میدان کارزار سے چلے گئے تو مدینہ کی عورتیں صحابہ کرام کی مدد کو نکلیں۔ ان

میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں ۔جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا تو خوشی کے مارے حضور ﷺ کے گلے لپٹ گئیں اور آپ ﷺ کے زخموں کو دھونے لگیں۔حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈھال سے پانی گرا رہے تھے۔جب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا کہ خون زیادہ نکل رہا ہے تو چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر لگا دیا جس سے خون بند ہو گیا(صحیح بخاری،غزوہ احد) پھر حضور ﷺ نے فرمایا۔

اَشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهُ عَلٰى قَوْمٍ دَمُّوا وَجْهَا رَسُوْلِهٖ

پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

عشق مصطفی ﷺ کی اعلیٰ ترین مثال

شہدائے کرام کی تدفین کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ کو واپس آئے۔راستے میں جو عورتیں اپنے اہل و اقارب کا حال دریافت کرتی تھیں۔حضور ﷺ بتاتے جاتے تھے۔آپ ﷺ بنو دینار کی ایک عورت کے برابر سے گزرے،جس کا شوہر، بھائی اور باپ احد میں شہید ہو گئے تھے۔لوگوں نے اسے تینوں کی شہادت کی خبر دی،تو اس نے کچھ پرواہ نہ کی اور پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟انہوں نے جواب دیا کہ بخیر ہیں۔کہنے لگی کہ مجھے دکھا دو تا کہ میں آنکھوں سے دیکھ لوں چنانچہ اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ کر دیا گیا۔اس نے جب حضور انور ﷺ کو دیکھا تو پکار اٹھی

كُلُّ مُصِيْبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ

آپ کے ہوتے ہوئے ہر ایک مصیبت ہیچ ہے۔(سیرت ابن ہشام)

ام عمارہ مازینہ رضی اللہ عنہا کی بہادری

غزوہ احد میں جب کفار نے عقب سے حملہ کیا اور مسلمانوں میں افراتفری پھل گئی۔ احد میں آپ زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں۔ آپ زید بن عاصم کی زوجہ تھیں۔ آپ بیان کرتی ہیں کہ میں احد کے دن نکلی تا کہ دیکھوں کہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ میرے ساتھ ایک مشک تھی۔ اس میں پانی تھا۔ جس سے زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں۔ میں رسول کریم ﷺ تک پہنچی۔ آپ اپنے اصحاب کے درمیان تشریف فرما تھے اور اس وقت ہوا مسلمانوں کے موافق تھی لیکن جب مسلمانوں کو شکست ہونے لگی تو میں رسول کریم ﷺ کی طرف بڑھی اور میں آپ کی مدافعت میں مصروف قتال ہوئی۔ تلوار کے ذریعہ آپ سے دشمنوں کو بھگانے لگی اور کمان سے تیر پھینک رہی تھی۔ یہاں تک کہ مجھے ایک زخم آ گیا۔ روایت ہے کہ آپ کے کاندھے پر ایک گہرا زخم تھا۔

ان سے پوچھا گیا کہ یہ زخم کس نے لگایا۔ ابن قیمہ نے جب رسول کریم ﷺ کے پاس سے اصحاب بھاگنے لگے تو ابن قیمہ کہتا ہوا حضرت کی طرف بڑھا مجھے محمد ﷺ تک جانے دو اگر وہ بچ گئے تو میں نہیں بچوں گا۔ پھر میں اور مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیچ میں آ گئے تو اس نے یہ وار مجھ پر کیا۔ میں نے بھی اس پر بہت سی ضربیں لگائیں لیکن وہ دشمن خدا زرہیں پہنے ہوئے تھا۔

ایک اور روایت میں یوں ہے کہ جب احد کے دن نسیبہ، ان کے شوہر زید بن عاصم، اس کے دونوں بیٹے، حبیب اور عبداللہ نکلے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تم لوگوں پر برکت نازل کرے۔ یہ سن کر جناب نسیبہ نے کہا آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ جنت میں ہم آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ نے دعا کی۔ یا الٰہی ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنا۔ اسی وقت نسیبہ بولیں،

اب ہمیں کسی مصیبت کی پرواہ نہیں۔ ان کے بارے میں رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ احد کے دن نہ وہ داہنی جانب لڑتی تھی، نہ بائیں طرف، میں نے دیکھا کہ وہ میری حفاظت میں لڑ رہی تھی۔ آپ کو بارہ زخم آئے تھے۔ جن میں کچھ نیزے کے تھے اور کچھ تلوار کے، عورت کی ایسی شجاعت دیکھ کر انسان حیرت میں آ جاتا ہے جو زخم انہوں نے اللہ کی راہ میں کھائے، وہ مردوں کے لئے ناقابل برداشت تھے۔ چہ جائیکہ عورتوں کے لئے اور وہ بھی اس وقت جب کہ لوگ خوف اور گڑبڑ کی وجہ سے میدان جنگ سے بھاگ رہے تھے۔ صاف محسوس ہوتا ہے کہ مسلمان مشرکین سے جنگ کرنے میں شہادت کے طلب گار تھے تاکہ جنت نعیم پر فائز ہوں۔ یہ لوگ دنیاوی زندگی کی پرواہ نہیں کرتے تھے کیونکہ یہ زندگی فانی، عارضی اور غم ناک ہوتی ہے لیکن آخرت کا گھر پائیدار ہے۔ جس میں صالحین اور شہداء اخروی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ عورتیں مردوں کے ساتھ جنگ کر رہی تھیں اور زخم کھا رہی تھیں۔

اسد الغابہ میں آیا ہے کہ ام عمارہ بیعتہ العقبہ میں بھی موجود تھیں۔ احد میں بھی اپنے شوہر اور بیٹوں کے ساتھ تھیں۔ بیعت رضوان میں بھی، اور جنگ یمامہ میں بھی انہوں نے قتال کیا۔ یہاں تک کہ ان کا ایک ہاتھ بیکار ہو گیا۔ آپ نے احد کے دن بارہ زخم کھائے تھے۔

عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے روایت کی ہے۔ انہوں نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا۔ میں ہر جگہ مردوں کا ذکر پاتی ہوں۔ لیکن عورتوں کا کچھ بھی ذکر نہیں دیکھتی تو یہ آیۃً کریمہ نازل ہوئی۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں

تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تشفی فرما دی اور بتایا کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں مومن مرد اور

مومن عورتیں اگر جہاد میں شریک ہوں تو درجہ سب کا برابر ہے۔یہی وہ روح تھی جس سے مسلمان تمام جگہوں پر کامیاب ہوئے اور اسلام پھیلا۔

ایک بیوہ کی تڑپتی ہوئی آرزو

چاندنی رات کا پچھلا پہر تھا۔مدینے کی گلیوں میں ہر طرف نور برس رہا تھا اور پوری آبادی رحمتوں کی گود میں محوخواب تھی۔آسمانوں کے دریچے کھل گئے تھے۔فضائے بسیط میں فرشتوں کے پروں کی آواز دم بدم تیز ہوتی جارہی تھی۔عالم بالا کا یہ کاررواں شاید مدینے کی زمین کا تقدس چومنے آرہا تھا۔

اچانک اسی خاموش سناٹے میں بہت دور ایک آواز گونجی۔فضاؤں کا سکوت ٹوٹ گیا۔شبستان وجود کے سارے تار بکھر گئے اور ایمان کی تپش چنگاریوں کی طرح بال بال سے پھوٹنے لگی۔

میخانہ عشق کا دروازہ کھلا......کوثر کی شراب چھلکی......اور جذبہ اخلاص کی والہانہ سرمستیوں میں سارا عالم ڈوب گیا۔

یہ غلامان اسلام کے آقا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز تھی جس نے ہر گھر میں ایک ہنگامہ شوق برپا کردیا تھا۔اب مدینے کی ساری آبادی جاگ اٹھی تھی۔سرور کونین ﷺ کا منادی ایک شکستہ گھر کے سامنے آواز دے رہا تھا۔

”گلشن اسلام کی شادابی کے لئے خون کی ضرورت ہے۔آج نماز فجر کے بعد مجاہدین کا لشکر ایک عظیم مہم پر روانہ ہورہا ہے۔مدینے کی ارجمند مائیں اپنے نوجوان شہزادوں کا نذرانہ لے کر فوراً بارگاہ رسالت میں حاضر ہوجائیں“

کلمہ حق کی برتری کے لئے تڑپتی ہوئی لاشوں کو خوشنودی حق کی بشارت مبارک ہو......

مبارک ہے خون کا وہ آخری قطرہ جو ٹپکتے ہی اسلام کی بنیاد میں جذب ہو جائے۔

ایک ٹوٹے ہوئے دل کی طرح یہ ٹوٹا ہوا گھر ایک بیوہ عورت کا تھا۔ چھ سال کے یتیم بچے کو گود میں لئے ہوئے وہ سو رہی تھی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر چونک پڑی۔ دروازے پر کھڑی ہو کر غور سے سنا۔ سنتے ہی دل کو چوٹ ابھر آئی۔ آنکھیں آنسوؤں سے جھل تھل ہو گئیں۔ چھ سال کا یتیم بچہ سویا ہوا تھا۔ فرط محبت میں بچے کو سینے سے چمٹا لیا۔ سسکیوں کی آواز سن کر بچے نے آنکھیں کھول دیں۔ ماں کو روتا ہوا دیکھ کر بے تاب ہو گیا۔ گلے میں بانہیں ڈال کر معصوم اداؤں کے ساتھ دریافت کیا: ماں کیوں رو رہی ہو...... کہاں تکلیف ہے تمہیں؟

آہ! ایک ناسمجھ بچے کو کیا معلوم کہ حسرتوں کی چوٹ کتنی دردناک ہوتی ہے۔ کہاں چوٹ ہے؟ یہ نہیں بتایا جا سکتا، لیکن اس کی کسک سے سارا جسم ٹوٹنے لگتا ہے۔

پھر ایک بیوہ عورت کا دل تو اتنا نازک ہوتا ہے کہ ذرا سی ٹھیس سے چور چور ہو جاتا ہے۔

بچے کے اس سوال پر ماں کا دل اور بھر آیا۔ غم کی چوٹ سے یک بیک جذبات کا دھارا پھوٹ پڑا۔ گرم گرم آنسوؤں سے آنچل کا کونا بھیگ گیا۔

بچہ بھی ماں کی حالت دیکھ کر رونے لگا۔

ماں نے بچے کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا: میرے لال مت روؤ...... یتیموں کا رونا عرش کا دل ہلا دیتا ہے...... تمہارے گریہ الم سے غم کی چوٹ اور تازہ ہو جائے گی...... بدر کی وادی میں ابدی نیند سونے والے اپنے شہید باپ کی روح کو مت تڑپاؤ...... دنیا چھوڑنے کے بعد بھی شہیدوں کے دل کا رابطہ اپنے خون کے رشتوں سے باقی رہتا ہے...... چپ ہو جاؤ...... مت روؤ میرے لال!

مگر بچہ روتا رہا۔ وہ بضد تھا کہ ماں کیوں رو رہی ہے۔ بالآخر اپنے بچے کے لئے ماں کی آنکھ کا ابلتا ہوا چشمہ سوکھ گیا۔ ماں نے بچے کو تسلی دیتے ہوئے کہا:

بیٹا ابھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ، وہ جنہیں ہم دہکتی ہوئی آگ کا نکھرا ہوا سونا کہتے ہیں۔

یہ اعلان کرتے ہوئے گزرے ہیں کہ اسلام کا پرچم دشمنوں کی زد پر ہے۔ آج نماز فجر کے بعد مجاہدین کا ایک لشکر میدان جنگ کی طرف روانہ ہورہا ہے۔ آقائے کونین ﷺ نے اپنے جانباز وفاداروں کو آواز دی ہے کہ آج غیرت حق کا سمندر ہلکورے لے رہا ہے۔ رحمتوں کے تاجدار آج ایک ایک قطرہ خون پر جنتوں کی بہار لٹا دیں گے۔ ایک لمحہ میں آج قسمتوں کی ساری شکن مٹ جائے گی۔

کتنی خوش نصیب ہوں گی وہ مادارانِ ملت جو سپیدۂ سحر کی روشنی میں اپنے نوجوان صاحبزادوں کا نذرانہ لئے ہوئے دربارِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوں گی۔

آہ! کتنی قابل رشک ہوں گی ان کی یہ التجا یارسول اللہ ﷺ! ہم اپنے جگر کے ٹکڑے آپ کے قدموں پر نثار کرنے لائی ہیں۔ اسی آرزو میں انہیں دودھ پلا پلا کر جوان کیا تھا کہ ایک دن ان کے لہو سے دین کا چمن سیراب ہوگا۔

یارسول اللہ ﷺ! ہمارے ارمانوں کی یہ حقیر قربانی قبول فرمالیں۔ سرکار ﷺ عمر بھر کی محنت وصول ہوجائے گی۔

یہ کہتے کہتے ماں کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ آواز بھر گئیں۔ بچہ ماں کو روتا دیکھ کر مچل گیا۔

ماں نے کہا: بیٹا ضد نہ رکو۔ دل کی چوٹ تم ابھی نہیں سمجھ سکتے۔ میں اپنے نصیب کو رورہی ہوں۔ کاش آج میری گود میں بھی کوئی نوجوان بیٹا ہوتا تو میں اپنا نذرانہ شوق لئے رحمت عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتی۔

افسوس! کہ آج آخرت کے سب سے بڑے اعزاز سے محروم ہوگئی۔

یہ کہتے کہتے پھر دل کا درد جاگ اٹھا۔ پھر غم کی تپش بڑھ گئی اور پھر آنکھوں کے چشمے سے آنسو ابلنے لگے۔ بچے نے ماں کو چپ کراتے ہوئے کہا: اس میں رونے کی کیا بات ہے ماں؟ تمہاری گود تو خالی نہیں ہے۔ رحمت عالم ﷺ کے حضور میں سب اپنے جوان بیٹوں کو لے کر جائیں گی اور تم مجھ ہی کو لے کر چلنا۔

ماں نے چمکارتے ہوئے جواب دیا: بیٹا! میدان کارزار میں بچوں کو نہیں لے جاتے...... وہاں تو شمشیر کی نوک سے دشمن کی صفیں الٹنے کے لئے جوانوں کے کس بل کی ضرورت پڑتی ہے...... وہاں سروں پر چمکتی ہوئی تلواروں کی بجلیاں گرتی ہیں...... وہاں نیزوں کی انی سے کفر کے جگر میں شگاف ڈالا جاتا ہے...... میرے لال! وہ قتل وخون کی سرزمین ہے، تم وہاں جا کر کیا کرو گے؟

بچے نے ضد کرتے ہوئے کہا کہ اپنی کم سنی کے باعث ہم میدان کارزار میں جانے کے قابل نہیں ہیں لیکن بارگاہ رسالت میں حاضری کے لئے تو عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ ہماری قربانی سرکار ﷺ نے قبول فرمالی تو زہے نصیب...... اور اگر بچہ سمجھ کر واپس کردیا تو کم ازکم اس کا توغم نہیں رہے گا کہ اسلام کے لئے جان کی نذر پیش کرنے سے ہم محروم رہ گئے۔ جان چھوٹی ہو یا بڑی، بہرحال جان ہے اور جان ہونے کی حیثیت سے دونوں کی قیمتوں میں کوئی فرق نہیں۔

ماں نے فرطِ محبت سے بچے کا منہ چوم لیا اور حیرت سے منہ تکنے لگی۔ اس کم سنی میں داناؤں جیسا شعور صرف اس رحمت خاص کا صدقہ ہے جو یتیموں کی نگراں ہے۔

سپیدۂ سحر نمودار ہو چکا تھا۔ جلوۂ زیبا کے پروانے آنکھوں میں خمارِ شوق لئے مسجد نبوی کی طرف تیزی سے بڑھ رہے تھے۔ دردآشنا دلوں کے لئے ایک رات کا لمحہ فرق بھی طویل مدت کی طرح بوجھل ہو گیا تھا۔ حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خورشید کی پہلی کرن کے نظارہ کے لئے ہر نگاہ اشتیاق آرزو کی تصویر بنی ہوئی تھی۔

نماز فجر کے بعد مسجد نبوی کے میدان میں مجاہدین کی قطاریں کھڑی ہو گئیں۔ جو نوجوان محاذ جنگ پر جانے کے قابل تھے، انہیں لے لیا گیا۔ باقی واپس کردیئے گئے۔ انتخاب کے کام سے فارغ ہو کر سرکار دوعالم ﷺ واپس تشریف لا ہی رہے تھے کہ ایک پردہ نشیں خاتون پر نظر پڑی جو چھ سال کا بچہ لئے کنارے کھڑی تھی۔

سرکار دوعالم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: ''اس خاتون سے جا کر

دریافت کرو، وہ بارگاہ رحمت میں کیا فریاد لے کر آئی ہے‘‘

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے قریب جا کر نہایت ادب سے پوچھا:

’’دربار رسالت ﷺ میں آپ کیا فریاد لے کر حاضر ہوئی ہیں‘‘

خاتون نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا:

آج رات کے پچھلے پہر آپ اعلان کرتے ہوئے میرے گھر کے سامنے سے گزرے۔ اعلان سن کر دل تڑپ اٹھا۔ میرے گھر میں کوئی جوان نہیں تھا، جس کے خون کی اسلام کی بارگاہ میں نذر پیش کرتی۔ چھ سال کا یہ یتیم بچہ ہے، جس کا باپ گزشتہ سال جنگ بدر میں جام شہادت سے سیراب ہوا۔ یہی کل متاع زندگی ہے، جسے سرکار دو عالم ﷺ کے قدموں پر نثار کرنے لائی ہوں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بچے کو گود میں اٹھالیا اور سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے سارا ماجرا کہہ سنا۔ آپ نے بچے کو آغوش رحمت میں جگہ دی، سر پر ہاتھ پھیرا، پیار کیا اور نہایت شفقت کے ساتھ ارشاد فرمایا:

میرے شہزادے! تم ابھی کم سن ہو۔ محاذ جنگ پر جوانوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ابھی تم اپنی ماں کی آغوش میں پلو، بڑھو اور گلشن اسلام کی بہار بنو۔ جب تمہارے بازو میں کس بل پیدا ہو جائے تو میدان جنگ خود تمہیں آواز دے گا۔

بچے نے اپنی تتلاتی ہوئی زبان سے کہا:

یارسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی اماں جان کو دیکھا ہے کہ جب وہ چولہا جلاتی ہیں تو پہلے چھوٹے چھوٹے تنکوں کو سلگاتی ہیں۔ جب آگ دہکنے لگتی ہے تو پھر موٹی موٹی لکڑیاں ڈالتی ہیں۔

یارسول اللہ ﷺ میں جنگ کرنے کے قابل تو نہیں ہوں، لیکن کیا میدان کارزار گرم کرنے کے لئے مجھ سے تنکوں کا بھی کام نہیں لیا جا سکتا۔ اگر آپ مجھے اپنے ہمراہ نہیں لے گئے تو میری

امی روتے روتے ہلکان ہوجائیں گی۔وہ اس غم میں ہروقت روتی رہتی ہیں کہ آج میری گود میں بھی کوئی جوان بیٹا ہوتا تو میں بھی اسے اسلام کی نذرکر کے سرکار ابد قرار ﷺ کی خوشنودی کا اعزاز حاصل کرتی۔

جن معصوم اداؤں کے ساتھ بچے نے اپنی زبان میں دل کے حوصلے کا اظہار کیا، سارے مجمع پر رقت طاری ہوگئی۔سرکار ﷺ بھی فرط اثر سے آبدیدہ ہو گئے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

جاکر اس بچے کی ماں سے کہہ دو کہ اس ننھی جان کی قربانی قبول کر لی گئی ہے۔قیامت کے دن وہ غازیان اسلام کی ماؤں کی صفوں میں اٹھائی جائے گی۔

آج خدا کی ایک مقدس امانت سمجھ کر وہ بچے کی پرورش کا فرض انجام دے اور خدا کے یہاں بال بال کا اجر محفوظ رہے گا۔

غزوۂ بدر اور مجاہدین کی مدد کا بیان

القرآن: وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ○ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ○ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○

(سورۂ آل عمران آیت 123 تا 126، پارہ 4)

ترجمہ: اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی تھی اس حال میں کہ تم کمزور تھے سو تم اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم شکر ادا کرو (اے رسول مکرم) یاد کیجئے جب آپ مومنوں سے فرما رہے تھے کہ کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ تمہارا رب تین ہزار نازل کئے ہوئے فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے۔ ہاں کیوں نہیں! اگر تم ثابت قدم رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو جس آن دشمن تم پر چڑھائی کریں گے اسی آن اللہ (تین ہزار کے بجائے) پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے گا۔ اور اللہ نے اس (امداد) کو محض تمہیں خوشخبری دینے کے لئے کیا ہے اور

تا کہ اس سے تمہارے دل مطمئن رہیں اور (درحقیقت) مدد تو صرف اللہ کی طرف سے ہوتی ہے جو بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔

☆ ان آیات میں غزوۂ بدر کا ذکر آیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے اپنے حبیب ﷺ کے غلاموں کی مدد فرمائی۔ غلامان مصطفی ﷺ نے جانثاری کا مظاہرہ کیا۔ یہ کفر و اسلام کا سب سے بڑا پہلا معرکہ تھا جس کے بعد اسلام اور مسلمانوں کو بہت عروج نصیب تھا۔ یہ معرکہ کیوں پیش آیا، اسباب، پس منظر اور پیش منظر جانتے ہیں۔

غزوۂ بدر

بدر ایک گاؤں کا نام ہے جہاں ہر سال میلہ ہوتا ہے، یہ مقام مدینہ سے 80 میل کے فاصلہ پر ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ہمراہیوں نے جب ہجرت فرمائی تو قریش نے ہجرت کے ساتھ ساتھ ہی مدینہ پر حملے کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ اسی اثناء میں یہ غلط خبر مکہ میں پھیل گئی تھی کہ مسلمان قافلہ کو لوٹنے آ رہے ہیں اور اس پر مزید کہ حضرمی قتل کا واقعہ اتفاقیہ پیش آ گیا۔ جس نے قریش کی آتش غضب کو اور بھڑکایا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب ان حالات کی خبر ہوئی تو آپ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جمع کیا اور امر واقعہ کا اظہار فرمایا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب میں جانثارانہ تقریر کی۔

12 رمضان 2ھ کو سید عالم ﷺ تین سو تیرہ جان نثاروں کے ساتھ مدینے سے نکلے، 17 رمضان کو بدر کے قریب پہنچے۔

القرآن: وَاِذۡ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحۡدَى الطَّآئِفَتَيۡنِ اَنَّهَا لَـكُمۡ وَتَوَدُّوۡنَ اَنَّ غَيۡرَ ذَاتِ الشَّوۡكَةِ تَكُوۡنُ لَـكُمۡ وَيُرِيۡدُ اللّٰهُ اَنۡ يُّحِقَّ الۡحَـقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقۡطَعَ دَابِرَ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝ لِيُحِقَّ الۡحَـقَّ وَيُبۡطِلَ الۡبَاطِلَ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۝ (سورۂ انفال، آیت 8-7)

ترجمہ: اور یاد کرو جب وعدہ فرمایا تم سے اللہ نے دو گروہوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے لئے ہے اور تم پسند کرتے تھے کہ نہتا گروہ تمہارے حصہ میں آئے اور اللہ چاہتا تھا کہ

حق کو حق کردے، اپنے ارشادات سے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے تاکہ ثابت کردے حق کو اور مٹادے باطل کو اگرچہ ناپسند کریں عادی مجرم۔

مبارک جمعہ کا دن سترہویں تھی ماہ رمضان کی
شہادت گاہ میں فوج آ ہی پہنچی اہل ایمان کی
نہیں تھا تین سو تیرہ سے آگے تک شمار ان کا
سنا یہ ہے کہ ان کے ساتھ تھا پروردگار ان کا

چونکہ قریش پہلے پہنچ گئے تھے۔انہوں نے مناسب موقعوں پر قبضہ کرلیا تھا بخلاف اس کے مسلمانوں کی طرف کنواں تک نہ تھا، زمین ایسی ریتیلی تھی کہ اونٹوں کے پاؤں دھنس جاتے تھے۔

یہ اس میدان کا خشک اور ریتیلا کنارا تھا
نگاہِ ابر رحمت کا اسی جانب اشارہ تھا
ہوا سیماب، مٹی ماہی ہے آب تھی گویا
فضا بارانِ رحمت کے لئے بیتاب تھی گویا

فضا بیتاب تھی کہ سرکار کریم ﷺ نے اپنا رحمت والا چہرہ آسمان کی جانب اٹھایا تو رحمت کی بارش برسنے لگی جو کہ دشمنوں کے لئے زحمت اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے رحمت بن گئی۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ایمانی جذبہ

بخاری شریف، کتاب المغازی میں ہے کہ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے ہیں، میں نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کی ایک ایسی بات دیکھی کہ اگر وہ بات مجھ کو حاصل ہوتی تو میں اس کے مقابل میں کسی نیکی کو نہ سمجھتا اور مجھے سب سے زیادہ پسند ہوتی۔ ہوا یہ کہ جب سرکار دوعالم ﷺ

مشرکین کے خلاف دعا کر رہے تھے۔ اتنے میں حضرت مقداد رضی اللہ عنہ آن پہنچے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح یوں نہیں کہیں گے کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) تم اور تمہارا خدا لڑو، ہم بیٹھ کر تماشا دیکھیں گے۔

نہیں یا رسول اللہ ﷺ! آپ اشارہ تو فرمائیں ہم آپ کے آگے پیچھے اپنی جانوں کو لٹا دیں گے۔ ہم بے وفائی کرنے والے نہیں ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ کہتے ہی میں نے دیکھا کہ سرکارِ اعظم ﷺ کا چہرہ چمکنے لگا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اندازہ کر لیا کہ سرورِ کونین ﷺ انصار کی طرف سے بھی اظہارِ خیال چاہتے ہیں لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے۔

یا رسول اللہ ﷺ! قسم اس خدا کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اگر آپ ﷺ دریا میں چھلانگ لگانے کا حکم دیں گے تو بھی ہم تعمیل کریں گے اور ہم میں سے کوئی پیچھے نہ رہے گا۔ جس کے ساتھ آپ تعلق رکھیں گے اور جس سے منقطع کرنا چاہیں، منقطع فرمالیں اور جس قدر چاہیں، ہماری دولت میں سے خرچ کریں۔ ہمارے لئے باعث خوشی ہوگی اور جو چاہیں چھوڑ دیں اور قسم! اس خدا عزوجل کی جس کے قبضۂ قدرت میں ہماری جان ہے، ہمیں دشمن تک پہنچنا اور اس سے جنگ کرنا ہرگز ناگوار نہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ ہم سے آپ کو کوئی ایسی چیز دکھائے جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور آپ خوش ہوں بس! اب اے آقا ﷺ! آپ ارادہ فرمائیں جو چاہیں۔

تعالیٰ للہ یہ شیوہ نہیں با وفاؤں کا
پیا ہے دودھ ہم نے اپنی غیرت والی ماؤں کا
نبی کا حکم ہو تو کود جائیں ہم سمندر میں
جہاں کو محو کردیں نعرۂ اللہ اکبر میں

یہ گفتگو سن کر سرکارِ کریم ﷺ کا چہرۂ انور چمک اٹھا اور آپ ﷺ نے غلاموں سے وہی

کچھ سنا جس کی آپ کو امید تھی، پس آپ نے فرمایا چلو خدا تعالیٰ کی برکت سے خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ کی قسم! دشمنوں کے ہلاک ہونے کی جگہیں میری نظروں کے سامنے ہیں۔

حدیث شریف = (جنگ سے قبل) نبی پاک ﷺ میدان میں تشریف لے گئے اور فرمایا۔ یہ فلاں شخص کے قتل ہونے کی جگہ ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس زمین پر رکھ کر یدہ علی الارض بتایا کہ اس جگہ (فلاں فلاں شخص قتل ہوگا) سرور کونین ﷺ نے جس جگہ دست اقدس رکھا تھا، ان میں سے ہر ایک اسی جگہ مارا گیا۔ (مسلم شریف، جلد دوم، حدیث 4506)

یہ پہلا جیش تھا دنیا میں افواج الٰہی کا
جسے اعلان کرنا تھا خدا کی بادشاہی کا
یہ لشکر ساری دنیا سے انوکھا تھا نرالا تھا
کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کملی والا تھا

دونوں لشکر ایک دوسرے کے قریب ہوئے تاریخ اسلام میں، حق و باطل کے سامنے یہ پہلا موقع اور عجب منظر تھا۔ مسلمان خدا تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے تھے کہ پندرہ سال کی قلیل مدت میں رب تعالیٰ نے ان کو اتنی ہمت و جرأت عطا فرمادی کہ آج وہ ظالموں سے آنکھیں ملائے، ان کا سر کچلنے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ اب نہ کسی کا رعب ہے، نہ ڈر، کفار قریش یہ منظر دیکھ کر ہی جلے بھنے جا رہے ہیں۔ کل تک انہوں نے جن کی گردنیں دبا رکھی تھیں، آج وہ ان کے سینوں پر سوار ہونے والے ہیں۔ کل تک جو مظلوم تھے، آج وہ قیامت تک کے لئے، مظلوموں کا سہارا بن کر ظالموں کے مقابلے پر ڈٹے ہوئے۔

1020 جنگجو کفار کا لشکر گراں ملاحظہ فرما کر امام المجاہدین ﷺ نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت خشوع و خضوع سے دعا فرمائی۔

اے اللہ تعالیٰ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا، وہ پورا کر دے۔ اے میرے مولا! اگر تو نے

مسلمانوں کی اس مٹھی بھر جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر سطح زمین پر تیری عبادت نہ ہوگی۔ اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کی چادرِ مبارک کو آپ ﷺ کے شانوں پر اٹھائے ہوئے تھے (امام المجاہدین ﷺ کو بار بار یہ دعا مانگتے دیکھ کر ان پر بھی رقت طاری ہوگئی) انہوں نے امام المجاہدین ﷺ کا دست مبارک پکڑ لیا اور عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ بس کیجئے۔ آپ اپنے رب کے ساتھ بہت عجز وانکساری کر چکے، اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔ (صحیح بخاری)

کیسا عجیب منظر تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبدالرحمن (جو مسلمان نہ تھے) کو دیکھا تو تلوار تان کر آگے بڑھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ عتبہ کو دیکھا تو سر قلم کرنے کے لئے تیار۔ بھائی، بھائی کو قتل کرنے کے لئے تیار، چچا بھتیجے کو قتل کرنے کے لئے تیار، ماموں بھانجے کو قتل کرنے کے لئے تیار، کیوں؟

محمد ﷺ کی محبت، خون کے رشتوں سے بالاتر ہے
یہ رشتہ دنیاوی قانون کے رشتوں سے بالاتر ہے
محمد ﷺ ہے متاعِ عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر مال جان اولاد سے پیارا

غزوۂ بدر کے پہلے مرد میدان

حق وباطل کے اس عظیم معرکہ میں جس ہستی نے سب سے پہلے کافر کا خون بہا کر اپنے پیارے آقا ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی کیں، وہ کوئی اور نہیں عم رسول اسد اللہ و اسد رسولہ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ''سبل الہدیٰ'' میں ہے۔ اس جنگ کا آغاز اس طرح ہوا کہ کافروں کے لشکر میں سے اسود بن عبدالاسد المخزومی نے اعلان کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے

وعدہ کیا ہے کہ میں مسلمانوں کے حوض سے پانی پی کر اسے منہدم کر دوں گا یا پھر اپنی جان دے دوں گا یہ بلند بانگ دعویٰ کر کے وہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف بڑھا شیر خدا و مصطفی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس پر حملہ آور ہوئے اور اس کی پنڈلی کاٹ کر رکھ دی۔ وہ پیٹھ کے بل گر پڑا، کٹی ٹانگ سے خون بہنے کے باوجود رینگتا ہوا حوض کے قریب پہنچا تاکہ حوض میں گھس کر اس کا پانی خراب کر دے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے دوسرا ایسا کاری وار کیا کہ وہ واصل جہنم ہوا۔ یہ اس جنگ میں ہلاک ہونے والا پہلا کافر تھا جسے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے تہہ تیغ کیا۔ یہ منظر دیکھ کر عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کو لے کر غصہ میں بھر آیا۔ بقول حفیظ جالندھری:

سپہ سالار عتبہ جنگ کے ارمان میں نکلا
علی الرغم ابو جہل آپ خود میدان میں نکلا
برادر ار بیٹا دائیں بائیں ساتھ آئے
تمنا تھی کہ پہلی فتح ہم تینوں کے ہاتھ آئے

اور مسلمانوں کو للکار کر کہا ''ہل من مبازر''؟ (ہے کوئی ہمارا مدمقابل؟) اسی وقت تین انصاری صحابہ کرام علیہم الرضوان ان کے مقابلہ کے لئے نکلے، عتبہ وغیرہ نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے جواباً کہا ''رہط من الانصار'' ہم جماعت انصار ہیں تو یہ سن کر اس نے کہا: ہمارے مقابلے کے لئے ہماری قوم قریش کے جوان بھیجو۔ تب نبی کریم ﷺ نے حضرت عبیدہ، حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیجا، زرہ میں ہونے کی وجہ سے عتبہ وغیرہ انہیں پہچان نہ سکے۔

بقول حفیظ جالندھری:

بڑھے ان عبدالمطلب شیر خدا حمزہ
امیر قوم، عم مصطفی، و مرتضیٰ حمزہ
عبیدہ اور علی مرتضیٰ نکلے معیت میں

کہی تکبیر اہل اللہ نے جوش حمیت میں
بڑھے شیروں کی صورت سوئے میدان وغا تینوں
علی، حمزہ، عبیدہ اولیائے مصطفیٰ تینوں
خدائے پاک کی مدح و ثناء کرتے ہوئے نکلے
رجز پڑھتے ہوئے وحدت کا دم بھرتے ہوئے نکلے

پھر تینوں اصحاب نے اپنا نام لے کر تعارف کروایا۔ یہ سن کر وہ کہہ اٹھے ''نعم اکفاء کرام'' (ہاں! یہ معزز افراد ہمارے ہم پلہ ہیں) حضرت عبیدہ نے عتبہ کو حضرت حمزہ نے شیبہ کو اور حضرت علی المرتضیٰ نے ولید کو للکارا۔ حضرت حمزہ اور حضرت علی المرتضیٰ نے آناً فاناً اپنے حریفوں پر حملہ کر کے دونوں کو خاک خون میں ملا دیا۔ حضرت عبیدہ اور عتبہ باہم مصروف جنگ تھے۔ تلواروں کے وار پے در پے جانبین سے کئے جا رہے تھے۔ حضرت عبیدہ نے عتبہ کو زخمی کر دیا۔ اچانک عتبہ کی تلوار کا وار حضرت عبیدہ کی ٹانگ پر پڑا، ٹانگ کٹ گئی۔ حضرت حمزہ و حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو اپنے حریفوں کو ٹھنڈا کر چکے تھے، یہ منظر دیکھ کر حضرت عبیدہ کی مدد کو پہنچے اور دونوں نے مل کر عتبہ کو بھی ہلاک کر دیا (سبل الہدیٰ، جلد 4، ص 35-34)

ابوجہل کا قتل

ابوجہل جو کہ ایک مضبوط فوجی دستے میں گھرا ہوا تھا، جو اس کے باڈی گارڈ کے فرائض انجام دے رہے تھے جبکہ عفراء کے دو بیٹے حضرت معوذ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ دونوں اسی تاک میں تھے کہ کب یہ گھیرا منتشر ہو کہ ہم ابوجہل پر حملہ کریں۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عفراء کے دونوں بیٹوں حضرت معاذ اور حضرت معوذ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا کہ چچا ابوجہل کہاں ہے، میں نے دور سے اشارہ

کیا کہ وہ ہے۔

وہی بوجہل ہے جو پے بہ پے بازو ہلاتا ہے
یہ اپنے بھاگنے والوں کو پھر واپس بلاتا ہے
حفاظت کررہا ہے گرد اس کے فوج کا دستہ
یہ دستہ کب تلک روکے گا عزرائیل کا راستہ
قسم کھائی ہے مرجائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

میرا یہ کہنا تھا کہ یہ دونوں بجلی کی طرح اس پر گرے اور اس کو پہلے ہی وار میں گھوڑے سے گرا دیا۔(بخاری شریف)

ابوجہل کا سر قلم کرنا

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو ابوجہل کی خبر لائے۔ چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور ابوجہل کو میدان جنگ میں تلاش کرنے لگے۔ حضور ﷺ نے آپ کو ابوجہل کی نشانی یہ بتائی کہ اس کے گھٹنے میں زخم کا نشان ہے۔ یہ زخم بچپن کے زمانہ کا تھا کیونکہ آپ نے اس کو بچپن میں پچھاڑا تھا۔ چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے پر بیٹھ گئے اور اس کا سر کاٹ کر آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا اور آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ان الفاظ میں ادا کیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَخْزَاكَ یَا عَدُوَّ اللّٰهِ

البدایہ والنہایہ تیسری جلد میں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور سرورِ کونین ﷺ کے دربار میں لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ اُمّت کا فرعون تھا۔

جنگ بدر میں ملائکہ کا نزول

القرآن: اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ

(سورۂ انفال آیت 9)

ترجمہ: جب تم اپنے رب سے مناجات کر رہے تھے تو اس نے تمہاری دعا قبول فرمائی۔ (اور فرمایا) بے شک میں تمہاری مدد پے در پے ہزار فرشتوں سے کرنے والا ہوں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلَآئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ

(سورۂ آل عمران، آیت 124)

ترجمہ: کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتہ اتار کر۔

القرآن: بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ (سورۂ آل عمران، آیت 125)

ترجمہ: ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آ پڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔

صاحب مواہب اللدینہ بروایت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے مسلمانوں کی مدد ایک ہزار فرشتوں سے فرمائی اس کے بعد تین ہزار اور اس کے بعد پانچ ہزار کر دیئے (مدارج النبوت)

☆ فتح و نصرت کا اعلان ہو گیا۔

☆ ستر کفار قید ہو گئے۔

☆ چودہ صحابہ کرام علیہم الرضوان شہید ہوئے۔

بدری صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مقام

حدیث شریف = رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بدری صحابہ کو مطلع فرما دیا تھا کہ جو چاہو عمل کرو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے (ابوداؤد، حدیث 1228)

اسلام، مسلمانوں کو غلبہ جہاد کی برکت سے ملا ہے

القرآن: وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ○

ترجمہ: اور سستی نہ کرو اور غمگین نہ ہو تم ہی غالب رہو گے (اگر کامل مومن ہو)

(سورۂ ال عمران، آیت 129، پارہ 4)

مسلمانوں کے اعلیٰ اور غالب ہونے کے معنی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اگر تم کامل مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے، اس آیت میں غلبہ سے مراد مادی غلبہ ہے یا دلیل اور برہان کا غلبہ ہے یا مرتبہ کا غلبہ ہے، یعنی اگر تم ایمان کامل پر قائم رہے اور اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرتے رہے تو کفار کے خلاف معرکہ آرائیوں میں تم ہی فتح یاب اور کامیاب ہو گے جیسا کہ جنگ احد کے بعد کی جنگوں میں مسلمان عہد رسالت میں مسلسل کامیابیاں حاصل کرتے رہے۔ پھر عہد صحابہ میں بھی مسلمان کفار کے خلاف جنگوں میں کامیاب ہوتے رہے حتیٰ کہ بنوامیّہ کے دور میں تین براعظموں میں مسلمانوں کی حکومت پہنچ چکی تھی۔ لیکن بعد میں جب مسلمان تن آسانی، تعیش، باہمی لڑائیوں اور طوائف الملوکی کا شکار ہوئے اور ایمان کامل پر قائم رہنے کا معیار برقرار نہ رکھ سکے تو ان کو پھر اسی شکست و ریخت کا سامنا کرنا پڑا جس کا اس سے پہلے جنگ احد میں سامنا کر چکے تھے اور اس کا دوسرا معنی ہے دلیل اور برہان کا غلبہ، یعنی اگر چہ مادی اعتبار سے مسلمان کسی زمانہ میں مغلوب ہو جائیں جیسا کہ اب ہیں اور کفار غالب ہوں گے تب بھی مسلمانوں کا دین کفار کے باطل دینوں کے مقابلہ

میں دلیل اور برہان کے اعتبار سے غالب ہے اور دین اسلام کا ہر اصول معقولیت کے لحاظ سے کفار کے اصولوں سے برتر ہے۔آج دنیا کے کافروں میں زیادہ عیسائی ہیں۔ پھر دہریئے ہیں اور پھر بت پرست ہیں۔اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کا خدائے واحد کا عقیدہ ان تمام عقائد پر دلیل کے اعتبار سے غالب ہے کیونکہ بتوں کا مستحق عبادت نہ ہونا بدیہی ہے اور مطلقاً کسی پیدا کرنے والے کا نہ ہونا بھی بداہۃً باطل ہے اور تین خداؤں کا ہونا بھی باطل ہے۔کیونکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اور روح القدس دونوں مخلوق ہیں اور مخلوق خدا نہیں ہوسکتی۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے نبیوں کے معجزات اب دنیا میں موجود نہیں ہیں اور مسلمانوں کے نبی کا معجزہ اب بھی موجود ہے۔

یہود و نصاریٰ کی کتاب کی اصل زبان تک باقی نہیں رہی اور ان کی کتاب میں ردوبدل ہوگیا جبکہ مسلمانوں کے نبی کی کتاب من وعن اسی طرح موجود ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک موجود رہے گی۔اسی طرح عبادات کے طریقوں، سیاست، معاشرے اور زندگی کے باقی شعبوں میں مسلمانوں کے دین کے اصول باقی تمام ادیان سے افضل اور اعلیٰ ہیں اور یا مسلمانوں کے اعلیٰ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمانوں کا درجہ سب سے اعلیٰ ہے، اگر کسی جنگ میں مسلمان مغلوب ہوجائیں اور کافر غالب ہوں، تب بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان اعلیٰ ہیں۔

مسلمانوں کو مرتبہ شہادت عطا کرنے کا بیان

القرآن: اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ

ترجمہ: اگر تمہیں زخم لگے تو تمہارے دشمنوں کو بھی اسی طرح زخم پہنچے اور ان (گرم سرد) دنوں کو ہم پھیرتے رہتے ہیں لوگوں کے درمیان۔ اور تاکہ جدا کردے اللہ ایمان والوں کو اور بنالے تم میں سے (کچھ لوگوں کو) شہید اور اللہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (سورۂ ال عمران، آیت 140، پارہ 4)

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جنگ احد میں مسلمانوں کے زخمی ہونے اور قتل ہونے سے تم کیوں کر کمزوری دکھاؤ گے اور غم کھاؤ گے! اگر تم میں بعض زخمی ہوئے ہیں اور بعض قتل ہوئے ہیں، تو جنگ بدر میں تمہارے دشمنوں کو اس سے زیادہ ہزیمت اٹھانی پڑی تھی۔ ان کے بھی اسی قدر افراد قتل ہوئے تھے اور اس سے زیادہ زخمی ہوئے تھے اور جنگ تو کنوئیں کے ڈول کی طرح ہیں۔ کبھی ایک کے ہاتھ آتی ہے اور کبھی دوسرے کے ہاتھ۔ ایک دن تمہارا ہے، ایک دن ان کا ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ کسی دن حق کا غلبہ ہوتا ہے اور کسی دن (بظاہر) باطل کا اور حق اور باطل کے درمیان اسی طرح ایام گردش کرتے رہتے ہیں اور اسی گردش ایام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے علم کو ظاہر فرماتا ہے اور مسلمانوں کو کافروں سے چھانٹ کر الگ کردیتا ہے، اور

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت کے لئے تیار کر دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی جان اور مال کو نچھاور کر دیتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ شہداء کو موت کے بعد حیات عطا فرماتا ہے اور شہداء کو رزق دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کا درجہ انبیاء اور صدیقین کے ساتھ رکھا ہے اور یہ بہت بڑی فضیلت ہے۔

شہید کی تعریف، اس کا شرعی حکم اور اس کی وجہ تسمیہ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مرتبہ شہادت عطا فرمانے کا ذکر فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ تم میں سے بعض مومنوں کو شہداء بنا دے۔ شہداء، شہید کی جمع ہے۔ شہید اس مسلمان کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جائے، یا جس مسلمان کو ظلماً قتل کیا جائے۔ ان دونوں کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر یہ اسی حادثہ میں جاں بحق ہو جائیں اور کسی علاج اور دوا کی نوبت نہ آئی تو ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی لیکن غسل نہیں دیا جائے گا، نہ کفن پہنایا جائے گا۔ ان کو اسی طرح دفن کر دیا جائے گا اور اگر یہ معرکہ کارزار سے زخمی ہو کر آئیں اور علاج کے بعد جاں بحق ہو جائیں تو پھر ان کو غسل دیا جائے گا اور کفن بھی پہنایا جائے گا پھر نماز جنازہ کے بعد ان کو دفن کر دیا جائے گا، اور جو مسلمان کسی طرح بھی غیر طبعی طریقہ سے جاں بحق ہو جائے خواہ جل کر، ڈوب کر، کسی بھی حادثہ میں، یا وہ مسلمان کسی نیک کام کرتے ہوئے یا کسی نیکی کے سلسلہ میں طبعی طور پر فوت ہو یا کسی بیماری میں فوت ہو تو وہ بھی احادیث کی روشنی میں شہید ہے۔ اس کو شہادت کا اجر ملے گا لیکن اس کی تجہیز و تکفین عام مسلمانوں کے طریقہ سے ہو گی۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں مرنے والے کو حسب ذیل وجوہ سے شہید کہا جاتا ہے:

1۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں جنت کی شہادت دی ہے۔

2۔ قیامت کے دن وہ انبیاء اور صدیقین کے ساتھ گواہی کے لئے طلب کئے جائیں گے۔

3۔جس طرح کافر مرتے ہی دوزخ میں داخل ہوتا ہے،اسی طرح شہید قتل ہوتے ہی جنت میں شاہد (حاضر) ہوجاتا ہے یا قتل ہوتے ہی اس کے سامنے جنت پیش کردی جاتی ہے۔

4۔شہید زندہ ہوتا ہے اور اس کی روح جنت میں شاہد اور موجود ہوتی ہے، جبکہ دوسرے مسلمانوں کی ارواح قیامت کے دن جنت میں موجود ہوں گی۔

5۔اس کی روح جسم سے نکلتے ہی اس اجر وثواب پر شاہد ہوجاتی ہے جو اس کے لئے مقدر کیا گیا ہے۔

6۔شہادت کے وقت رحمت کے فرشتے اس کے پاس موجود ہوتے ہیں جو اس کی روح کو لے جاتے ہیں۔

7۔شہید کا شہید ہونا اس کے ایمان کے صحیح ہونے اور اس کے خاتمہ بالخیر پر شہادت دیتا ہے۔

8۔شہید کے شہید ہونے پر اس کا خون اور اس کے زخم شاہد اور گواہ ہوتے ہیں۔

جہاد سے روکنے والے منافق ہیں

القرآن: يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

ترجمہ: اے ایمان والو! کافروں کی طرح نہ ہونا جنہوں نے اپنے بھائیوں کے متعلق کہا جب انہوں نے سفر کیا یا کسی لڑائی میں گئے (اور لقمہ اجل بن گئے) اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے تاکہ اللہ اس بات کو ان کے دلوں میں حسرت (کا سبب) بنادے اور (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ (ہی) جلاتا اور مارتا ہے اور اللہ تمہارے سب کاموں کو خوب دیکھ رہا ہے (سورۂ ال عمران، آیت 156، پارہ 4)

منافقین کے قول کے حسرت ہونے کی وجوہات

جو مسلمان کسی سفر میں جاتے اور فوت ہوجاتے، یا کسی غزوہ میں جاتے اور وہاں شہید ہوجاتے تو منافقین ان مسلمانوں کے رشتہ داروں سے کہتے۔ اگر وہ مسلمان ہمارے پاس رہتے اور اس سفر میں نہ جاتے تو نہ مرتے یا اس غزوہ میں نہ جاتے تو قتل نہ کئے جاتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ان کے اس قول کو انجام کار ان کی حسرت کا سبب بنادے گا۔ یہ قول ان کی حسرت کیسے

بنے گا، اس کی متعدد وجوہات بیان کی گئی ہیں:

1۔ منافقین اپنے مسلمان بھائیوں کے دلوں میں جب یہ شبہ ڈالیں گے اور وہ ان کے کہنے میں آ کر جہاد کرنے نہیں جائیں گے، پھر جب وہ دیکھیں گے کہ مسلمان جہاد کر کے سلامتی سے مال غنیمت لے کر کامیاب و کامران لوٹے تو ان کی حسرت ہو گی کہ کاش انہوں نے ان منافقوں کا کہا نہ مانا ہوتا اور جہاد میں چلے گئے ہوتے۔

2۔ قیامت کے دن جب منافقین دیکھیں گے کہ مجاہدین اور شہداء کو اللہ تعالیٰ کس قدر انعام و اکرام سے نواز رہا ہے اور ان کو بے پناہ اجر و ثواب مل رہا ہے اور ان منافقوں کو اس قول کی بناء پر ذلت اور رسوائی کے عذاب کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، تو وہ حسرت سے کہیں گے کہ کاش ہم نے یہ نہ کہا ہوتا۔

3۔ منافقین ضعفاء و مسلمین کو جہاد سے روکنے کے لئے شبہ ڈالیں گے اور جب وہ مسلمان جہاد پر نہیں جائیں گے تو وہ خوش ہوں گے لیکن بعد میں جب ان مسلمانوں پر ان منافقوں کے مکر و فریب کا حال کھل جائے گا اور وہ ان سے بیزار ہو جائیں گے تو پھر وہ منافق حسرت سے کہیں گے کہ کاش ہم نے یہ نہ کہا ہوتا۔

4۔ جب منافق متصلب اور پختہ مسلمانوں کے ساتھ یہ شبہات بیان کریں گے تو وہ ان کی طرف توجہ نہیں کریں گے اور ان کی سعی رائیگاں جائے گی اس وقت ان منافقوں کو حسرت ہو گی کہ کاش انہوں نے ان سے یہ نہ کہا ہوتا۔

منافقین جہاد کے وقت حیلہ بہانے تلاش کرتے ہیں

القرآن: وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ

ترجمہ: اور تاکہ جدا کردے ان لوگوں کو جو منافق ہوئے اور ان سے کہا گیا آؤ اللہ کی راہ میں لڑو یا (دشمن کو) دفع کرو، وہ بولے اگر ہم جانتے کہ لڑائی ہوگی تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے، وہ اس دن ایمان کی بہ نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں (سورۂ ال عمران، آیت 167، پارہ 4)

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اور اس کے تین سو ساتھی جو جنگ احد کے دن نبی پاک ﷺ کی نصرت سے انحراف کر کے لشکر اسلام سے نکل گئے تھے۔ ان کے پیچھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد عبداللہ بن عمرو بن حرام گئے اور ان سے کہا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے نبی کا ساتھ نہ چھوڑو۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتال کرو یا کم از کم اپنے شہر کا دفاع کرو تو عبداللہ بن ابی نے کہا میرے خیال میں جنگ نہیں ہوگی اور اگر ہمیں جنگ کا یقین ہوتا تو ہم تمہارے ساتھ رہتے۔

جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ان سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے کہا اے اللہ تعالیٰ کے دشمنو! جاؤ عنقریب اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ السلام کو تم سے مستغنی کر دے گا۔ وہ نبی ﷺ کے ساتھ گئے اور شہید ہو گئے (جامع البیان، جلد 4، ص 111، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کا پردہ چاک کر دیا اور جو لوگ ان کو مسلمان سمجھتے تھے ان پر ان کا نفاق ظاہر کر دیا اور جس دن ان کا حال ظاہر ہو گیا اس دن وہ ایمان کی بہ نسبت کفر کے زیادہ قریب تھے۔ یہ منافق اپنی زبانوں سے ایمان کو ظاہر کرتے تھے اور اپنے کفر کو چھپاتے تھے۔

یہ منافق عبداللہ ابن ابی کے ساتھ جو جہاد میں شامل نہیں ہوئے تھے اور شہر میں بیٹھے رہے تھے۔ ان کے نسبی بھائی جن کا تعلق خزرج سے تھا جو جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کے متعلق ان منافقوں کو کہا کہ اگر ہمارے یہ (نسبی یا پڑوسی) بھائی مدینہ میں رہتے تو قتل نہ کئے جاتے، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ عبداللہ ابن ابی اور اس کے ساتھی نے قبیلہ خزرج کے لوگوں سے کہا یہ لوگ جو قتل کر دیئے گئے، اگر یہ ہماری پیروی کر لیتے تو جنگ میں نہ مارے جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی۔ اے نبی! آپ ان سے کہہ دیجئے اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو جب تمہارے اوپر موت آئے تو تم اس کو خود سے ٹال کر دکھانا۔

علامہ ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

میں نے بعض مفسرین سے سمرقند میں سنا کہ جس دن یہ آیت نازل ہوئی تھی، اسی دن ستر منافقین مر گئے تھے (تفسیر سمرقندی مطبوعہ دارالباز، مکہ مکرمہ)

راہِ خدا میں جان دینے والے مردہ نہیں ہیں

القرآن: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے، انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے (سورۂ ال عمران، آیت 169، پارہ 4)

شانِ نزول: جہاد میں جانے والوں کو منافقین یہ کہہ کر جہاد سے روکتے تھے کہ جہاد میں انسان قتل کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کا رد فرمایا کہ قتل کیا جانا بھی اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر سے وابستہ ہے جس طرح طبعی موت مرنے کا تعلق اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر سے متعلق ہے سو جس طرح جس شخص کی موت مقدر کر دی گئی ہو، وہ اس سے ٹل نہیں سکتی۔ اسی طرح جس شخص کا قتل کیا جانا مقدر کر دیا گیا، وہ اس سے ٹل نہیں سکتا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس شبہ کا ایک اور جواب دیا ہے کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جانا ناپسندیدہ اور بری بات یا کوئی آفت اور مصیبت نہیں ہے، کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ اس کو قتل کے بعد زندہ کر دیتا ہے اور اس کا انواع و اقسام کی نعمتوں اور ثواب سے نوازتا ہے اور اس کو طرح طرح کے رزق اور خوشیاں عطا فرماتا ہے۔

یہ آیت جنگ بدر اور جنگ احد کے شہداء کے متعلق نازل ہوئی ہے، کیونکہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ اس وقت ان ہی دو مشہور جنگوں میں مسلمان شہید ہوئے تھے اور منافق مجاہدوں کو جہاد کرنے سے اس لئے روکتے تھے کہ وہ ان دو جنگوں میں شہید ہونے والے مسلمانوں کی طرح شہید نہ ہو جائیں۔

حیاتِ شہداء کے متعلق احادیث

حدیث شریف = حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ جب تمہارے بھائی جنگ احد میں شہید ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے بوٹوں میں رکھ دیا۔ وہ جنت کے دریاؤں میں جاتے ہیں اور جنت کے پھلوں سے کھاتے ہیں اور عرش کے سایہ میں جو سونے کی قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں وہاں پلٹ آتے ہیں۔ جب انہوں نے کھانے پینے اور آرام کرنے کی پاکیزہ چیزیں حاصل کرلیں تو انہوں نے کہا کہ ہمارے بھائیوں تک ہمارا پیغام کون پہنچائے گا کہ ہم کو جنت میں رزق دیا جارہا ہے تاکہ وہ جہاد سے بے رغبتی نہ کریں اور جنگ سے سستی نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان تک تمہارا یہ پیغام میں پہنچاؤں گا۔ اس وقت رب کریم نے یہ آیت نازل فرمائی: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کردیئے گئے، ان کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں، انہیں ان کے رب کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے (ابو داؤد (مترجم) جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 748، ص 284، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

حدیث شریف = حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کی مجھ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا۔ اے جابر! کیا ہوا میں تم کو غم زدہ دیکھ رہا ہوں؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میرے والد جنگ احد میں شہید ہوگئے اور انہوں نے بچے اور قرض چھوڑا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا میں تم کو یہ خوشخبری نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کس طرح ملاقات کی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی سے بلاحجاب بات نہیں کی مگر تمہارے والد سے بلاحجاب بات کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندے تم تمنا کرو، میں تم کو عطا کردوں گا۔ تمہارے والد نے کہا اے میرے رب! تو مجھے زندہ کر اور میں دوبارہ تیری راہ میں قتل کیا جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں یہ کہہ چکا ہوں کہ یہ دوبارہ دنیا کی طرف نہیں لوٹائے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا پھر یہ آیت

نازل ہوئی:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ

مسروق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ''وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ'' کی تفسیر کے متعلق دریافت کیا گیا۔ انہوں نے کہا ہم نے اس آیت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے ہمیں یہ خبر دی کہ ان کی روحیں سبز پرندوں میں ہیں اور وہ جنت میں جہاں چاہیں کھاتی پیتی ہیں اور عرش کے نیچے جو قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں، ان میں بسیرا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہوا اور فرمایا: تم کچھ اور زیادہ چاہتے ہو تو میں تمہیں اور زیادہ دوں؟ انہوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم اور کیا زیادہ چاہیں گے! ہم جنت میں جہاں سے چاہتے ہیں، کھاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف دوبارہ متوجہ ہوا اور فرمایا: اگر تم کچھ اور زیادہ چاہتے ہو تو میں تم کو اور زیادہ دوں۔ جب انہوں نے یہ دیکھا کہ ان کو نہیں چھوڑا جاتا تو انہوں نے کہا کہ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دیا جائے حتی کہ ہم دنیا کی طرف لوٹ جائیں اور پھر تیری راہ میں دوبارہ قتل کئے جائیں (ترمذی شریف، حدیث 3011، جلد 5، ص 231، مطبوعہ داراحیاء التراث، بیروت)

حیات شہداء کی کیفیت

شہداء کی حیات حقیقی ہے اور جسم اور روح کے ساتھ ہے لیکن ہم اس زندگی میں اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ ان کا استدلال اس آیت سے ہے ''عندربھم یرزقون'' انہیں ان کے رب

کے پاس رزق دیا جاتا ہے۔ نیز صرف روحانی حیات میں شہداء کی کوئی تخصیص نہیں ہے کیونکہ یہ حیات تو عام مسلمانوں کو بھی مرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے پھر ان کا دوسروں سے کیا امتیاز ہوگا؟

شہداء کے اجسام شہادت کے بعد بھی باقی رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اجسام زندہ رکھتا ہے اور گلنے سڑنے سے محفوظ رکھتا ہے اور مرور زمانہ کے باوجود یہ اجسام اسی طرح تروتازہ رہتے ہیں اور ان کے زخم اسی طرح خون آلود رہتے ہیں۔

امام ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں عبدالرحمن بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ خبر پہنچی کہ حضرت عمرو بن الجموح انصاری اور حضرت عبداللہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہما ان دونوں کی قبروں تک سیلاب کا پانی پہنچ گیا تھا۔ یہ دونوں جنگ احد میں شہید ہوئے تھے اور ایک قبر میں مدفون تھے۔ ان کی قبر کھودی گئی تاکہ ان کی قبر کی جگہ تبدیل کی جاسکے۔ جب ان کو قبر سے نکالا گیا تو ان کے جسم بالکل متغیر ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے کل فوت ہوئے ہوں۔ ان میں سے ایک زخمی تھا اور دفن کے وقت اس کا ہاتھ اس کے زخم پر تھا اور اس کا ہاتھ اب بھی اسی طرح زخم پر تھا۔ جب اس کا ہاتھ زخم سے ہٹا کر چھوڑا گیا تو وہ پھر اسی طرح زخم پر آ گیا۔ غزوہ احد اور قبر کو کھودنے کے درمیان چھیالیس سال کا عرصہ تھا (المرقات جلد 4، ص 72، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احد کے دن میرے والد کے ساتھ ایک شخص کو دفن کیا گیا۔ میں اس سے خوش نہیں ہوا۔ حتی کہ میں نے اپنے والد کو اس قبر سے نکال کر علیحدہ دفن کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے اپنے والد کو چھ ماہ بعد نکالا تھا اور ان کے کان کے سوا ان کا پورا جسم اسی طرح تروتازہ تھا جیسے ابھی دفن کیا ہو (سنن کبریٰ جلد 4، ص 87، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

امام زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہر جسم بوسیدہ نہیں ہوتا۔ اولیاء اللہ، باعمل علماء، شہداء، طالب ثواب موذن، باعمل حافظ قرآن، سرحد کا پاسبان، طاعون میں صبر کے ساتھ اور اجر چاہتے

ہوئے مرنے والا، کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ان کے بدن بگڑتے نہیں (شرح زرقانی علی الموطا، باب جامع الجنائز مطبوعہ مکتبہ تجاریہ کبری مصر جلد 2، ص 84، فتاویٰ رضویہ جدید جلد 9، ص 128، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

حضرت عطاف کہتے ہیں۔ میری خالہ مجھ سے بیان کرتی ہیں۔ میں ایک بار زیارت قبور شہداء کو گئی۔ میرے ساتھ دو لڑکوں کے سوا کوئی نہ تھا جو میری سواری کا جانور تھامے ہوئے تھے۔ میں نے مزارات پر سلام کیا۔ جواب سنا اور آواز آئی ''واللہ انانعرفکم کما یعرف بعضنا بعضا'' خدا تعالیٰ کی قسم ہم تم لوگوں کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو۔ میرے بدن پر بال کھڑے ہوگئے۔ میں سوار ہوئی اور واپس آئی (المستدرک للحاکم، کتاب المغازی، دارالفکر بیروت، جلد 3، ص 29، فتاویٰ رضویہ جدید جلد 9، ص 722، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

اب آپ کے سامنے شہداء کے درجات اور ان کو ملنے والے انعامات کا ذکر امام مجاہدین ﷺ کی احادیث کی روشنی میں کیا جائے گا۔

1: شہید کو سات درجات ملیں گے

حدیث شریف = حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ شہید کو سات درجات ملیں گے۔ ان میں سب سے پہلا درجہ یہ ہوگا کہ وہ جنت میں اپنے مقام کو اپنی روح سے پہلے دیکھ لے گا اور روح کا نکلنا اس کے لئے آسان ہوگا۔

دوسرا یہ کہ جنت کی حوروں سے تعلق رکھنے والی اس کی بیوی اس کے سامنے آئے گی اور یہ کہے گی ''اے اللہ تعالیٰ کے دوست تمہیں خوشخبری ہو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، وہ اس سے بہتر ہے جو تمہارے لئے گھر والوں کے پاس ہے۔''

تیسرا یہ کہ جب اس کی جان نکلے گی اس کے جنت کے خادم اس کے پاس آئیں گے اور وہ

اس کو غسل دیں گے، اس کو کفن دیں گے اور اسے جنت کی خوشبو لگائیں گے۔

چوتھا یہ کہ کسی بھی مسلمان کی جان اتنی آسانی سے نہیں نکلتی، جتنی کہ شہید کی جان آسانی سے نکلتی ہے۔

پانچواں یہ کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرے گا تو اس کے زخموں میں سے مشک کی خوشبو نکل رہی ہوگی اور قیامت کے دن شہید لوگ اپنی خوشبو کی وجہ سے پہچانے جائیں گے۔

چھٹا یہ کہ رحمن جل جلالہ کے عرش کے قریب قدر و منزلت کے اعتبار سے شہداء سے زیادہ اور کوئی نہیں ہوگا۔

ساتواں یہ کہ لوگ ہر جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لئے جائیں گے اور یہ کہ جب یہ واپس آئیں گے تو کہا جائے گا یہ رحمن جل جلالہ کے ملاقاتی ہیں۔ (مسند امام زید، حدیث 675، کتاب السیر وما جاء من ذلک، ص 378، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

2: شہید کے لئے چھ انعامات

حدیث شریف = حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول رحمت ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کی چھ خصلتیں ہیں۔ خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے، عذاب قبر سے محفوظ ہوتا ہے۔ بڑی گھبراہٹ سے مامون ہوگا۔ اس کے سر پر عزت و وقار کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ بڑی آنکھوں والی ستر حوریں اس کے نکاح میں دی جائیں گی اور اس کے ستر رشتہ داروں کے معاملہ میں اس کی سفارش قبول ہوگی (ترمذی شریف (مترجم) جلد اول، باب ماجاء ای الناس افضل، حدیث 1715، ص 812، مطبوعہ فرید بک لاہور)

3: شہداء کیلئے جنت کی نہریں اور صبح وشام رزق

حدیث شریف = حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ شہداء جنت کے دروازے سے سبز قبہ میں نکلنے والی نہر پر ہوتے ہیں۔ صبح وشام ان کو رزق پہنچایا جاتا ہے۔ (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2403، ص 528، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

4: شہید کا خون گرتے ہی تمام گناہ معاف

حدیث شریف = حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول رحمت شفیع اُمّت ﷺ نے فرمایا۔ شہید کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2555، ص 612، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

5: مجاہد عذاب قبر سے محفوظ ہے

حدیث شریف = حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص جہاد میں شریک ہو اور صبر کرلے، یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا جائے یا غالب آ جائے تو وہ قبر کے عذاب سے محفوظ ہے (المستدرک، للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2556، ص 612، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

6: شہادت کا جام پی کر کثیر ثواب پالیا

حدیث شریف = حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی (عمرو بن ثابت بن وقش المعروف بہ احرام بن عبدالاشعل) لوہے کی کسہ آلہ حرب سے اپنا چہرہ چھپایا ہوا تھا، پیش کیا گیا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں کافروں سے جنگ کروں یا پہلے اسلام قبول کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ پہلے اسلام قبول کرو پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو۔ وہ اسلام لے آیا۔ پھر اس نے کافروں سے جنگ کی اور شہید ہوگیا۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ اس نے عمل تھوڑا کیا اور ثواب بہت زیادہ ملا۔ (بخاری (مترجم) جلد دوم، حدیث 73، کتاب الجہاد والسیر، ص 75، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

7: ایک بھی نماز نہ پڑھی تھی مگر شہادت کی وجہ سے جنت میں داخل ہوا

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عمرو بن اقیش کا ایک آقا تھا (عمرو بن اقیش) اس وقت تک صرف اس لئے ایمان نہیں لائے تھے کہ کہیں اس کا آقا اس کو سزا نہ دے۔ وہ جنگ احد والے دن آئے اور پوچھنے لگے: میرے پھوپھی زاد بھائی کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا: احد میں۔ اس نے ایک اور شخص کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے جواب دیا کہ وہ بھی احد میں گیا ہوا ہے۔ اس نے ایک اور کے متعلق پوچھا تو اس کے بارے میں بھی یہی جواب ملا۔ اس نے اپنی زرہ پہنی اور گھوڑے پر سوار ہوکر ان کی طرف چل دیا۔ جب مسلمانوں نے اس کو دیکھا تو کہنے لگے۔ اے عمرو! پیچھے ہٹ کر رہو۔ اس نے کہا! میں ایمان لا چکا ہوں۔ پھر وہ جہاد میں شریک ہوگیا یہاں تک کہ زخمی ہوگیا۔ اس کو زخمی حالت میں اس کے گھر بھیج

دیا گیا۔ پھر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور ان کی بہن سے کہا۔ ان سے پوچھو کہ تو نے اپنی قوم کی مروت یا ان کے لئے کسی غصہ میں جنگ لڑی ہے یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے غصے میں لڑے ہو؟ اس نے کہا: میں تو محض اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے غصے میں لڑا ہوں۔ وہ شخص فوت ہو گیا اور جنت میں داخل ہوا حالانکہ اس نے ایک بھی نماز نہیں پڑھی تھی (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2533، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

8: راہ خدا میں جان دینے میں لذت

حدیث شریف = حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا کوئی آدمی فوت ہو جائے، اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے لئے ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیا کی طرف اتنا پسند کرے دراں حالیکہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس کے لئے ہو، وہ دنیا میں لوٹنا پسند نہیں کرے گا مگر شہید اس لئے کہ وہ شہادت کی فضیلت دیکھ چکا ہے لہذا اس کو یہ پسند ہو گا کہ وہ دنیا میں واپس چلا جائے اور پھر دوسری مرتبہ شہید کر دیا جائے (حمید الطّویل رضی اللہ عنہ نے کہا) میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہوئے سنا البتہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبح یا شام کو جانا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سے بہتر ہے اور تم میں سے کسی ایک کے لئے ہاتھ یا کوڑے کی مقدار زمین دینا اور جو کچھ اس میں ہے، سے بہتر ہے اور اگر اہل جنت میں سے ایک عورت (حور عین) دنیا میں رہنے والوں کی طرف ایک نظر دیکھے تو آسمان اور زمین کے درمیان فضا کو روشن کر دے اور اس کو خوشبو سے معمور کر دے اور البتہ اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سے بہتر ہے۔ (بخاری شریف (مترجم) جلد دوم، کتاب الجہاد والسیر، حدیث 63، ص 70، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

9: سب سے پہلے جنت میں شہداء داخل ہوں گے

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول محتشم ﷺ نے فرمایا۔ میرے سامنے جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے تین اشخاص پیش کئے گئے۔ ایک شہید، دوسرا پاک دامن اور حرام وشبہادت سے بچنے والا اور تیسرا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی عبادت اچھی طرح کرتا اور مالکوں کی خیر خواہی کرتا ہے (ترمذی شریف (مترجم) جلد اول، باب ماجاء فی ثواب الشہید، حدیث 1695، ص 805، مطبوعہ فرید بک لاہور)

10: شہید کے لئے جنت

حدیث شریف = حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ اگر میں شہید ہوجاؤں تو کہاں جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جنت میں۔ اس شخص نے اپنے ہاتھ میں موجود کھجوریں ایک طرف رکھ دیں اور پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہید ہوگیا (مسلم شریف (مترجم) جلد دوم، کتاب الامارۃ، حدیث 4798، ص 763، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

11: شہید پر انعامات الٰہیہ

حدیث شریف = حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک کالے رنگ کا آدمی نبی پاک ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ یارسول اللہ ﷺ! میں بدشکل، کالا، بدبودار آدمی ہوں، کوئی شخص میری طرف مائل نہیں ہوتا۔ اگر میں جہاد میں شہید ہوجاؤں تو میری منزل کیا ہوگی؟

آپ ﷺ نے فرمایا۔ جنت ۔ پھر وہ جہاد میں شریک ہوگیا یہاں تک کہ شہید ہوا۔ نبی پاک ﷺ اس کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے چہرے کو روشن کر دیا۔ تجھے خوشبودار کر دیا اور تیرے مال کو زیادہ کر دیا اور پھر اسی کے متعلق یا (شاید) کسی دوسرے کے متعلق فرمایا۔ میں نے اس کی بیوی حورعین کو دیکھا ہے کہ وہ اس کا اون کا جبہ اٹھا کر اس کے جبہ میں گھس گئی ہے (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2463، ص 564، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

12: شہداء کیلئے جنت میں خوبصورت مکان

حدیث شریف = حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ میں نے آج رات دو آدمیوں (حضرت جبرائیل ومیکائیل) کو دیکھا وہ میرے پاس آئے اور مجھے ایک درخت پر لے گئے اور انہوں نے مجھے ایک گھر میں داخل کیا۔ یہ گھر بہت ہی خوبصورت تھا اس سے خوبصورت مکان آج تک میں نے نہیں دیکھا۔ انہوں نے (جبرائیل ومیکائیل) نے کہا یہ گھر شہداء کے لئے ہیں (بخاری شریف (مترجم) جلد دوم، کتاب الجہاد والسیر، حدیث 59، ص 69، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

13: راہ خدا کا مجاہد کسی بھی حال میں مرے وہ شہید ہے

حدیث شریف = حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص جہاد کے لئے روانہ ہوگیا اور وہ (طبعی موت) مرے یا قتل کر دیا جائے (بہرحال) وہ شہید ہے یا اونٹ یا گھوڑے سے گر کر مر جائے یا اس کو سانپ ڈس لے، یا وہ اپنے بستر پر کسی بھی وجہ سے مر جائے (بہرحال) وہ شہید ہے اور جنتی ہے (المستدرک للحاکم، جلد دوم،

کتاب الجہاد، حدیث 2416، ص 536، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

14: شہید کے خون کا قطرہ پروردگار کو محبوب ہے

حدیث شریف = حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول محتشم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔ خشیت الٰہی میں گرنے والے آنسو کا قطرہ اور اللہ تعالیٰ کی راہ (جہاد) میں پہنچنے والے زخم کا نشان اور کسی فریضہ خداوندی کو ادا کرنے کا نشان (ترمذی شریف (مترجم) جلد اول، باب ماجاء ای الناس افضل، حدیث 1723، ص 815، مطبوعہ فرید بک لاہور)

حدیث شریف = حضرت ثمامہ بن عبداللہ بن انس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا جب غزوۂ بیرِ معونہ میں حرام بن ملحان کو اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے، نیزہ مارا گیا تو انہوں نے اپنا خون لے کر ہاتھ سے اپنے چہرے اور منہ پر مل لیا پھر کہا رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہوگیا (بخاری (مترجم) جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث 1268، ص 602، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

15: دنیا کی تمام نعمتیں ایک طرف، لذت شہادت ایک طرف

حدیث شریف = حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جنت میں داخل ہونے کے بعد کوئی بھی شخص یہ آرزو نہیں کرے گا کہ وہ دنیا میں واپس جائے، اگرچہ اسے (واپسی کی صورت میں) دنیا کی تمام نعمتیں حاصل ہوجائیں البتہ شہید جب (شہادت کی) عظمت کا مشاہدہ کرے گا تو وہ یہ آرزو کرے گا کہ وہ دس مرتبہ دنیا میں جائے

اور ہر مرتبہ شہید ہو (مسلم شریف (مترجم) جلد دوم، کتاب الامارۃ، حدیث 4753، ص 751، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

16: شہادت کی آرزو کبھی ختم نہیں ہوتی

حدیث شریف = امام المجاہدین ﷺ نے ارشاد فرمایا (شہداء) کی ارواح، سبز پرندوں کے پیٹ میں رہتی ہیں۔ان کے لئے عرش پر قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں۔ وہ جنت میں جہاں چاہیں گے، گھوم پھر کر ان قندیلوں میں واپس آ جاتی ہیں پھر ان کا پروردگار انہیں مخاطب کر کے دریافت کرتا ہے، کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں، ہم کیا خواہش کر سکتے ہیں؟ جبکہ ہم جنت میں جہاں چاہیں جا سکتے ہیں۔ یہ مکالمہ تین مرتبہ ہوتا ہے جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ہمیں کوئی سوال کرنا ہی ہوگا تو وہ عرض کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہم یہ چاہتے ہیں کہ تو ہماری ارواح کو اجسام میں لوٹا دے۔ یہاں تک کہ ہمیں دوبارہ تیری راہ میں شہید کیا جائے۔ جب پروردگار یہ دیکھتا ہے کہ کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے تو وہ انہیں (ان کے حال پہ) چھوڑتا ہے (مسلم شریف (مترجم) جلد دوم، کتاب الامارۃ، حدیث 4770، ص 756، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

فائدہ: مرد مومن کو شہادت کی جو لذت حاصل ہوتی ہے اس کے سامنے دنیا کی ساری لذتیں بیکار ہیں۔ یہاں تک کہ شہید جنت کی تمام نعمتوں سے فائدہ اٹھائے گا اور ان سے لطف اندوز ہوگا مگر جب اس کو اللہ و رسول کی محبت میں سر کٹانے کا مزہ آ جائے گا تو جنت کی ساری نعمتوں کا مزہ بھول جائے گا اور تمنا کرے گا کہ ہماری ارواح کو ہمارے اجسام میں لوٹا دے تا کہ شہید کیا جاؤں۔

جہاد کی تیاری اور اس کی طرف رغبت کا بیان

القرآن: يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا

ترجمہ: اے ایمان والوا پنے بچاؤ کا سامان لے لو پھر (دشمن کی طرف) جماعتیں بن کر جاؤ یا اکھٹے ہو کر چلو (سورۂ نساء، آیت 71، پارہ 5)

اس آیت میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے اور کافروں سے جہاد کے لئے سامان جنگ تیار رکھنے کا حکم دیا ہے تا کہ کہیں کفار اچانک حملہ نہ کردیں پھر اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کا حال بیان فرمایا جو جہاد کی راہ میں روڑے اٹکانے والے تھے۔

اس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ کفار کے دفاع اور اپنی حفاظت کے لئے اسلحہ اور ہتھیار فراہم کریں اور دشمن جس طرح کے ہتھیار استعمال کررہا ہے ویسے ہی ہتھیار استعمال کرو، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لکھا دشمنوں کے مقابلہ میں ان جیسے ہتھیار استعمال کرو۔ تلوار کے مقابلہ میں تلوار اور نیزہ کے مقابلہ میں نیزہ سے لڑو۔ اب دنیا میں اپنی بقاء کے لئے ایٹمی طاقت بننا ضروری ہے اور دشمنان اسلام سے مقابلہ اور جہاد کے لئے سائنس اور ٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کرنا ضروری ہے لیکن ہمارے طالب علم جدید ثقافت کے نام پر بین الاقوامی کھیلوں کے میدان میں ہیرو بننا چاہتے ہیں۔ ڈسکو میوزک، لڑکے لڑکیوں کے مخلوط رقص اور اچھل کود کے شوز میں ڈوبے ہوئے ہیں اور متوسط گھر ڈش انٹینا اور ٹی وی، کیبل اور انٹرنیٹ کے سیلاب میں بہے جارہے ہیں۔ ایسے میں مسلمان نوجوانوں کے دلوں میں جذبہ جہاد کہاں سے پیدا ہوگا۔

مظلوم مسلمانوں کی مدد کیلئے جہاد کرنا

القرآن: وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ڌ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝

ترجمہ: اور (مسلمانو) تمہیں کیا ہے کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں حالانکہ بے بس کمزور مردوں عورتوں اور بچوں میں سے وہ جو دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں اور اپنے پاس سے ہمارے لئے کوئی کارساز بنادے اور کردے کسی کو اپنی طرف سے ہمارا مددگار (سورۂ نساء، آیت 75، پارہ 5)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کی مزید ترغیب دی اور جہاد کے خلاف حیلوں اور بہانوں کو زائل فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور اس کے دین کی سربلندی کے لئے جہاد میں تمہیں کیا چیز روکتی ہے۔ جہاد کی وجہ سے شرک کے اندھیروں کی جگہ توحید کا نور پھیلتا ہے۔ شر اور ظلم کے بجائے خیر اور عدل کا دور دورہ ہوتا ہے اور مکہ میں تمہارے جو مسلمان بھائی مرد، عورتیں اور بچے کفار کے ظلم کا شکار ہیں۔ کفار ان کو ہجرت کرنے نہیں دیتے اور اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ان کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچا رہے ہیں اور تم خود مکہ کی زندگی میں ان کے مظالم کا مشاہدہ اور تجربہ کر چکے ہو۔ حضرت بلال، حضرت صہیب اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم پر کس کس طرح مشق ستم کی جاتی تھی، سو کفار کے خلاف جہاد کر کے تم اپنے مسلمان بھائیوں کو کفار کی دست برد سے بچا سکتے ہو۔

جان و مال سے جہاد کرنے والوں کے فضائل و مناقب

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ○ دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ○

ترجمہ: بلا عذر اور بلا ضرر (جہاد سے) بیٹھ رہنے والے مسلمان اور اللہ کی راہ میں (کافروں کے خلاف) جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں۔ اپنی جان اور مال سے جہاد کرنے والے مجاہدوں کو اللہ نے بیٹھنے والوں پر ایک درجہ میں فضیلت دی ہے اور سب سے اللہ نے اچھی عاقبت کا وعدہ کیا ہے اور اللہ نے مجاہدوں کو بیٹھنے والوں پر اجر عظیم کی فضیلت دی ہے۔ اللہ کی طرف سے درجات ہیں اور بخشش اور رحمت اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرتے ہیں سفر میں سختیاں اور بھوک اور پیاس کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں اور اللہ کے دشمنوں سے مقابلہ میں زخم کھاتے ہیں۔ ان کے برابر وہ لوگ نہیں ہو سکتے جو بغیر کسی جسمانی عذر کے جہاد کے لئے نہیں جاتے اور اپنی جان اور مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ لا یستوی القاعدون من المومنین ۔ الایۃ تو حضرت عبداللہ بن عمرو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ، سرور کائنات ﷺ کے پاس آئے، وہ نابینا تھے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نابینا ہوں۔ آپ مجھے جہاد کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ غیر اولی الضرر۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا (چوڑی) ہڈی اور دوات لاؤ یا فرمایا لوح اور دوات لاؤ (ترمذی رقم الحدیث 3042)

عذر کی وجہ سے جہاد نہ کرنے والے، مجاہدین کے برابر ہیں

اس آیت سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ جو مسلمان جہاد میں شامل ہونے کی نیت رکھتے ہیں لیکن جسمانی عذر کی وجہ سے شریک نہ ہوسکیں، وہ اجر وثواب میں مجاہدین کے برابر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بلا عذر جہاد میں شرکت نہ کرنے والوں کے متعلق فرمایا ہے۔ وہ مجاہدوں کے برابر نہیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عذر والے، مجاہدین کے برابر ہیں۔ اس کی تائید ان احادیث سے ہوتی ہے۔

حدیث شریف = حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ایک غزوہ میں فرمایا۔ ہم مدینہ میں کچھ مسلمانوں کو چھوڑ آئے ہیں اور ہم نے جب بھی کسی گھاٹی یا وادی کو عبور کیا تو وہ ہمارے ساتھ تھے، وہ عذر کی وجہ سے نہیں جاسکے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث 2839)

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَمَن يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ

يَغۡلِبۡ فَسَوۡفَ نُؤۡتِيۡهِ اَجۡرًا عَظِيۡمًا

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں جنگ کرے پھر وہ قتل کردیا جائے یا غالب آجائے تو ہم عنقریب اسے اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔

☆اس آیت میں فرمایا ہے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنا چاہئے جو اخروی ثواب کے بدلہ میں اپنی دنیا کی زندگی فروخت کر چکے ہیں۔ انسان طبعاً اپنی زندگی خرچ کرنے کو بھاری سمجھتا ہے لیکن جب اس کو یقین ہوگا کہ یہ زندگی خرچ کرنے سے اس کو آخرت کی نعمتیں ملیں گی تو وہ بہت خوشی سے اس راہ میں زندگی خرچ کرے گا اور یہ ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلہ میں خرید لیا ہے اور اخیر میں فرمایا۔ پس تم نے جو اللہ تعالیٰ سے بیع کی ہے، اس بیع پر خوش ہوجاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اگر تم اس جنگ میں شہید ہوگئے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت کا بڑا اجر ہے اور اگر تم غالب آگئے تو اخروی اجر کے ساتھ دنیاوی منفعت بھی حاصل ہوگی۔ خلاصہ یہ ہے کہ کفار کے خلاف جنگ کرنے میں تمہارا سراسر فائدہ ہے خواہ تم غالب ہو یا مغلوب۔

تیسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَهَاجَرُوۡا وَجٰهَدُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ اَعۡظَمُ دَرَجَةً عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ○ يُبَشِّرُهُمۡ رَبُّهُمۡ بِرَحۡمَةٍ مِّنۡهُ وَرِضۡوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمۡ فِيۡهَا نَعِيۡمٌ مُّقِيۡمٌ ○ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ

(سورۂ توبہ، آیت 20 تا 22)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ جہاد کیا۔ اللہ کے نزدیک ان کا بہت بڑا درجہ ہے اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ ان کا رب ان کو اپنی رحمت اور رضا کی خوشخبری دیتا ہے اور ان جنتوں کی جن میں ان کے لئے دائمی نعمت ہے۔ وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، بے شک اللہ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔

چوتھے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

(سورہ توبہ، آیت 111)

ترجمہ: بے شک اللہ نے ایمان والوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو جنت کے بدلہ میں خرید لیا، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، پس قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں۔ اس پر اللہ کا سچا وعدہ ہے تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا اور کون ہے۔ پس تم اپنی اس بیع کے ساتھ خوش ہو جاؤ جو تم نے بیع کی ہے اور یہی

بہت بڑی کامیابی ہے۔

پانچویں مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ○

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدم رکھے گا۔

چھٹے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ

ترجمہ: (حقیقی) ایمان لانے والے تو صرف وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے کوئی شک نہیں کیا اور انہوں نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، وہی سچے ہیں۔

ساتویں مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ○ تُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَرَسُولِهِ

وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ○ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ○ وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللهِ فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَت طَّائِفَةٌ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ

(سورۂ صف، آیت 10 تا 14)

ترجمہ: اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تم کو دردناک عذاب سے نجات دے ○ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو ○ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو ان جنتوں میں داخل کر دے گا جن کے نیچے سے دریا بہتے ہیں اور عمدہ پاکیزہ مکانوں میں دائمی جنتوں میں یہی بہت بڑی کامیابی ہے ○ اور دوسری (نعمت بھی) جس کو تم پسند کرتے ہو، عنقریب اللہ کی طرف سے مدد اور فتح حاصل ہوگی اور مومنین کو بشارت دیجئے ○ اے ایمان والو! اللہ (کے

دین) کے مددگار بن جاؤ، جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا! اللہ کی طرف میرے مددگار کون ہیں؟ حواریوں نے کہا: ہم اللہ (کے دین) کے مددگار ہیں، پھر بنی اسرائیل کی ایک جماعت ایمان لے آئی اور دوسری جماعت نے کفر کیا پس ہم نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی تو مومن (کافروں پر) غالب آ گئے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کے بعد اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔

جہاد تین قسم پر ہے۔

1۔ اپنے نفس سے جہاد، اور اس کا معنی ہے نفس کو مشقت میں ڈال کر مشکل عبادات انجام دینا۔

2۔ نفس سے اس کی لذتوں اور شہوتوں کو چھڑا کر جہاد کرنا یعنی زبان، پیٹ اور شرم گاہ کو حرام چیزوں سے روک کر رکھنا۔

3۔ مخلوق کے نفع کے لئے نفس سے جہاد کرنا، یعنی لوگوں سے طمع نہ کرنا اور اپنی چیزیں دوسروں کو دے کر ایثار کرنا یا کم از کم اپنی زائد چیزیں دوسروں کو دینا۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا دنیاوی منافع کی بہ نسبت آخرت کے اجر و ثواب کے لحاظ سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے پر مغفرت اور دائمی جنتوں کی بشارت دی ہے۔

نیز فرمایا: اور دوسری (نعمت میں) جس کو تم پسند کرتے ہو، یعنی جہاد کے نتیجہ میں تم کو صرف آخرت کا اجر نہیں، دنیا میں بھی مال غنیمت حاصل ہوگا اور کافروں پر غلبہ حاصل ہوگا اور عنقریب فتح حاصل ہوگی۔ سو مسلمانوں کو فتح مکہ حاصل ہوئی۔

اللہ کی راہ میں ہجرت کی سچی نیت پر بھی اجر

القرآن: وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

ترجمہ: اور جو ہجرت کرے اللہ کی راہ میں پائے گا زمین میں بہت جگہ اور فراخی اور جو اپنے گھر سے نکلے ہجرت کر کے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھر اسے موت آ جائے تو بے شک ثابت ہو گیا اس کا ثواب اللہ (کے ذمہ کرم) پر اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے (سورۂ نساء، آیت 100، پارہ 5)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ جو شخص اپنے دین کو بچانے کے لئے مشرکوں کے ملک سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بھاگے اور ارض اسلام اور دار ہجرت میں پہنچنے سے پہلے اس کو موت آ لے تو اس کے اس عمل کا اجر اور ہجرت کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے اور اس نے اسلام کی خاطر اپنے وطن اور رشتہ داروں کو جو چھوڑا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جزا اس کو عطا فرمائے گا۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ قبیلہ خزاعہ کا ایک شخص جس کا نام ضمرہ بن العیص یا العیص بن ضمرہ تھا، جب ہجرت کا حکم نازل ہوا تو بیمار تھا۔ اس نے

اپنے گھر والوں سے کہا کہ وہ اس کو چارپائی پر ڈال کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلیں، وہ اس کو لے کر روانہ ہوئے، وہ ابھی مقام تنعیم (مکہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ ہے جہاں سے اہل مکہ احرام باندھتے ہیں) پر پہنچے تھے کہ اس شخص کی وفات ہوگئی اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ہجرت کا شرعی حکم

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ جس ملک یا شہر میں مسلمانوں کو دین اسلام کے احکام پر عمل کرنے کی آزادی نہ ہو وہاں سے ہجرت کرنا فرض ہے اور یہ کہ ابتداء میں مکہ کے مسلمانوں پر ہجرت کرنا فرض تھا اور مکہ فتح ہونے کے بعد جب مکہ دار السلام بن گیا تو ہجرت منسوخ ہوگئی۔

مال غنیمت بہت پاکیزہ مال ہے

القرآن: فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا

ترجمہ: تو کھاؤ جو غنیمت تمہیں ملی حلال پاکیزہ (سورۂ انفال آیت 69)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے لئے یہی مال پسند فرمایا۔ حضور ﷺ مدینہ منورہ میں مال غنیمت استعمال فرماتے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے لئے سب سے پاکیزہ مال، مال غنیمت ہے

(سنن سعید بن منصور حدیث 2886)

غنیمت کے لغوی اور اصطلاحی معنی

غنیمت کے لغوی معنی الفوز بالشیٔ یعنی کسی چیز کو پالینا، کسی چیز کو لینے میں کامیاب ہوجانا (التفسیر الکبیر)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

الغنیمۃ فی اللغۃ ماینالہ الرجل او الجماعۃ بسعی

غنیمت لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جسے کوئی فرد یا جماعت کوشش کر کے حاصل کرے۔

جبکہ شریعت کی اصطلاح میں غنیمت اس مال کو کہتے ہیں جو قوت کے زور پر جنگ میں کافروں سے حاصل کیا جاتا ہے۔

مال الکفار اذا ظفر به المسلمون علی وجه الغلبة والقهر (القرطبی)

والغنیمة فی الشریعة مادخلت فی ایدی المسلمین من اموال المشرکین علی سبیل القهر بالخیل والرکاب (التفسیر الکبیر)

جبکہ فئے وہ مال کہلاتا ہے جو کفر سے جنگ کے بغیر حاصل ہو جائے۔یعنی جب وہ ہتھیار ڈال دیں اور صلح کی درخواست کریں۔

بعض الفاظ کے معانی

واعلموا انما میں ما بمعنی الذی ہے اور اس اسم موصول کا صلہ غنمتم ہے اس میں ضمیر محذوف ہے تقدیر یوں ہوگی واعلموا الذی غنمتموہ (المدارک)

من شیء میں من بیان کے لئے ہے اور تنوین سے معلوم ہوا کہ جو چیز بھی غنیمت میں ملے حتی کہ سوئی اور دھاگہ وہ سب اس حکم کے مطابق تقسیم ہوگا۔

☆مال غنیمت اور مال فئے میں فرق

اَلْفَیْءُ هُوَ الْمَالُ الْمَاخُوْذُ مِنَ الْکُفَّارِ بِغَیْرِ قِتَالٍ کَالْخِرَاجِ وَالْجِزْیَةِ وَاَمَّا الْمَاخُوْذُ بِقِتَالٍ فَیُسَمّٰی غَنِیْمَةً (فتح القدیر جلد 5 ص 426)

اگر دشمنوں سے لڑائی کے بعد مال ہاتھ آئے تو اسے مال غنیمت کہتے ہیں اور بغیر جنگ کئے ان سے ملنے والے مال کو مال فئے کہا جاتا ہے۔

☆ مال غنیمت کی تقسیم کی صورت یہ ہے کہ مال غنیمت کو جمع کر کے اس کے پانچ حصے کئے

جائیں گے۔ ایک حصہ بیت المال کے لئے ہوگا (اس حصے کو خمس کہتے ہیں، جو حکومت یا مرکز کی مرضی سے یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور اسی طرح کے دیگر مصارف پر خرچ کیا جائے گا) اور باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کر دیئے جائیں گے (شامیہ جلد 6، ص 237)

حدیث شریف = حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جنگ حنین کے دن ہوا زن نے عورتوں، بچوں، اونٹوں اور گھوڑوں کو لا کر صفوں میں کھڑا کر دیا تا کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر اپنی کثرت ظاہر کر سکیں، جب مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان معرکہ شروع ہوا تو مشرک بھاگ کھڑے ہوئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا پھر سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا۔ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اور آپ ﷺ نے (انصار کو مخاطب کر کے) فرمایا: اے گروہ انصار میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں، اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دی حالانکہ نہ آپ ﷺ نے نیزہ مارا اور نہ تلوار چلائی۔ نبی پاک ﷺ نے اس دن فرمایا جو شخص کسی کافر کو قتل کرے گا، اس سے جو کچھ چھینے گا وہ اسی کا ہے۔ اس دن ابوقتادہ نے بیس آدمیوں کو قتل کر کے ان کا ساز و سامان اتارا تھا، ابوقتادہ نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے ایک شخص کی شہ رگ کاٹ ڈالی تھی۔ اس نے زرہ پہن رکھی تھی، مجھ سے پہلے کسی اور نے اس کا سامان اتار لیا۔ یا رسول اللہ ﷺ تحقیق کروائیں کہ وہ کون تھا؟ ایک شخص بولا: (اس کا سامان میں نے اتارا تھا، آپ ﷺ اس کو اس زرہ کے متعلق راضی کر لیں اور وہ مجھے دے دیں) اس پر نبی پاک ﷺ خاموش ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی یہ عادت تھی کہ آپ ﷺ سے جب کچھ مانگا جاتا تو آپ ﷺ عطا کر دیتے یا خاموش ہو جاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے خدا کی قسم! ایسا نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی شیر کو غنیمت عطا فرمائے اور رسول پاک ﷺ اس کو تیرے سپرد کر دیں (یہ سن کر) رسول پاک ﷺ مسکرا دیئے۔ (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجهاد، حدیث 2591، ص 632، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

مال غنیمت نہ ملنے پر مجاہد کو پورا پورا اجر ملے گا

حدیث شریف = حضرت عبداللہ وعمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ کوئی بھی لشکر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے، تو اگر ان کو مال غنیمت حاصل ہوجائے تو انہوں نے اپنے آخرت کے اجر سے دوتہائی وصول کرلیا ہے اوران کا ایک تہائی باقی ہے اوراگر ان کو مال غنیمت نہ ملے تو ان کو پورے کا پورا اجر باقی ہے (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2414، ص 534، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف = حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشادفرمایا۔ جب تم جہاد کاارادہ کروتو کالے رنگ کاایسا گھوڑا خریدو جس کی ٹانگوں اور پیشانی میں سفیدی ہو، لیکن دائیں ٹانگ پر سفیدی نہ ہو (اس گھوڑے پر جہاد کرنے سے) تم غنیمت بھی پاؤ گے اور محفوظ بھی رہو گے (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2459، ص 563، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف = حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اندھیری رات کے سیاہی کی طرح فتنے تم پر سایہ فگن ہوں گے۔ ان سے نجات وہ پائے گا جو سسکیاں بھر کر رونے والا ہوگا، جو اپنے ریوڑ کی کھائی سے گزارا کرتا ہوگا یا وہ شخص جو بند گلی میں، ایسے گھوڑے کی لگام کو پکڑے ہوئے ہو، جو اپنی تلوار کی کمائی سے گزارا کرے (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2460، ص 563، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

جہاد کے لئے نکلنا منافقین پر نا گوار ہے

القرآن: فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ (سورۃ توبہ، آیت 81، پارہ 10)

ترجمہ: جن کو (جنگ میں) رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ جانے کی اجازت دی گئی تھی، وہ اللہ کی راہ میں اپنے بیٹھے رہنے سے خوش ہوئے اور انہوں نے اس کو ناپسند کیا کہ وہ اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور انہوں نے کہا گرمی میں نہ نکلو، آپ کہئے کہ جہنم کی آگ اس سے بہت زیادہ گرم ہے، اگر وہ سمجھتے۔

یہ آیت ان منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو غزوۂ تبوک میں رسول اکرم نور مجسم ﷺ اور صحابہ کے ساتھ نہیں گئے تھے اور پیچھے بیٹھے رہ گئے تھے اور ان کو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلنا ناگوار ہوا تھا اور بعض منافقین نے بعض سے کہا کہ اس گرمی میں نہ نکلو، کیونکہ غزوۂ تبوک کی طرف روانگی سخت گرمی میں ہوئی تھی اس وقت پھل پک چکے تھے اور درختوں کا سایہ اور پھل اچھے لگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے فرمایا کہ ان سے کہئے کہ جہاد سے پیچھے رہنے کی وجہ سے تم جس جہنم میں جانے والے ہو، وہ اس گرمی سے بہت زیادہ گرم ہے۔

دوزخ کی گرمی

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ بنی آدم جس آگ کو جلاتے ہیں، وہ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے

(موطا، امام مالک، رقم الحدیث 839، صحیح بخاری، رقم الحدیث 3265، صحیح مسلم رقم الحدیث 2843)

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا۔ ایک ہزار سال تک دوزخ کی آگ کو بھرکایا گیا حتی کہ وہ سرخ (لال) ہوگئی پھر اس کو ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتی کہ وہ سفید ہوگئی، پھر اس کو ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتی کہ وہ سیاہ ہوگئی، پس وہ سیاہ تاریک ہے (ترمذی شریف، رقم الحدیث 2591، ابن ماجہ رقم الحدیث 4320)

جہاد کی سعادت منافقین کے حصے میں نہیں

القرآن: فَاِنۡ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنۡهُمۡ فَاسۡتَاۡذَنُوۡكَ لِلۡخُرُوۡجِ فَقُلْ لَّنۡ تَخۡرُجُوۡا مَعِىَ اَبَدًا وَّلَنۡ تُقَاتِلُوۡا مَعِىَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمۡ رَضِيۡتُمۡ بِالۡقُعُوۡدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقۡعُدُوۡا مَعَ الۡخٰلِفِيۡنَ ○

ترجمہ: تو (اے حبیب) اگر اللہ آپ کو واپس لائے ان منافقوں کے کسی گروہ کی طرف، پھر وہ آپ سے جہاد میں جانے کا اذن طلب کریں تو آپ ان سے فرمائیں کہ تم میرے ساتھ کبھی نہ نکلو گے اور ہرگز میری معیت میں دشمن سے قتال نہ کرو گے بے شک تم پہلی (ہی) مرتبہ بیٹھ رہنے پر راضی ہوئے تو (اب) پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو (سورۂ توبہ، آیت 83، پارہ10)

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر آپ کو اللہ تعالیٰ منافقین کے کسی گروہ کی طرف واپس لائے، منافقین کے ایک گروہ کی قید اس لئے لگائی کہ مدینہ میں مخلص مسلمان بھی موجود تھے، جو معذور تھے اور عذر کی وجہ سے غزوۂ تبوک میں نہیں جا سکے تھے، سو جب آپ مدینہ میں واپس آئیں اور یہ منافقین آپ سے پھر کسی غزوہ میں شریک ہونے کی اجازت طلب کریں تو آپ کہہ دیں کہ تم اب کبھی بھی کسی غزوہ میں میرے ساتھ نہیں جا سکو گے۔ یہ ارشاد ان کے نفاق کے اظہار، ان کی اہانت اور مذمت اور ان پر لعنت کرنے کے لئے قائم مقام ہے، کیونکہ جب انہوں نے جھوٹے حیلے بہانے کر کے آپ سے جہاد میں شریک نہ ہونے کی اجازت طلب کی تو ان کا چھپا ہوا کفر ظاہر ہو گیا کیونکہ دین اسلام میں مسلمانوں کی جہاد کی

طرف رغبت تو سب کو بداہتاً معلوم ہے اور نبی ﷺ کا آئندہ ان کو جہاد میں شرکت سے منع فرمانا، اس لئے تھا کہ مسلمان ان کے شر اور فساد اور ان کے مکر و فریب اور اس کی سازشوں سے محفوظ رہیں اور چونکہ یہ پہلی بار غزوۂ تبوک میں اس بات کو پسند کرتے تھے کہ مدینہ میں معذوروں کے ساتھ بیٹھے رہیں، سو وہ آئندہ بھی اسی کو پسند کریں گے، گویا جب ایک بار انہوں نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ جہاد میں جانا پسند نہ کیا تو اس کی سزا ان کو یہ دگئی کہ اب اگر آئندہ یہ آپ کے ساتھ جانا چاہیں گے پھر بھی ان کو اجازت نہیں ملے گی۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص اس کے خلاف سازشیں کرتا ہے تو وہ آئندہ اس کو اپنا رفیق اور مصاحب بنانے سے گریز کرے۔

جہاد کرنے والوں کے برابر کسی کا درجہ نہیں

القرآن: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان کے ساتھ (کافروں سے) جہاد کیا، وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا درجہ رکھنے والے ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔ ان کا رب انہیں خوشخبری سناتا ہے اپنی رحمت اور خوشنودی کی اور جنتوں کی جن میں ان کے لئے دائمی نعمت ہے۔ ابد تک وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ بے شک اللہ ہی کے پاس بڑا اجر ہے (سورۂ توبہ، آیت 20 تا 22، پارہ 10)

☆ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایمان لانے والوں، ہجرت کرنے والوں اور جہاد کرنے والوں کا درجہ تمام مخلوق سے بڑا ہے۔ اور ان کا درجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ فوز کا معنی ہے اپنے مطلوب کو پا لینا اور ان کا مطلوب عذاب سے نجات اور ثواب کا حصول ہے اور اس کا مصداق فتح مکہ سے پہلے جہاد کرنے والے صحابہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

القرآن = (ترجمہ) (اے مسلمانو!) تم میں سے جن لوگوں نے فتح (مکہ) سے پہلے (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا اور جہاد کیا، ان کے برابر کوئی نہیں ہوسکتا، ان کا ان سے بہت بڑا درجہ ہے جنہوں نے بعد میں (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا اور جہاد کیا اور اللہ نے ان سب سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ (سورہ حدید، آیت 10)

اس کی تائید اس حدیث میں ہے۔

حدیث شریف = حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا میرے اصحاب کو سب وشتم نہ کرو (برا نہ کہو) پس اگر تم میں سے کوئی شخص (اللہ کی راہ میں) احد پہاڑ جتنا بھی خرچ کرے تو وہ ان کے خرچ کئے ہوئے ایک کلو یا نصف کلو کے برابر نہیں ہوسکتا (بخاری حدیث 3673، مسلم شریف حدیث 2540)

آیت نمبر 21 میں فرمایا ہے۔ ان کا رب ان کو رحمت اور رضا کی خوشخبری دیتا ہے۔ یہ رب کریم کا وعدہ ہے۔

حدیث شریف = حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا اہل جنت! وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں اور تیری اطاعت کے لئے موجود ہیں اور تمام خیر تیرے دست قدرت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم راضی ہوگئے؟ وہ کہیں گے: اے رب! ہم کیوں راضی نہیں ہوں گے حالانکہ تو نے ہمیں وہ کچھ دیا ہے جو تو نے اپنے مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں تم کو اس سے زیادہ افضل چیز نہ دوں؟ وہ کہیں گے: اے رب! اس سے زیادہ افضل اور کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تم پر اپنی رحمت اور رضا نازل کرتا ہوں، اس کے بعد کبھی بھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔

(بخاری حدیث 6549، مسلم حدیث 2829)

سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ قرآن مجید میں ہے ”اللہ کی تھوڑی سی رضا بھی

بہت بڑی چیز ہے'' (سورہ توبہ آیت 72)، لیکن اس کا یہ معنیٰ نہیں ہے کہ جنت کو معمولی نعمت سمجھا جائے اور جنت کی تحقیر کی جائے جیسا کہ بعض جاہل کرتے ہیں، جنت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور اس سے بھی بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کی رضا ہے لیکن یہ نعمت ہمیں جنت میں ہی حاصل ہوگی۔

جہاد چھوڑنے پر سخت وعیدیں

اور جہاد سے پیچھے رہ جانے پر سخت عتاب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

قُلۡ اِنۡ كَانَ اٰبَآؤُكُمۡ وَاَبۡنَآؤُكُمۡ وَاِخۡوَانُكُمۡ وَاَزۡوَاجُكُمۡ وَعَشِيۡرَتُكُمۡ وَاَمۡوَالُ ۨ اقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَتِجَارَةٌ تَخۡشَوۡنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَجِهَادٍ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ ○

(سورۂ توبہ، آیت 24)

ترجمہ: (اے رسول مکرم!) آپ کہیں کہ اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے رشتہ دار اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور تمہاری تجارت جس کے گھاٹے کا تمہیں خطرہ ہے اور تمہارے پسندیدہ مکان تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہوں تو تم انتظار کرو حتی کہ اللہ اپنا حکم لے آئیں اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ انسان کو فطری طور پر اپنے باپ، دادا، بیٹے، بیویاں اور دیگر قریبی رشتہ دار بہت محبوب ہوتے ہیں، اسی طرح اس کو اپنا کاروبار بھی بہت مرغوب ہوتا ہے اور اپنے

رہائشی مکان بھی اس کو بہت پسند ہوتے ہیں اور ان سب کو چھوڑ کر کسی دوسرے شہر میں چلے جانا اس کے لئے بہت دشوار ہوتا ہے اس لئے ہجرت کرنا اس پر طبعاً گراں ہوتا ہے اور اپنی جان بھی اس کو بہت پیاری ہوتی ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا اس پر بہت شاق ہوتا ہے، اور شیطان بھی اس کو ہجرت کرنے اور جہاد کرنے سے ورغلاتا ہے۔

اس آیت میں مسلمانوں پر یہ واجب کیا ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں، مال و دولت، اپنے مکانوں بلکہ خود اپنی جانوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو محبوب رکھیں، اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی محبت میں اپنے وطن سے ہجرت کریں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں۔

القرآن: اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۚ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ

ترجمہ: بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک اس کی کتاب میں بارہ مہینے ہے جس دن سے اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا چار ان میں سے حرمت والے ہیں۔یہی دین سیدھا ہے تو ان (مہینوں) میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور قتال کرو تم سب مشرکوں سے جیسا کہ وہ قتال کرتے ہیں تم سب سے اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے (سورۂ توبہ، آیت 36، پارہ10)

سستی وکاہلی کی وجہ سے جہاد سے پیچھے نہ رہو

القرآن: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ۚ أَرَضِيتُم بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوا جب تم سے کہا جائے کہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) چلو (تو) تم بوجھل ہوکر زمین کی طرف جھک پڑتے ہو، کیا آخرت کے بدلہ میں تم دنیا کی زندگی سے راضی ہوگئے تو دنیا کی زندگی کا نفع اٹھانا آخرت کے مقابلہ میں نہیں ہے مگر بہت تھوڑا (سورۂ توبہ، آیت 38، پارہ 10)

سورۂ توبہ کی اڑتیسویں آیت غزوۂ تبوک کے موقع پر نازل ہوئی ہے۔ یہ غزوۂ نو ہجری میں ہوا تھا۔ تبوک ایک چشمہ ہے جو وادی قریٰ میں تھا۔ یہ مدینہ سے بارہ مرحلہ پر شام کے نزدیک واقع ہے۔

امام ابن اسحٰق علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے کہ طائف کی مہم سے فارغ ہوکر امام المجاہدین ﷺ نے نو ہجری میں ذوالحجہ سے رجب تک مدینہ میں قیام فرمایا، پھر آپ نے مسلمانوں کو روم کے عیسائیوں سے جہاد کی تیاری کرنے کا حکم دیا۔ یہ بہت تنگی کا زمانہ تھا۔ گرمی بہت شدید تھی اور شہروں میں کھجوریں پکنے والی تھیں اور لوگ چاہتے تھے کہ مدینہ میں ٹھہریں اور درختوں کے سائے اور پکی ہوئی کھجوروں سے راحت حاصل کریں اور اس موسم میں مدینہ سے

باہر نکلنا ان پر بہت شاق اور دشوار تھا۔ رسول پاک ﷺ جب کبھی کسی غزوۂ کے لئے نکلتے تھے تو ان کا صراحتاً ذکر نہ کرتے بلکہ اس کا کنایتاً ذکر فرماتے تھے لیکن تبوک کا آپ نے صراحتاً ذکر فرمایا کیونکہ یہ بہت دور کا سفر ہے اور اس میں مشقت بہت تھی اور جس دشمن سے آپ نے جنگ کا ارادہ کیا تھا اس کی تعداد بہت زیادہ تھی، اس لئے آپ نے صراحتاً بیان فرما دیا کہ آپ رومیوں سے جنگ کے لئے جا رہے ہیں۔ منافقوں نے ایک دوسرے سے کہا اس قدر سخت گرمی میں جہاد کے لئے نہ جاؤ۔ اسحٰق بن ابراہیم اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ منافقین سویلم یہودی کے گھر جمع ہو رہے ہیں اور وہ مسلمانوں کو رسول پاک ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں جانے سے منع کر رہے ہیں، تب رسول پاک ﷺ نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو چند اصحاب کے ساتھ بھیجا اور ان کو یہ حکم دیا کہ وہ سویلم کے گھر کو آگ لگا دیں، سو حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔

امام ابن اسحٰق علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ پھر رسول پاک ﷺ نے سفر کی تیاری شروع کی اور مالدار مسلمانوں کو جہاد میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک میں دل کھول کر مال خرچ کیا۔

حدیث شریف = حضرت عبدالرحمن بن خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سرور کونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت نبی پاک ﷺ غزوۂ تبوک کے لئے مسلمانوں کو ترغیب دلا رہے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک سو اونٹ اللہ تعالیٰ کی راہ میں سامان اور کپڑوں کے پیش کرتا ہوں۔ سرور کونین ﷺ نے پھر مسلمانوں کو ترغیب دلائی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں دو سو اونٹ سامان اور کپڑوں سمیت پیش کرتا ہوں۔ سرور کونین ﷺ نے پھر مسلمانوں کو لشکر کی مدد کے لئے ترغیب دلائی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر کھڑے ہوئے اور کہا میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں تین سو اونٹ سامان اور کپڑوں

سمیت پیش کرتا ہوں۔ تب میں نے دیکھا رسول رحمت ﷺ یہ فرماتے ہوئے منبر سے اترے: آج کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) جو عمل بھی کرے اس کو نقصان نہیں ہوگا، آج کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) جو بھی عمل کرے اس کو نقصان نہیں ہوگا (ترمذی شریف، حدیث 3720)

اس حدیث شریف کا معنی یہ نہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نیک کام کریں یا بد، ان کو اس کا نقصان نہیں ہوگا بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو برائی سے محفوظ رکھے گا اور اگر بشری تقاضے سے کوئی غلطی ہوگئی تو انتقال سے پہلے ان کو توبہ کی توفیق دے دے گا۔

واضح رہے کہ اس آیت میں جو فرمایا ہے کہ اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوگیا کہ جب تم سے جہاد کے لئے نکلنے کے لئے کہا جاتا ہے تو تم زمین سے چپک جاتے ہو، اس سے مراد تمام مسلمان نہیں، بلکہ بعض مسلمان ہیں کیونکہ اکثر مسلمان سرورکونین ﷺ کے حکم کے مطابق غزوۂ تبوک پر خوشی سے روانہ ہوگئے تھے جن کی تعداد تیس ہزار تھی اور بعض مسلمان بغیر کسی عذر کے اپنی سستی کی وجہ سے رہ گئے تھے جن کی بہت سخت ملامت کی گئی اور منافقین جھوٹے حیلے بہانے کرکے رہ گئے تھے (البدایہ والنہایہ جلد 3، ص 593، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

جہاد کا حکم اور نہ نکلنے والوں کیلئے سخت وعید

القرآن: اِلَّا تَنۡفِرُوۡا يُعَذِّبۡكُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ۙ وَّيَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ وَلَا تَضُرُّوۡهُ شَيۡـئًا ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ○

ترجمہ: اگر تم (اللہ کی راہ میں) نہیں نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہاری بجائے کسی دوسری قوم کو لے آئے گا اور تم اسے کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکو گے اور اللہ جو چاہے اس پر قادر ہے (سورۂ توبہ، آیت 39، پارہ 10)

سخت وعید

امام قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں

فوجب بمقتضاها النفير للجهاد والخروج الى الكفار لمقاتلتهم على ان تكون كلمة الله هى العليا (القرطبى)

یعنی اس آیت میں سخت تنبیہ اور موکد وعید ہے جہاد چھوڑنے پر......اور اس آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کفار کے خلاف جہاد کے لئے نکلنا تا کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو جائے۔ یہ واجب ہے (القرطبی)

یعنی ان دو آیات (38,39) سے بھی جہاد کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔

جہاد کے لئے نکلنے کا وجوب

اس آیت سے مسلمانوں کو یہ تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ دشمنانِ اسلام کی سرکوبی کرنے اور ان سے جنگ کرنے والوں کی مدد کرنے کے لئے خود کافی ہے۔ اگر نبی پاک ﷺ کے عہد کے مسلمانوں نے نبی پاک ﷺ کے طلب کرنے پر جہاد کے لئے جانے میں سستی کی تو اللہ تعالیٰ کو کوئی کمی نہیں ہے، وہ اپنے نبی کی مدد کے لئے کوئی اور قوم لے آئے گا اس لئے وہ یہ گمان نہ کریں کہ دین کا غلبہ صرف ان ہی سے ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تم اللہ کو بالکل نقصان نہیں پہنچا سکو گے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ تم اللہ کے رسول کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکو گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو نقصان پہنچانا تو مقصود ہی نہیں ہے۔

اس آیت میں فرمایا ہے: اگر تم جہاد کے لئے نہیں نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا، اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کرنا واجب ہے، نیز اس سے پہلی آیت میں ان مسلمانوں کی مذمت کی ہے جو جہاد پر بلانے کے باوجود جہاد کے لئے نہیں جاتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب بھی مسلمانوں کا امیر مسلمانوں کو جہاد کے لئے بلائے تو ان پر واجب ہے کہ وہ اس کی دعوت پر لبیک کہیں، نیز اس آیت میں جہاد نہ کرنے پر عذاب کی وعید سنائی ہے اور جس طرح جہاد فرض ہے، اسی طرح نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج بھی فرض ہیں اور جب جہاد نہ کرنے پر عذاب کی وعید ہے تو باقی فرائض کے ادا نہ کرنے پر بھی عذاب ہوگا، کیونکہ بہ حیثیت فرض ان عبادات میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مسلمانوں کو منافقوں اور کافروں سے جہاد اور سختی کا حکم

القرآن: يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ

ترجمہ: اے نبی جہاد کیجئے کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کیجئے اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے (سورۂ توبہ آیت 73، پارہ 10)

منافقوں کے خلاف جہاد کی توجیہ

اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی قبیح صفات بیان کیں، اور مسلمانوں کے خلاف ان کی سازشوں کا بیان فرمایا اور آخرت میں ان کی سزا کا ذکر فرمایا پھر اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی نیک صفات اور آخرت میں ان کے اجر و ثواب کا ذکر فرمایا۔ اب پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے منافقوں اور کافروں کا ذکر فرمایا اور نبی پاک ﷺ اور مسلمانوں کو کفار اور منافقین سے جہاد کرنے اور ان کے ساتھ سختی کرنے کا حکم دیا۔ اس جگہ پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ منافق اپنے کفر کو خفیہ رکھتا ہے اور زبان سے کفر کا انکار کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کا معاملہ کیا جاتا ہے اور منافق کا قصہ تو الگ رہا کسی شخص کے بھی باطن پر حکم نہیں لگایا جاتا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا میں صرف ظاہر پر حکم لگاتا ہوں اور باطن کا حال اللہ کے سپرد ہے (احیاء العلوم، جلد 4، ص 186)

نیز امام مسلم علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ جب غزوہ تبوک سے واپس آئے تو 80 سے زیادہ لوگوں نے قسم کھا کر آپ ﷺ کے ساتھ نہ جانے کے متعلق عذر پیش

کئے۔ نبی پاک ﷺ نے ظاہر کا اعتبار کر کے ان کے عذر قبول کئے اور ان کے باطن کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا (صحیح مسلم، حدیث 2719)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ منافقین کے ساتھ ان کے ظاہر کے مطابق معاملہ کیا جاتا ہے تو پھر ان کے خلاف جہاد کرنے کی کیا توجیہ ہوگی؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں فرمایا ہے کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجئے اور ان دونوں سے الگ الگ نوعیت کا جہاد مطلوب ہے، کافروں کے ساتھ تلوار کے ساتھ جہاد مطلوب ہے اور منافقوں کے ساتھ جہاد کا معنی یہ ہے کہ ان کے سامنے اسلام کی حقانیت پر دلائل پیش کئے جائیں اور اب ان کے ساتھ نرم رویہ کو ترک کر دیا جائے اور ان کو زجر و توبیخ اور ڈانٹ ڈپٹ کی جائے۔

راہِ خدا میں جان و مال خرچ کرنے کی ترغیب

القرآن: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (سورہ توبہ، آیت 111)

ترجمہ: بے شک اللہ نے ایمان والوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو جنت کے بدلہ میں خرید لیا، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، پس قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں۔ اس پر اللہ کا سچا وعدہ ہے تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا اور کون ہے۔ پس تم اپنی اس بیع کے ساتھ خوش ہو جاؤ جو تم نے بیع کی ہے اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

☆ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کی فضیلت اور اس کی ترغیب کو بیان فرمایا تا کہ ظاہر ہو کہ منافقین نے جہاد کو ترک کر کے کتنے بڑے نفع کو ضائع کر دیا۔

مجاہدین اپنی جانوں اور مالوں کو جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اس کے اجر میں اللہ تعالیٰ نے جو ان کو جنت عطا فرمائی، اس کو اللہ تعالیٰ نے شراء (خریدنی) سے تشبیہ دی ہے۔ عرف میں خریدنے کا معنی یہ ہے کہ ایک شخص ایک چیز کو اپنی ملک سے نکال کر دوسرے کو کسی اور

چیز کے عوض دیتا ہے جو نفع میں اس چیز کے برابر ہوتی ہے یا کم یا زیادہ۔ پس مجاہدین نے اپنی جانوں اور مالوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ اس جنت کے بدلے میں فروخت کر دیا جو اللہ تعالیٰ نے مومنین کے لئے تیار کی ہے، بایں طور کہ وہ اہل جنت میں سے ہو جائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور اس کو اپنے گھر سے نکلنے کا محرک صرف اس کی راہ میں جہاد کرنے کا جذبہ ہوتا ہے اور اس کے کلام کی تصدیق کرنا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے اس بات کا ضامن ہو گیا ہے کہ اس کو جنت میں داخل کر دے یا اس کو اس کے گھر اجر اور مال غنیمت کے ساتھ لوٹا دے (بخاری، حدیث 7463، مسلم، حدیث 1876، نسائی حدیث 5029، ابن ماجہ حدیث 2753)

یہ آیت آخری بیعت عقبہ کے موقع پر بعثت نبوی کے تیرہویں سال میں نازل ہوئی تھی۔ اس موقع پر مدینہ سے آئے ہوئے ستر آدمیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ امام ابو جعفر بن جریر طبری علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ:

محمد بن کعب قرظی وغیرہ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے رسول پاک ﷺ سے عرض کیا: آپ اپنے رب کے لئے اور اپنی ذات کے لئے جو چاہیں شرط لگالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنے رب کے لئے شرط لگاتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور میں اپنے لئے یہ شرط لگاتا ہوں کہ تم میری حفاظت اس طرح کرو گے جس طرح تم اپنی جانوں اور مالوں کی حفاظت کرتے ہو۔ انہوں نے کہا جب ہم یہ کر لیں گے تو ہمیں کیا ملے گا؟ آپ نے فرمایا جنت! انہوں نے کہا یہ نفع والی بیع ہے، ہم اس کو خود فسخ کریں گے نہ اس کے فسخ کرنے کو پسند کریں گے (جامع البیان، جز 11، ص 49، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا روئے زمین پر جو مومن بھی ہے وہ اس بیع میں

داخل ہے (تفسیر امام ابن ابی حاتم، جلد 6، ص 1886، مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکۃ المکرمہ)

جنت کے بدلہ میں جان و مال کی بیع کی تاکیدات

اس کے بعد فرمایا: اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا اور کون ہے! آیت کے اس جز میں مجاہدین کو جہاد کی ترغیب دی ہے تاکہ وہ خوشی سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانوں اور مالوں کو خرچ کریں، پہلے اس نے یہ خبر دی کہ اس نے مومنین کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلہ میں خرید لیا ہے اور جنت ان کی ملکیت ہو چکی ہے۔ پھر فرمایا: اس کا یہ وعدہ آسمانی کتابوں میں مذکور ہے، پھر تیسری بار فرمایا: اس سے بڑھ کر کون سچا وعدہ کرنے والا ہے، کیونکہ کریم کے اخلاق سے یہ ہے کہ وہ وعدہ کر کے اس کو ضرور پورا کرتا ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی کریم نہیں ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو مزید خوش کرنے کے لئے فرمایا: پس تم نے اپنی اس بیع سے ایسا نفع حاصل کیا ہے جو کسی شخص کے ساتھ بیع کر کے نہیں حاصل کر سکتے، پھر فرمایا: یہی بہت بڑی کامیابی ہے، یعنی اللہ کا تمہارے ساتھ یہ بیع کرنا تمہاری بہت بڑی کامیابی ہے یا یہ جنت بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس بیع کے بعد معصیت کا بہت سنگین ہونا

اس بیع کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے اپنی جانوں اور مالوں کو اللہ تعالیٰ کے دست قدرت پر فروخت کر دیا، اللہ تعالیٰ کا اس کو بیع اور شراء قرار دینا بھی مجاز ہے اور اس کا بہت کرم اور احسان ہے کیونکہ ہماری جانوں اور ہمارے مالوں کا تو وہی مالک ہے اور جنت کا بھی وہی مالک ہے تو پھر حقیقت میں وہی مشتری ہے اور وہی بائع ہے، یہ اس کا کرم ہے کہ اس نے ہماری جانوں اور ہمارے مالوں کو ہماری ملکیت قرار دیا پھر اس جان و مال کو جنت کے بدلہ میں خرید لیا۔ بایں طور کہ ہم اس جان و مال کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اور اس کی راہ میں خرچ کریں۔ اگر وہ ہماری

جان و مال کو نہ خریدتا پھر بھی ہم کلیتاً اس کے مملوک تھے اور ہم پر لازم تھا کہ ہم اس کی اطاعت کرتے، اس کی راہ میں قتال اور جہاد کرتے اور نہ صرف جہاد بلکہ ہم زندگی میں ہر کام اس کے حکم کے مطابق کرتے اور پھر جب اس نے انتہائی کرم یہ کیا کہ اس نے ہماری جان و مال کو جنت کے بدلہ میں خرید لیا تو اب کسی طور پر بھی یہ جائز نہیں کہ ہم اس کے حکم کے خلاف کوئی عمل کریں اور اگر بیع کے بعد ہم اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل نہ کریں اور اس کی کھلم کھلا نافرمانی کریں تو کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم نے اس بیع کو قبول نہیں کیا بلکہ ہم نے اس بیع کو عملاً مسترد کر دیا ہے!

القرآن: وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْآ اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ٥

ترجمہ: اور یہ تو نہیں ہوسکتا کہ سب مسلمان (ایک ساتھ) نکل کھڑے ہوں تو کیوں نہ نکلی ان کے ہر گروہ سے ایک جماعت کہ وہ لوگ دین کی سمجھ حاصل کریں اور اپنی قوم کی طرف واپس آ کر انہیں ڈرائیں تا کہ وہ (گناہوں سے) بچتے رہیں (سورۂ توبہ آیت 122، پارہ 11)

شانِ نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کسی غزوہ کی طرف جاتے تھے تو آپ کے ساتھ نہ جانے والوں میں منافق ہوتے تھے یا معذور لوگ، اور جب اللہ تعالیٰ نے غزوۂ تبوک میں آپ ﷺ کے ساتھ نہ جانے والے منافقین کی مذمت فرمائی تو مسلمانوں نے کہا اللہ کی قسم! آئندہ ہم کسی غزوہ سے پیچھے رہیں گے نہ کسی سریہ سے، پھر جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے اور آپ نے کفار کی طرف لشکر بھیجے تو تمام مسلمان لڑنے کے لئے روانہ ہو گئے اور مدینہ میں رسول اللہ ﷺ تنہا رہ گئے، اس موقع پر پھر یہ آیت نازل ہوئی اور اس کا معنی یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ سب کے سب جہاد کے لئے روانہ ہو جائیں بلکہ ان پر واجب ہے کہ ان کی دو جماعتیں ہو جائیں، ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کی

خدمت میں حاضر رہے اور جو احکام نازل ہوں اور رسول اللہ ﷺ جو ارشادات فرمائیں، ان کو محفوظ اور منضبط کرتے رہیں، احکام شرعیہ تدریجاً نازل ہو رہے تھے، اس لئے ان احکام کو حاصل کرنے کے لئے مدینہ میں آپ ﷺ کے پاس رہنا بھی ضروری تھا اور اسلام کی نشر و اشاعت اور تبلیغ دین کے لئے جہاد کرنا بھی ضروری ہے۔ (تفسیر کبیر، جلد 6، ص 170، مطبوعہ بیروت، جامع البیان، جز 11، ص 190، دار الفکر بیروت)

قریب کے کافروں سے جہاد کی ابتداء کرنے کی وجوہ

القرآن: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَ لْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ○

ترجمہ: اے ایمان والو! ان کافروں سے قتال کرو جو تمہارے قریب ہیں اور چاہئے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور خوب جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے (سورۂ توبہ، آیت 123، پارہ 11)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ مومنین سے یہ فرمارہا ہے کہ جہاد کی ابتدا ان کافروں سے کرو جو تمہارے درجہ بدرجہ قریب ہیں، نہ کہ ان سے جو تم سے درجہ بدرجہ بعید ہوں، اس آیت کے زمانہ نزول میں قریب سے مراد روم کے کافر ہیں کیونکہ وہ شام میں رہتے تھے اور شام عراق کی بہ نسبت قریب تھا اور جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے کئی شہر فتح کردیئے تو ہر علاقہ کے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اپنے قریبی کافر ملکوں سے جہاد کی ابتدا کریں اور اس کی متعدد وجوہ ہیں۔

1۔ بیک وقت تمام دنیا کے کافروں سے جہاد کرنا تو عادتاً ممکن نہیں اور جب قریب اور بعید دونوں کافر ہوں تو پھر قریب مرجح ہے۔

2۔ قریب اس لئے راجح ہے کہ اس جہاد کے لئے سواریوں، سفر خرچ اور آلات اور اسلحہ کی کم ضرورت پڑے گی۔

3۔جب مسلمان قریبی کافروں کو چھوڑ کر بعید کے کافروں سے جہاد کے لئے جائیں گے تو عورتوں اور بچوں کو خطرہ میں چھوڑ جائیں گے۔

4۔بعید کی بہ نسبت انسان قریب کے حالات سے زیادہ واقف ہوتا ہے، سو مسلمانوں کو اپنے قریبی ممالک کی فوج کی تعداد، ان کے اسلحہ کی مقدار اور ان کے دیگر احوال کی بہ نسبت بعید ممالک سے زیادہ واقفیت ہوگی۔

5۔اللہ تعالیٰ نے اسلام کی تبلیغ بھی ابتداً قربین پر فرض کی تھی۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

ترجمہ: اور آپ اپنے زیادہ قریب رشتہ داروں کو ڈرایئے (سورۂ شعراء، آیت 214)

اور غزوات اسی ترتیب سے واقع ہوئے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے اپنی قوم سے جہاد کیا پھر آپ شام کے غزوہ کی طرف منتقل ہوئے اور صحابہ جب شام کے جہاد سے فارغ ہوئے تو پھر عراق میں داخل ہوئے۔

6۔جب کوئی کام زیادہ آسانی سے ہوسکتا ہے تو اس سے ابتدا کرنا واجب ہے اور بعید ملک کی بہ نسبت قریب ملک سے جہاد کرنا زیادہ آسان ہے، سو اس سے جہاد کی ابتدا کرنا واجب ہے۔

7۔حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھا رہا تھا اور میں پیالہ کی طرف سے گوشت کو لے رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اپنے قریب کی جانب سے کھاؤ (صحیح بخاری، حدی 5374، مسلم شریف، حدیث 2022، ابن ماجہ، حدیث 3267)

سو جس طرح دسترخوان میں اپنے قریب سے کھانا چاہیئے، اسی طرح جہاد بھی اپنے قریب کے کافروں سے کرنا چاہیئے۔

راہ خدا میں جان دینے والوں کے لئے انعامات

القرآن: فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ○

ترجمہ: پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول کرلی کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کرتا مرد ہو یا عورت، تم سب آپس میں ہم جنس ہو تو وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں انہیں تکلیفیں دی گئیں اور انہوں نے جہاد کیا اور وہ شہید ہوئے میں ضرور ان کے سب گناہ مٹا دوں گا۔ اور ضرور انہیں باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ثواب ہوگا اللہ کی طرف سے اور اللہ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے (سورۂ ال عمران، آیت 195، پارہ 4)

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

القرآن: فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ اَجْرًا عَظِيمًا ○

ترجمہ: تو ان لوگوں کو اللہ کی راہ میں لڑنا چاہیے جو آخرت کے عوض دنیا کی زندگی فروخت کر چکے ہیں اور جو لڑے اللہ کی راہ میں پھر قتل ہو جائے یا غالب آئے تو عنقریب ہم اسے بڑا اجر دیں گے (سورۂ نساء، آیت 74، پارہ 5)

تیسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ○

ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر وہ قتل کر دیئے گئے یا انہیں موت آ گئی، اللہ انہیں ضرور بہترین رزق عطا فرمائے گا اور بے شک اللہ سب دینے والوں سے بہترین رزق دینے والا ہے۔ اللہ انہیں ضرور ایسی جگہ داخل فرمائے گا جسے وہ پسند کریں گے اور بے شک اللہ بہت جاننے والا نہایت علم والا ہے۔ (سورۂ حج، آیت 89-88، پارہ 17)

چوتھے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ذَٰلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانتَصَرَ مِنْهُمْ وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَ بَعْضَكُم بِبَعْضٍ وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝

ترجمہ: تو جب تمہارا مقابلہ ہو کافروں سے تو گردنیں مارنا ہے یہاں تک کہ جب تم اچھی طرح ان کا خون بہا چکو تو (قیدیوں کو) مضبوط باندھ لو پھر خواہ احسان کر کے انہیں چھوڑ دو یا ان سے فدیہ لے لو، یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے (حکم) یہی ہے اور اگر اللہ چاہتا تو ان سے انتقام لے لیتا لیکن اس لئے کہ تمہارے بعض کو بعض کے ساتھ آزمائے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے تو (اللہ) ان کے عمل ہرگز ضائع نہ فرمائے گا۔ عنقریب ان کی رہنمائی فرمائے گا اور ان کا حال درست فرما دے گا۔ اور انہیں جنت میں داخل کرے گا جس کی انہیں پہچان کرا دی (سورۂ محمد، آیت 4,5,6، پارہ 26)

شہداء کے فضائل ومناقب احادیث کی روشنی میں

1: پانچ قسم کے افراد شہید ہیں

حدیث شریف= حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شہید پانچ ہیں۔ طاعون اور پیٹ کی بیماری سے مرجائے، پانی میں ڈوب کر مرجائے، دیوار کے نیچے دب کر مرجانے والا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت نوش کرنے والا (بخاری شریف (مترجم) جلد دوم، کتاب الجہاد والسیر، حدیث 94، ص 83، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

2: محبوب خدا ﷺ کی خواہش

حدیث شریف= حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر یہ مجبوری نہ ہوتی کہ مسلمان لوگوں کے دل خوش نہیں ہوتے، مجھ سے پیچھے رہ جانے سے اور ہم اتنی سواریاں پاتے نہیں جو ان سب کو دیں۔ تو ہم کسی لشکر سے پیچھے نہ رہتے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے اور اس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں (بخاری ومسلم)

فائدہ: غریب وفقیر مسلمانوں کے دل نہیں چاہتے کہ بے سواری ہونے کی وجہ سے میرے

ساتھ جہاد میں نہ جائیں، گھر بیٹھے رہیں کیا تمہیں خبر نہیں کہ حضور ﷺ ایک جہاد میں تشریف لے گئے تھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ٹھیک دوپہر کی تیز دھوپ میں سفر سے مدینہ منورہ اپنے باغ میں پہنچے جہاں کھانا، پانی، ٹھنڈا، سایہ ان کے منتظر تھے مگر جب سنا کہ حضور ﷺ غزوۂ تبوک میں گئے ہوئے ہیں، سواری سے نہ اترے، اس طرف سواری ہانک دے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ تپتی ریت میں ہوں اور میں گھنے درختوں کے سایہ میں ہوں۔

ہمارے پاس اتنی سواریاں ہی نہیں کہ ہر جہاد میں ہم سب مسلمانوں کو ان پر سوار کر کے جہاد کے میدان میں پہنچا دیں، وہ پیچھے رہ جانے پر راضی نہیں، سب کو ساتھ لے جانے کا موقع نہیں۔ (مرأۃ المناجیح، شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد 5، حدیث 3615، ص 431، مطبوعہ قادری پبلشرز اردو بازار لاہور)

3: جنت میں جانے کے بعد بھی شہادت کی تمنا

حدیث شریف = حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کوئی شخص جنت میں داخل ہونے کے بعد یہ تمنا نہیں کرے گا کہ اسے دنیا میں لوٹایا جائے یا دنیا کی کوئی چیز دی جائے، سوائے شہید کے کہ وہ تمنا کرے گا کہ وہ دنیا میں لوٹایا جائے اور دس بار شہید کیا جائے، یہ تمنا وہ اپنی (یعنی شہید کی) تعظیم دیکھنے کی وجہ سے کرے گا۔ (بحوالہ: بخاری و مسلم)

4: اپنے گھر والوں میں سے 70 افراد کی شفاعت

حدیث شریف = حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام المجاہدین ﷺ نے فرمایا، شہید اپنے گھر والوں میں 70 افراد کی شفاعت کرے گا۔ (ابوداؤد، بیہقی)

5: شہید کیلئے اللہ تعالیٰ کے ہاں چھ انعامات

حدیث شریف = سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ شہید کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں چھ خصوصی انعامات ہیں۔

1۔ خون کے پہلے قطرے کے ساتھ اس کی مغفرت کردی جاتی ہے اور جنت میں اس کا مقام اس کو دکھلا دیا جاتا ہے۔

2۔ اسے عذاب قبر سے بچالیا جاتا ہے۔

3۔ قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے وہ محفوظ رہتا ہے۔

4۔ اس کے سر پر عزت کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔

5۔ 72 حور عین سے اس کا نکاح کرا دیا جاتا ہے۔

6- اس کے اقارب میں سے 70 کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی (ترمذی شریف)

6: دو قسم کے شہید اللہ تعالیٰ رضا پا لیتے ہیں

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو جہاں ﷺ

نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ دو آدمیوں کے بارے میں ہنس دیتا ہے (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) جن میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہوتا ہے لیکن وہ دونوں جنت میں داخل ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: پہلا شخص شہید ہو کر جنت میں داخل ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ دوسرے کو توبہ کی توفیق دیتا ہے اور اسے اسلام کی ہدایت عطا کرتا ہے پھر وہ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جاتا ہے (مسلم شریف (مترجم)، جلد دوم، کتاب الامارۃ، حدیث 4779، ص 758، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

7: شہداء جنت میں ہوں گے

حدیث شریف = حضرت معاویہ صریمیہ رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا جان سے روایت کی ہے کہ وہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ جنت میں کون ہوں گے؟ فرمایا کہ نبی جنت میں ہوں گے، شہید جنت میں ہوں گے، نومولود جنت میں ہوں گے اور زندہ درگور کئے ہوئے جنت میں ہوں گے (سنن ابو داؤد (مترجم) جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 749، ص 285، مطبوعہ فرید بک لاہور)

8: شہید کو قرب باری تعالیٰ نصیب ہو گا

حدیث شریف = حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، ایک آدمی نماز کے لئے آیا۔ اس وقت نبی پاک ﷺ ہمیں نماز پڑھا رہے تھے، اس نے صف تک پہنچ کر کہا: اے اللہ! مجھے اس سے بھی بہتر اجر عطا فرما جو تو نے اپنے برگزیدہ بندوں کو عطا فرمایا ہے۔ جب نبی اکرم ﷺ نماز پڑھا چکے تو پوچھا کہ ابھی کس کی آواز آ رہی تھی؟ اس آدمی نے کہا یارسول اللہ ﷺ میری۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ (اس مرتبے تک تو تب پہنچے گا جب

تیرے) گھوڑے کی کونچیں کٹ جائیں گی اور تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوجائے گا۔
(المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2402، ص 528، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

9: اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ شہید کو بہشت میں داخل کردے

حدیث شریف = حضرت سبرہ بن ابی فاکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان انسان کے راستوں پر بیٹھتا ہے، پھر اسے اسلام کے راستوں سے روکتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ کیا تو مسلمان ہوتا ہے اور اپنے دین اور اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑتا ہے بعدازاں آدمی اس کی بات نہیں سنتا اور مسلمان ہوجاتا ہے۔

پھر اسے ہجرت کے راستے سے روکتا ہے، اسے کہتا ہے کہ کیا تو ہجرت کرتا ہے اور اپنے آسمان وزمین کو چھوڑتا ہے اور کہتا ہے کہ مہاجر کی مثال ایسی ہے جیسے گھوڑے کو لمبی رسی میں باندھا جاتا ہے، بعدازاں انسان اس کی بات کا انکار کرتا ہے اور ہجرت کرتا ہے۔

بعدازاں اسے جہاد سے روکتا ہے اور پوچھتا ہے کیا تو جہاد کرتا ہے جو مال اور جان کے لئے ایک آفت! اب تو لڑے گا اور مارا جائے گا، بعدازاں لوگ تیری عورت کا نکاح کردیں گے اور تیرا مال تقسیم کردیں گے، بعدازاں انسان اس کی بات نہیں سنتا، وہ جہاد کرتا ہے۔

اس کے بعد سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس شخص نے یہ نیک کام کئے، اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا، اگر وہ شہید کیا جائے گا یا اسے اس کی سواری گرادے! یا وہ ڈوب کر فوت ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے بہشت میں لے جائے۔
(سنن نسائی (مترجم) کتاب الجہاد، جلد 2، حدیث 3138، ص 314، مطبوعہ فرید بک اسٹال،

لاہور)

10: شہید کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے

حدیث شریف = حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ ہر مرنے والے کے عمل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے مرنے والے کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے، اور وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔ (ترمذی (مترجم) جلد اول، باب ماجاء فی فضل عن مات مرابطا، حدیث 1674، ص 799، مطبوعہ فرید بک لاہور)

11: شہادت کے وقت شہید کی تکلیف

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ شہید کو بوقت شہادت اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے، جتنی تمہیں مچھر وغیرہ کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔ (ترمذی شریف (مترجم) جلد اول، باب ماجاء ای الناس افضل، حدیث 1722، ص 815، مطبوعہ فرید بک لاہور)

12: شہادت کی آرزو کرنے پر مرتبہ شہادت

حدیث شریف = حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے شہادت کے حصول کا سوال کرے، اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے مقام پر فائز کر دیتا ہے۔ اگر چہ اس شخص کا انتقال اپنے بستر پر ہو (مسلم شریف

(مترجم) جلد دوم، کتاب الامارۃ، حدیث 4815، ص 770، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

13: صدق دل سے شہادت کی دعا کرنے والا بھی شہید ہے اگرچہ طبعی موت مرے

حدیث شریف = حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صدق دل سے شہادت کی دعا مانگتا ہے، پھر وہ (خواہ طبعی موت ہی) مرجائے، اللہ تعالیٰ اس کو شہید کا ثواب عطا فرماتا ہے (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2411، ص 533، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

14: شہادت طلب کرنے والا بھی شہید کے رتبہ پر فائز ہوگا

حدیث شریف = حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مسلمان صرف اتنی دیر کے لئے جہاد میں شریک ہوجائے جتنی دیر اونٹنی کو ایک بار دوہنے کے بعد دوسری مرتبہ دوہنے تک وقفہ ہوتا ہے، اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے اور جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت طلب کرتا ہے، وہ چاہے (طبعی موت) مرے یا قتل کیا جائے (بہر حال) اس کو شہید کا ثواب دیا جاتا ہے (المستدرک للحاکم، جلد دو، کتاب الجہاد، حدیث 2410، ص 533، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

15: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہداء کے سردار

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد میں جب لوگ جنگ سے واپس ہونے لگے تو سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو نہ پایا۔

ایک شخص نے بتایا کہ میں نے ان کو اس درخت کے نیچے دیکھا ہے، وہ کہہ رہے تھے ''میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا شیر ہوں۔ اے اللہ تعالیٰ! میں تجھ سے برأت چاہتا ہوں اس چیز سے جس کو یہ لوگ یعنی ابوسفیان اور اس کے ساتھی لائے ہیں اور تیری طرف عذر خواہی کرتا ہوں اس چیز سے جو مسلمانوں سے ہوئی (یعنی جنگ احد میں تیر اندازوں کے اپنی جگہ سے ہٹ جانے کی اجتہادی غلطی)

سرکار دو عالم ﷺ یہ سن کر وہاں تشریف لے گئے اور جب حمزہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی کو دیکھا تو آپ ﷺ رو دیئے۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ مثلہ کر دیئے گئے ہیں تو انتہائی رنجیدہ ہوئے اور پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ کوئی کفن ہے؟ ایک انصاری کھڑے ہوئے اور ان پر ایک کپڑا ڈال دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہیدوں کے سردار حمزہ رضی اللہ عنہ ہوں گے (حاکم)

جہاد میں خرچ کرنے پر اجر وثواب

القرآن: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

ترجمہ: اے ایمان والو خرچ کرو (اللہ کی راہ میں) اس چیز سے جو ہم نے تمہیں عطا فرمائی اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ خرید وفروخت اور نہ (کافروں کے لئے) دوستی اور نہ شفاعت اور کافر ہی ظالم ہیں (سورۂ بقرہ، آیت 254، پارہ 3)

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

ترجمہ: لیکن رسول اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے، انہوں نے (کافروں سے) اپنے مال و جان کے ساتھ جہاد کیا، انہی کے لئے سب بھلائیاں ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے جنتیں تیار کی ہیں، ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

(سورۂ توبہ، آیت 89-88، پارہ 10)

☆ مفسرین فرماتے ہیں کہ ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے اور قرآن مجید کا اسلوب ہے کہ وہ کافروں اور منافقوں کی صفات بیان کرنے کے بعد مومنوں کی صفات کا ذکر فرماتا ہے اور کافروں اور منافقوں کی سزا کے بعد مومنوں کی جزا کا ذکر فرماتا ہے، پہلے بیان فرمایا کہ مومن اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں اور ان کی جزا جنت ہے (تبیان القرآن، جلد 5، ص 222، مطبوعہ فرید بک لاہور)

تیسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے

القرآن: قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْــًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

وَاَنفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ

ترجمہ: دیہاتی بولے ہم ایمان لائے آپ فرمائیں تم ایمان نہیں لائے، ہاں یہ کہو ہم مطیع ہوئے اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر (واقعی دل سے) تم نے اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کی تو اللہ تمہارے کسی عمل سے کچھ بھی کم نہ کرے گا۔ بے شک اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے شک نہ کیا اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، وہی سچے ہیں (سورۂ حجرات، آیت 15 / 14، پارہ 26)

چوتھے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا يَسْتَوِيْ مِنكُم مَّنْ اَنفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

ترجمہ: اور تمہیں کیا ہوا کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمینوں (اور ان میں جو کچھ ہے سب) کا وارث اللہ ہی ہے (اے مسلمانو) برابر نہیں تم میں سے وہ لوگ جنہوں نے خرچ کیا فتح (مکہ) سے پہلے اور قتال کیا وہ لوگ ان مسلمانوں سے درجہ میں بڑے

ہیں جنہوں نے فتح (مکہ) کے بعد اپنے مال خرچ کئے اور (دشمنوں سے) لڑے اور اللہ نے ان سب سے جنت کا وعدہ فرمایا اور اللہ تمہارے سب کاموں سے خوب خبردار ہے۔ (سورۂ حدید، آیت 10، پارہ 27)

تیسری فصل

احادیث رسول ﷺ

اور

جہاد کی فضیلت

جہاد میں خرچ کرنے پر اجر و ثواب احادیث کی روشنی میں

حدیث شریف 1: حضرت خریم بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص جہاد میں کچھ خرچ کرتا ہے اس کے لئے سات سو گنا ثواب لکھا جاتا ہے (ترمذی شریف (مترجم) جلد اول، باب ماجاء فی فضل النفقۃ فی سبیل اللہ، حدیث 1678، ص 800، مطبوعہ فرید بک لاہور)

حدیث شریف 2: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص نکیل لگائی ہوئی اونٹنی لایا اور کہنے لگا: یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے۔ رسول محتشم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے اس ایک (اونٹنی) کے بدلے سات سو اونٹنیاں دے گا۔ تمام کی تمام نکیل زدہ ہوں گی (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2449، ص 558، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف 3: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا مومن سب سے زیادہ کامل ایمان والا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو اپنی جان اور مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے اور جو شخص کسی پہاڑی علاقے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہو، اس نے اپنے شر سے لوگوں کو بچایا (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2390، ص 521، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف 4: حضرت صعصعہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت

ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا: تیرا مال کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میرا مال میرا عمل ہے (صعصعہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں۔ میں نے کہا اس کے متعلق آپ مجھے کوئی حدیث سنا سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال سے جوڑا خرچ کرے، جنت کے دربان اس کا استقبال کرتے ہیں اور وہ تمام اس کو اپنے پاس نعمتوں کی طرف بلاتے ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیسے ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر وہ آدمی ہوں تو دو آدمی اور اگر اونٹ ہوں تو دو اونٹ اور اگر گائے ہو تو دو گائیں (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2439، ص 550، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف 5: حضرت اسلم ابوعمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم مدینہ منورہ سے قسطنطنیہ کے جہاد کے لئے روانہ ہوئے۔ ہمارے لشکر کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمن تھے، جبکہ روم (کی فوجیں) شہر کے دیوار کے ساتھ صفیں باندھے کھڑی تھیں۔ ایک شخص نے دشمن پر حملہ کرنا چاہا تو کچھ لوگوں نے اس کو منع کیا اور کہا: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، یہ خود اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں پڑ رہا ہے۔ تو حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بولے۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ نے ہم گروہ انصار کے متعلق نازل فرمائی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی مدد کی اور اسلام کو غلبہ عطا فرمایا تو ہم نے کہا: آؤ اب ہم اپنے اموال میں چلتے ہیں اور ان کی اصلاح کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

(سورۂ بقرہ، آیت 145)

تو ہمارا اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑنا یہ تھا کہ ہم جہاد کو چھوڑ کر اپنے اموال کی دیکھ بھال میں مصروف ہو جائیں۔ ابو عمران فرماتے ہیں، اس کے بعد حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ مسلسل جہاد کرتے رہے حتیٰ کہ ان کو قسطنطنیہ میں دفن کیا گیا (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2434، ص 547، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا راہ خدا میں خرچ کرنے کا جذبہ

1۔ امام المجاہدین ﷺ کی حیات شریفہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے ایک بار چار ہزار دینار خیرات کئے۔

2۔ ایک مرتبہ چالیس ہزار دینار راہ خدا میں دیئے۔

3۔ ایک مرتبہ پانچ سو گھوڑے مجاہدوں کو دیئے۔

4۔ ایک مرتبہ ڈیڑھ ہزار اونٹ راہ خدا میں دیئے۔

5۔ وصال کے وقت پچاس ہزار دینار خیرات کرنے کی وصیت کی۔

6۔ ایک مرتبہ آپ بیمار ہوئے تو اپنا تہائی مال خیرات کرنے کی وصیت کی مگر بعد میں آرام ہو گیا تو وہ مال خود ہی خیرات کر دیا۔

7۔ ایک بار صحابہ سے کہا کہ جو اہل بدر سے ہو، اسے فی کس چار سو دینار میں دوں گا۔

8۔ ایک مرتبہ ایک دن میں ڈیڑھ لاکھ دینار خیرات کئے، رات کو حساب لگایا۔ پھر بولے کہ میرا سارا مال مہاجرین و انصار پر صدقہ ہے حتیٰ کہ فرمایا میری قمیص فلاں کو اور میرا عمامہ فلاں

کو۔حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے۔عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! عبدالرحمن کے صدقات قبول،انہیں بے حساب جنتی ہونے کی خبر دیجئے۔

9۔آپ رضی اللہ عنہ نے تیس ہزار غلام آزاد کئے۔

10۔امہات المومنین کی خدمت میں ایک باغ پیش کیا (جو چار لاکھ درہم میں فروخت ہوا) (بحوالہ: مراۃ المناجیح، جلد 8،ص 445)

☆ان تمام فضائل کو پڑھ کر معلوم ہوا کہ ہمیں جہاد کرنے سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے جس قدر ہو سکے، مجاہدین کی مدد کرنی چاہئے۔اس سے ہمارے اموال میں بے انتہا برکت بھی ہوگی اور قیامت کے دن اس کا سات سو گنا اجر ملے گا۔یہی نہیں بلکہ ایسے شخص کو کامل ایمان والا فرمایا گیا جو اپنی جان و مال سے جہاد کرے، مجاہد کو ایک جوڑا دینے کے عوض جنت کے دربان اس کا استقبال کرتے ہیں۔ جہاد میں خرچ کرنے والے مسلمان کے لئے کتنی فضیلت ہے مگر افسوس! موجودہ دور میں یہ جذبہ سرد پڑ گیا۔ہم دیگر جگہوں پر لاکھوں اور کروڑوں روپے خرچ کر دیتے ہیں مگر جہاد پر خرچ کرنے میں بخل (کنجوسی) کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ درحقیقت جہاد پر خرچ کرنا خوش نصیبوں کا شیوہ ہے۔ یہ سعادت ہر کسی کے حصے میں نہیں آتی۔

مجاھدوں کی تلواروں کی فضیلت

1: تلواریں لٹکانے کا بدلہ جنت

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ میری اُمّت میں سب سے پہلے کون سا گروہ جنت میں جائے گا؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن مہاجرین جنت کے دروازے پر آئیں گے اور دروازہ کھلوانا چاہیں گے، جنت کے دربان سے کہیں گے: کیا تمہارا حساب ہو چکا ہے؟ وہ کہیں گے: ہم کس چیز کا حساب دیں؟ مرنے تک ہماری تلواریں جہاد کے لئے ہمارے کندھوں پر رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر ان کے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا اور یہ لوگ (دوسرے) لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں جا کر آرام کریں گے (المستدرک للحاکم، جلد دوم، حدیث 2389، کتاب الجہاد ص 521، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

2: محبوب خدا ﷺ تلوار کے ساتھ بھیجے گئے ہیں

حدیث شریف: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں قیامت سے پہلے تلوار دے کر بھیجا گیا ہوں تا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں رکھا گیا ہے اور میرے حکم کی مخالفت کرنے والے پر ذلت اور پستی مقرر کر دی گئی ہے اور جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے ہو گا

(مسند امام احمد ابن حنبل، جلد 2، ص 50، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

3: جنت تلواروں کے سایہ میں ہے

حدیث شریف: امام المجاہدین ﷺ نے فرمایا: جان لو یقین کرو، جنت تلواروں کے سایہ میں ہے (بخاری (مترجم) جلد دوم، حدیث 83، کتاب الجہاد والسیر، ص 79، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

4: راہ خدا میں تلوار اٹھانا اللہ سے بیعت کرنا ہے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تلوار کھینچی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کر لی۔
(کنز العمال، جلد 4، ص 280)

5: مومن اپنی زبان و تلوار سے جہاد کرتا ہے

حدیث شریف: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا بے شک مومن اپنی تلوار سے اور اپنی زبان سے جہاد کرتا ہے
(کنز العمال، بحوالہ طبرانی، جلد 4، ص 357)

6: تلوار اور تلوار اٹھانے والے کیلئے سرکار ﷺ کی دعا

حدیث شریف: حضرت ہشام بن عروۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ سب سے پہلے آدمی

جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے تلوار اٹھائی وہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تھے۔ شیطان نے افواہ اڑائی کہ نبی کریم ﷺ گرفتار کر لئے گئے ہیں حالانکہ نبی کریم ﷺ اس وقت مکہ کے اوپری حصے میں تھے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ یہ سن کر اپنی تلوار لے کر لوگوں کو چیرتے ہوئے نکلے۔ نبی کریم ﷺ کی ان سے ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا زبیر تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایسی خبر سنی (کہ آپ گرفتار ہو گئے ہیں) ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے اور ان کی تلوار کے لئے دعا فرمائی۔ (بحوالہ: مصنف عبدالرزاق، باب اول، سیف فی الاسلام، جلد 5، ص 290)

7: امام المجاہدین رحمۃ للعالمین ﷺ کی تلوار

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امام المجاہدین ﷺ کی تلوار کا نام ''ذوالفقار'' تھا۔ میں نے آپ ﷺ کی تلوار کو دیکھا اس کا قبضہ چاندی کا تھا اور درمیان کا نچلا حصہ چاندی کا تھا اور ان دونوں کے درمیان چاندی کے حلقے تھے (بحوالہ: مصنف عبدالرزاق، جلد 5، ص 296)

8: تلوار چلانا جنت میں داخلے کا سبب

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کیا میں تم لوگوں کو ایسے اعمال نہ بتاؤں جو تمہیں جنت میں لے جائیں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ ضرور ارشاد فرمائیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ وہ اعمال یہ ہیں تلوار چلانا، مہمان کو کھانا کھلانا، نمازوں کے اوقات کا اہتمام کرنا (بحوالہ: ابن عساکر)

9: راہ خدا میں کھینچی جانے والی تلوار

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے مکہ میں ایک آواز شیطان سے سنی کہ محمد ﷺ گرفتار کر لئے گئے۔ یہ اس وقت کا قصہ ہے جب کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ایمان لا چکے تھے اور ان کی عمر بارہ سال تھی۔

آواز سن کر انہوں نے اپنی تلوار میان سے نکالی اور تیزی کے ساتھ گلیوں میں پھرے اور دوڑے۔ یہاں تک کہ نبی پاک ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ آپ ﷺ مکہ کے اوپر کی جانب میں تھے۔ تلوار حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے سنا تھا کہ آپ ﷺ گرفتار کر لئے گئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا تو تم کیا کرتے؟ انہوں نے عرض کیا میں اپنی اس تلوار سے اس آدمی کو مارتا، جس نے آپ ﷺ کو پکڑا ہوتا۔

حضور ﷺ نے ان کو اور ان کی تلوار کو دعا دی اور فرمایا واپس چلے جاؤ، یہ پہلی تلوار تھی جو (اسلام میں) اللہ تعالیٰ کے راستے میں کھینچی گئی (کنز العمال)

امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی علیہ الرحمہ حلیۃ الاولیاء میں فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جس شخص نے سرور کائنات ﷺ کی حفاظت وحمایت میں تلوار اٹھانے کی سعادت پائی، وہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء جلد اول، ص 132)

10: جذبہ سرفروشی پر انعام

امام ابوجعفر محب طبری علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ جب تاجدار کائنات ﷺ نے حضرت زبیر بن عوام کے جذبہ سرفروشی سے خوش ہو کر انہیں اپنی چادر مبارک عطا فرمائی تو اسی وقت حضرت جبرئیل امین علیہ السلام یہ پیغام لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ یارسول اللہ ﷺ اللہ کریم

نے آپ ﷺ کو سلام بھیجا اور ارشاد فرمایا ہے کہ زبیر کو ہماری جانب سے سلامتی کا مژدہ دیجئے اور یہ خوشخبری بھی دے دیجئے کہ آپ ﷺ کی بعثت سے لے کر قیامت تک جو بھی راہ خدا میں جہاد کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کا ثواب مجاہدین کے اجر وثواب میں کمی کئے بغیر انہیں بھی عطا فرمائے گا کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے راہ خدا میں تلوار نکالی ہے

(الریاض النضرۃ الباب السادس الفصل السادس فی ذکر خصائصہ جلد 2، ص 274)

11: باکرامت برچھی

جنگ بدر میں سعید بن العاص کا بیٹا ''عبیدہ'' سر سے پاؤں تک لوہے کا لباس پہنے ہوئے کفار کی صف میں سے نکلا اور نہایت ہی گھمنڈ اور غرور سے یہ بولا کہ اے مسلمانو! سن لو کہ میں ''ابو کرش'' ہوں۔ اس کی یہ مغرورانہ للکار سن کر حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ جوش جہاد میں بھرے ہوئے مقابلہ کے لئے اپنی صف سے نکلے تو یہ دیکھا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے سوا اس کے بدن کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جو لوہے میں چھپا ہوا نہ ہو۔ آپ نے تاک کر اس کی آنکھ میں اس زور سے برچھی ماری کہ برچھی اس کی آنکھ کو چیرتی ہوئی کھوپڑی کی ہڈی میں چبھ گئی اور وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور فوراً ہی مر گیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جب اس کی لاش پر پاؤں رکھ کر پوری طاقت سے برچھی کو کھینچا تو بڑی مشکل سے برچھی نکلی لیکن برچھی کا سرا مڑ کر خم ہو گیا تھا۔ یہ برچھی ایک باکرامت یادگار بن کر برسوں تک تبرک بنی رہی۔ حضور ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ برچھی طلب فرمائی اور اس کو اپنے پاس رکھا۔ پھر آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کے پاس یکے بعد دیگرے منتقل ہوتی رہی اور یہ حضرات اعزاز و احترام کے ساتھ اس برچھی کی خاص حفاظت فرماتے رہے۔ پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئی۔ (بخاری، کتاب المغازی، حدیث 3998، جلد 3، ص 8)

12: کھجور کی شاخ کو سرکار ﷺ نے تلوار بنا دیا

غزوۂ احد میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی تلوار لڑتے ہوئے ٹوٹ گئی۔ رسول پاک ﷺ نے کھجور کی ایک شاخ ان کے ہاتھ میں دے دی، وہ تلوار بن گئی اور پھر عرصہ تک ان کے پاس رہی۔ ان کی وفات کے بعد یہی تلوار ان کے وارثوں نے دوسو اشرفیوں کے عوض فروخت کی۔ (بیہقی)

13: اپنی تلوار کی اس طرح حفاظت کرو جس طرح اپنے چہرے کی حفاظت کرتے ہو

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان کو نصیحت فرمائی اور کہا کہ تم میں ہر آدمی کو چاہئے کہ اپنی تلوار کی اس طرح حفاظت کرے جس طرح آدمی اپنے چہرے کی حفاظت کرتا ہے۔ دیکھ تلوار ٹوٹنے نہ پائے اور اگر تلوار ٹوٹ گئی تو اپنی حفاظت عورتوں کی طرح اپنے ہاتھوں سے کرنا پڑے گی۔ خدا کی قسم میں لشکر سے کبھی نہیں ملا مگر اس طرح کہ ہمیشہ اگلی صف میں رہا اور مجھے زخموں سے تکلیف نہیں ہوتی، مگر ان کے علاج اور دوا سے تکلیف ہوتی ہے۔ (الہیثمی)

مجاہد کی عبادت کی فضیلت

1: مجاہد کے ایک روزے کی فضیلت

حدیث شریف = حضرت عمرو بن عبس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا۔جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکل کر ایک روزہ رکھا تو دوزخ کی آگ اس سے ایک سو سال کی مسافت تک دور ہو جاتی ہے (طبرانی مجمع الزوائد)

2: مجاہد کا تلاوت قرآن کر کے مقرب بندوں میں شامل ہونا

حدیث شریف = حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک ہزار آیتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کو نبیین، صدیقین شہداء اور صالحین (کی فہرست) میں شامل فرما دیتا ہے (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2443، ص 553، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

فائدہ: اس سے مراد اس کا حشر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔

3: مجاہد کی عبادت کا ثواب سات سو گنا بڑھا دیا جاتا ہے

حدیث شریف = حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ سرور

کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہاد میں نماز، روزے اور ذکر کا اجر جہاد میں خرچ کرنے والے کے اجر سے سات سو گنا بڑھا دیا جاتا ہے (ابوداؤد، مستدرک)

☆ مجاہدین کو اجر کا پیمانہ بھر بھر کر اس لئے دیا جارہا ہے کہ وہ راہ خدا میں لڑنے کے ساتھ ساتھ عبادت، روزہ، نوافل، تلاوت قرآن اور درود وسلام کے ذریعہ اپنی روحانی طاقت میں اضافہ کریں اگر مجاہد نے ان چیزوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو وہ بڑی سے بڑی طاقتوں کو زیر کر دے گا۔ یہ ایک ترغیب ہے جو حدیث شریف کے ذریعہ مجاہدین کو دی جارہی ہے۔

مجاہد کی مثل کسی کی بھی عبادت نہیں

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں نے رسول پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثل اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ کون اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے، اس روزہ دار کی مثل ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے (یعنی عبادت) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ لیا ہے کہ اس کو شہادت عطا کر کے جنت میں داخل کرے یا اس کو ثواب اور نصیحت کے ساتھ سلامت واپس لوٹائے (بخاری (مترجم)، جلد دوم، حدیث 56، کتاب الجہاد والسیر، ص 67، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لایا اور نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے۔ اللہ تعالیٰ پر حق (واجب) ہے کہ اس کو جنت میں داخل فرمائے، خواہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے یا اپنی پیدائشی جگہ پر بیٹھا رہے۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم لوگوں کو اس کی خوشخبری نہ سنائیں (اذن لینے والے حضرت معاذ بن جبل یا حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہما ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں، دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے، جیسے زمین اور آسمان کے درمیان ہے اور جب بھی تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو، جنت الفردوس کا سوال کرو کیونکہ یہ افضل اور اعلیٰ جنت ہے۔ حضرت یحییٰ بن صالح اور امام بخاری رحمہم اللہ کے شیخ نے کہا

کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کے اوپر عرش الٰہی ہے اور جنت کی نہریں اس سے نکلتی ہیں۔ (بخاری (مترجم) جلد دوم، کتاب الجہاد السیر ، حدیث 58،ص 69، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک صحابی رسول ایک پہاڑی راستے سے گزر رہے تھے۔ وہاں پر میٹھے پانی کا ایک چھوٹا سا چشمہ بہہ رہا تھا، ان کو وہ مقام بہت پسند آیا۔ انہوں نے سوچا کتنا ہی اچھا ہو کہ میں لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر اس مقام پر آ کر رہائش اختیار کرلوں۔ پھر ان کو خیال آیا کہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت لئے بغیر مجھے یہ کام نہیں کرنا چاہئے۔ پھر انہوں نے یہ بات نبی اکرم ﷺ سے کہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہیں کرنا۔ اس لئے کہ جہاد میں تمہارا ٹھہرنا، اپنے گھر میں رہ کر ساٹھ سال تک نمازیں پڑھنے سے بہتر ہے۔ کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کردے اور تمہیں جنت میں داخل کرے؟ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو، جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہے وہ پکا جنتی ہے (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2382،ص 517، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف = حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جہاد کا ایک دن، بغیر جہاد کے ہزار دنوں سے بہتر ہے۔ اس لئے ہر آدمی کو اپنے اوپر غور کرلینا چاہئے۔ (المستدرک للحاکم، کتاب الجہاد، جلد دوم، حدیث 2381،ص 517، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف = حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ

نے ارشاد فرمایا: آدمی کا صف جہاد میں کھڑا ہونا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے (المستدرک للحاکم، جلد دوم، حدیث 2383، ص518، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف = حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا تو ایک عورت آپ کے پاس آ کر کہنے لگی۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ نے یہ لشکر بھیجا ہے۔ اس میں میرا شوہر بھی شریک ہے جبکہ میں اس کے برابر روزے رکھا کرتی تھی۔ اس کے برابر نمازیں پڑھا کرتی تھی بلکہ تمام عبادات اس کے برابر کیا کرتی تھی، آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس کے ذریعہ میں اس کے اس عمل (جہاد) کے بھی برابر ثواب پاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا: تو مسلسل نماز پڑھتی رہ اور کبھی بھی نماز سے فارغ نہ بیٹھ اور ہمیشہ روزہ رکھتی رہ اور کبھی بھی ناغہ نہ کر اور ہمیشہ ذکر کرتی رہ اور کبھی غافل نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تیرے اندر اس کی طاقت ہو بھی سہی (اور تو یہ عمل کرتی بھی رہے) پھر بھی خدا کی قسم! تیرا عمل اس کے مقابلے میں عشر عشیر (ایک فیصد بھی) نہیں ہوسکتا۔ (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2397، ص525، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

جہاد کرنے والا لوگوں میں سب سے افضل ہے

حدیث شریف = حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول پاک ﷺ سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! لوگوں میں سے افضل کون ہے؟ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: وہ مومن جو اپنی جان اور مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا پھر کون، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مومن جو گھاٹی میں رہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور لوگوں کو شر نہ پہنچائے۔ (بخاری (مترجم) جلد دوم، حدیث 55، کتاب الجہاد والتفسیر، ص 67، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف = حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا انسان افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے، پھر پوچھا گیا کون؟ فرمایا وہ مومن جو کسی گھاٹی میں سکونت پذیر ہو، اپنے رب جل جلالہ سے ڈرے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے (ترمذی شریف (مترجم) جلد اول، باب ما جاء ای الناس افضل، حدیث 1714، ص 812، مطبوعہ فرید بک لاہور)

اسلامی سرحدوں کی حفاظت کیلئے پہرہ دینے کی فضیلت

1: فی سبیل اللہ پہرہ دینے والی آنکھ کیلئے دوزخ سے نجات

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول محتشم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین آنکھیں ایسی ہیں جن کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔

1۔ وہ آنکھ جو جہاد کے دوران پھوڑ دی گئی ہو۔

2۔ وہ آنکھ جو فی سبیل اللہ پہرہ دے۔

3۔ وہ آنکھ جو خوف خدا سے آنسو بہائے۔

(المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2430، ص 544، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

2: جہاد میں پہرہ دینے والے کو دنیا میں ہی جنت کی بشارت

حدیث شریف = حضرت ابو کبشہ سلولی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سہل بن حنظلیہ ذکر کیا کرتے تھے کہ ان لوگوں نے حنین کے دن رسول پاک ﷺ کے ہمراہ بہت لمبا سفر کیا۔ یہاں تک کہ جب رات کا وقت ہوا تو ہم لوگ نماز پڑھنے کے لئے آپ کے پاس حاضر تھے کہ ایک گھڑ سوار آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ ﷺ میں آپ لوگوں کے آگے آگے جا رہا تھا۔ میں فلاں

پہاڑ پر جب چڑھا تو میں نے قبیلہ ہوازن کو دیکھا کہ وہ اپنے اونٹ، گھوڑوں، بیل، بکریوں اور سامان ضرب وحرب کے ہمراہ حنین میں جمع ہو رہے ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ تمام کل ان شاء اللہ مسلمانوں کے لئے مال غنیمت ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ آج رات کون پہرہ دے گا؟ حضرت انس بن مرشد الغنوی رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سوار ہو جاؤ۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آپ ﷺ کے پاس آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس پہاڑی راستے کی طرف چلے جاؤ اور اس کی بالکل چوٹی پر پہنچ جاؤ اور رات میں تمہاری جانب سے کوئی شخص ادھر نہیں آنا چاہیئے، جب صبح ہوئی تو نبی پاک ﷺ اپنی جائے نماز کی طرف تشریف لائے اور دو رکعت ادا کر کے پوچھا: کیا تم نے اپنے گھڑسوار کو محسوس کیا ہے؟ تو ایک آدمی نے کہا: ہم نے محسوس نہیں کیا، پھر نماز کے لئے تثویب کہی گئی پھر رسول پاک ﷺ اس پہاڑی راستے کی طرف متوجہ رہے حتی کہ آپ نے نماز پڑھا دی تو فرمایا۔ تمہیں خوشخبری ہو کہ تمہارا سوار آ رہا ہے۔ ہم اس پہاڑی کے راستے میں درخت کے نیچے دیکھنے لگے تو وہ واقعی آ رہا تھا۔ وہ سیدھا رسول پاک ﷺ کے پاس آ کر کھڑا ہوا اور سلام کیا اور کہنے لگا۔ میں چلتا رہا حتی کہ میں اس پہاڑی کے اونچے مقام پر پہنچ گیا۔ راستوں میں دیکھا لیکن مجھے کوئی آدمی نظر نہیں آیا۔ رسول پاک ﷺ نے اس سے پوچھا کیا رات میں تو اپنی ڈیوٹی سے ہٹا تھا؟ اس نے کہا صرف نماز پڑھنے اور قضائے حاجت کے علاوہ میں وہاں سے نہیں ہٹا۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ تو جنتی ہے۔ اس کے بعد اگر تو کوئی بھی نیک عمل نہیں کرے گا پھر بھی تجھ پر کوئی مواخذہ نہیں ہے (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2433، ص 546، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

3: پچاس نفلی حج ایک ماہ قیام وروزے سے افضل

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک جنگ پچاس (نفلی) حج سے بہتر ہے

اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن پہرہ دینا ایک مہینے تک (نفلی) روزہ رکھنے اس میں قیام کرنے سے بہتر ہے اور جو شخص پہرہ دیتے وقت مرجائے، اس کا عمل قیامت تک جاری رہے گا اور اسے قبر کے عذاب سے نجات ملے گی (مسند امام زید، کتاب السیر وماجاء من ذلک، ص 377، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

4: انتقال کے بعد بھی عمل جاری رہے گا

حدیث شریف = حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ ایک رات اور ایک دن سرحد پر پہرہ دینا ایک ماہ کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے اور اگر وہ شخص مرجائے تو اس کا عمل، جو وہ کرتا رہا تھا وہ جاری رہے گا اور اسے رزق عطا کیا جائے گا اور وہ (مرنے کے بعد والی زندگی کے) فتنوں سے محفوظ رہے گا۔ (مسلم شریف (مترجم) جلد دوم، کتاب الامارۃ، حدیث 4823، ص 773، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

5: شب قدر سے بھی زیادہ فضیلت والی رات

حدیث شریف = حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کیا میں تمہیں ایک ایسی رات کے بارے میں نہ بتاؤں جو شب قدر سے بھی زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ کوئی محافظ ایسے خطرناک علاقہ میں پہرہ دے جہاں اس قدر خوف ہو کہ اس کو لوٹ کر واپس آنے کی امید نہ ہو (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2424، ص 540، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

6: شیطان سے محفوظ کردیا جاتا ہے

حدیث شریف = حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایک دن اور ایک رات اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرحد کی حفاظت کرتا ہے، اس کے لئے ایک مہینے کے روزوں اور قیام کا ثواب ہے اور جو شخص سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوجائے، اس کے لئے اسی اجر کی مثل جاری کردیا جاتا ہے اور اس کو رزق دیا جاتا ہے اور اس کو شیطان سے محفوظ کردیا جاتا ہے۔ (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2422، ص 540، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

7: ہزار رات و دن قیام و روزوں سے افضل

حدیث شریف = حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں تمہیں ایک ایسی حدیث سنا رہا ہوں جو میں نے صرف اس لئے بیان نہیں کی کہ مجھ سے تمہارا فراق برداشت نہیں ہوسکتا۔ میں نے سرورِ کونین ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک رات پہرہ دینا ایسی ہزار راتوں سے بہتر ہے جس میں رات بھر قیام کیا جائے اور دن بھر روزہ رکھا جائے۔ (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2426، ص 541، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

8: مجاہد کے اموال و اہل کا محافظ بھی نصف ثواب کا حقدار

حدیث شریف = حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ کائنات ﷺ نے بنی لحیان کی طرف پیغام بھیجا کہ ہر دو میں سے ایک آدمی (جہاد کے لئے ضرور) نکلے پھر جہاد سے

رہ جانے والوں کے متعلق فرمایا: تم میں سے جو شخص جہاد پر جانے والے کے مال اور اہل وعیال کی اچھی دیکھ بھال کرے گا، اس کو جہاد پر جانے والے سے نصف ثواب ملے گا (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2429، ص 543، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

☆ درج بالا احادیث سے اسلامی سرحدوں پر پہرہ دینے کی فضیلت کا پتہ چلا کہ ان مجاہدین کی کیا شان ہے کہ جو اپنے رب جل جلالہ کی رضا کے لئے، اسلام کی سربلندی کے لئے، دشمنوں سے حفاظت کے لئے سرحدوں کا پہرہ دیتے ہیں۔ ان کی آنکھ دوزخ سے آزاد، ان کا پہرہ دینا پچاس نفلی حج سے بہتر، ایک ماہ تک قیام وروزہ سے بہتر، عذاب قبر سے نجات کا مژدہ، شب قدر سے بھی افضل رات جس رات وہ پہرہ دیں اور انتقال کرجائیں تو قیامت تک اس عمل کرنے کا ثواب لکھا جاتا رہے گا۔

اے کاش کہ یہ سعادت ہمیں بھی نصیب ہو۔ ہم بھی راہ خدا میں پہرہ داری کی لذتیں اور برکتیں پائیں اور دونوں ہاتھوں سے اجروثواب سمیٹنے میں مصروف ہوجائیں۔

جہاد کے لئے گھوڑے باندھنے اور اس پر خرچ کرنے کی فضیلت

القرآن: وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ○

ترجمہ: اور (اے مسلمانو) تیار رکھو ان کے لئے (ہتھیاروں کی) قوت سے جس قدر تم میں استطاعت ہو اور گھوڑوں کے باندھنے سے، ان سے تم دھاک بٹھاؤ، اللہ کے دشمن پر اور اپنے دشمن اور ان کے سوا دوسروں پر جنہیں تم نہیں جانتے، انہیں اللہ جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں تم جو کچھ خرچ کرو گے (اس کا اجر) تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تم ظلم نہیں کئے جاؤ گے۔ (سورۂ انفال پارہ 9، آیت 60)

حدیث شریف = حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول محتشم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے جہاد کے لئے گھوڑے کی پرورش کرے تو اس کا کھلانا، پلانا، اس کی لید اور اس کا پیشاب قیامت کے دن میزان میں نیکیاں بنا کر رکھا جائے گا۔ (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2456، ص 561، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

☆ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔گھوڑے تین (قسم کے) ہیں۔

1۔اللہ تعالیٰ کا گھوڑا

2۔انسان کا گھوڑا

3۔شیطان کا گھوڑا

اللہ تعالیٰ کا گھوڑا وہ ہے جو جہاد کے لئے باندھا جاتا ہے، پس اس گھوڑے کا چارہ، اس کا پیشاب اور اس کی لید سب نیکیاں ہیں اور انسان والا گھوڑا وہ ہے جسے نسل کے لئے باندھا جاتا ہے، پس یہ گھوڑا فقر سے بچانے کیلئے ہوتا ہے اور شیطان والا گھوڑا وہ ہے جس پر شرطیں لگائی جاتی ہیں اور جوا کھیلا جاتا ہے۔(مسند امام احمد ابن حنبل)

☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں (جہاد کے لئے) گھوڑا باندھا وہ اسے دوزخ سے بچانے کا ذریعہ بنے گا۔(ابن عساکر)

حدیث شریف = حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عربی گھوڑے کو ہر دن دو دعائیں مانگنے کی اجازت دی جاتی ہے۔وہ کہتا ہے: اے اللہ تعالیٰ! جس طرح تو نے مجھے (جہاد میں انتخاب سے) نوازا ہے تو مجھے اس کی نظر میں اس کے مال اور اہل، سب سے زیادہ محبوب کردے۔ (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2457،ص 562،مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

☆ حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ، حضرت سدی علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن عتبہ علیہ الرحمہ نے ایک گھوڑا چار ہزار کا خریدا، تو لوگوں نے مہنگا خریدنے پر اس کو ملامت کی، وہ فرمانے لگے کہ اس گھوڑے کا دشمن کی طرف بڑھنے والا ہر قدم مجھے چار ہزار سے زیادہ محبوب ہے۔(کتاب الجہاد لابن مبارک علیہ الرحمہ)

امام المجاہدین رحمۃ للعالمین ﷺ کے گھوڑے

امام المجاہدین رحمۃ للعالمین ﷺ کے کئی گھوڑے تھے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

1۔ اَلسَّکْبُ (تیز رفتار) = یہ سفید پیشانی اور سرخ و سیاہ رنگ والا گھوڑا تھا جس کے بائیں پاؤں پر سفیدی تھی۔ ابن اثیر نے کہا کہ یہ سیاہ رنگ کا تھا۔ یہ سب سے پہلا گھوڑا ہے جو سید عالم ﷺ کی ملکیت میں آیا۔ آپ ﷺ نے اسے ایک بدو سے دس اوقیہ چاندی کے عوض خریدا تھا۔ سید عالم ﷺ نے اس پر سب سے پہلے غزوۂ احد میں شرکت فرمائی تھی۔ اس دن مسلمانوں کے پاس حضرت ابو بردہ بن دینار رضی اللہ عنہ کے گھوڑے اور السکب کے علاوہ کوئی تیسرا گھوڑا نہیں تھا۔

2۔ اَلْمُرْ تَجِزْ (رجز پڑھنے والا) = اس کا یہ نام اس کی نظم پڑھنے جیسی خوبصورت ہنہناہٹ کی وجہ سے پڑا۔ یہ سیاہی ملی سفید رنگت والا تھا۔ بعض کا قول یہ ہے کہ یہ ''طرف'' یعنی اصل گھوڑا تھا۔

3۔ اَللَّحِیْف (لپٹنے والا) = اس کا یہ نام اس لئے پڑا کہ وہ لمبی (شاندار) دم والا تھا۔ گویا کہ وہ اپنی دم کو زمین پر بچھانے والا تھا۔ یہ آپ ﷺ کی خدمت میں ربیعہ بن ابی البراء یا فروہ بن عمرو الجذامی نے پیش کیا تھا۔

4۔ اَلِلّزاز (چمٹنے والا) = گویا کہ وہ اپنی تیزی کی وجہ سے اپنی منزل سے فوراً چمٹ جانے والا تھا، یہ مقوقس نے بطور ہدیہ بھیجا تھا۔

5۔ اَلظَّرِب (ٹیلا، چھوٹا پہاڑ) = یہ دیوہیکل اور مضبوط گھوڑا تھا۔ جو فروہ بن عمرو نے بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔

6۔ اَلوَرْد (سرخی زردی مائل) = یہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے بطور ہدیہ پیش کیا تھا

اور آپ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تھا۔ اس کا یہ نام اس کے رنگ کی وجہ سے پڑا۔

7۔ سَبْحَہ (تیرنے والا) = اس کی تیز رفتار اور خوبصورت آرام دہ چال کی وجہ سے یہ نام پڑا۔

مجاہدین کے گھوڑے دریا پر دوڑتے رہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے حضرت علاء بن الحضرم رضی اللہ عنہ کو چار ہزار مجاہدین کا لشکر دے کر بحرین کی طرف روانہ کیا۔ راستے میں دریا پڑتا تھا اور ان حضرات کے پاس دریا عبور کرنے کے لئے کوئی کشتی نہ تھی۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور پھر سب مجاہدین سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دریا عبور کرلو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سارا لشکر پانی کی سطح پر سے گزر کر پار ہوگیا اور اونٹوں اور گھوڑوں کے پاؤں اور تلوے تک تر نہ ہوئے (دلائل النبوۃ)

مجاہدین نے اونٹوں اور گھوڑوں پر دریا عبور کیا

صفر المظفر سن 16 ھ میں جب وہ بغداد کے قریب اسلامی لشکر لے کر پہنچے تو ایرانی کشتیوں کے ذریعہ دریائے دجلہ کو عبور کر کے اس پار چلے گئے۔ مجاہدین اسلام کے پاس کشتیاں نہیں تھیں۔ اس لئے چند دن تو یہ وہیں ٹھہرے رہے۔ ایک رات حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ اسلامی لشکر کو لے کر دریا سے پار ہو گئے ہیں۔

چنانچہ انہوں نے اس خواب کو عملی جامہ پہنایا اور لشکر کو لے کر دریا عبور کرلیا۔ اس لشکر میں

اونٹ سوار، گھوڑے سوار اور پیدل بھی شامل تھے۔ایک شخص بھی دریا میں ضائع نہ ہوا۔دریائے دجلہ ان کے لئے ایسا تھا جیسے پکی سڑک۔

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

مسلمانوں کو اس حالت میں دیکھ کر ایرانی سخت خوفزدہ ہوئے اور بھاگنا شروع کر دیا۔ بھاگتے ہوئے وہ ''دیواں آمدند'' چلاتے تھے (کہ ہمارے پیچھے تو دیو اور جنات لگ گئے ہیں جو دریاؤں میں پیدل مارچ کرتے ہیں)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلامی لشکر جب اونٹوں اور گھوڑوں پر اور پیدل دریائے دجلہ عبور کر رہا تھا ایک سوار کا پیالہ گرا اور دریا میں جا پڑا۔ ساتھیوں نے بتایا کہ تمہارا پیالہ دریا میں گر گیا ہے، کوشش کرو اور اس کو اٹھالو۔

اس مجاہد نے کہ اس کا دل ایمان سے بھرپور تھا، کہا کہ جب میں راہ خدا میں جہاد کے لئے نکلا ہوں تو بھلا پروردگار میرا پیالہ کیوں ضائع ہونے دے گا۔

جب یہ مجاہد کنارے پر پہنچے تو ہوا اور دریا کی لہروں نے وہ پیالہ مجاہد کے آگے لا ڈالا۔اس پر اس نے اپنے نیزے سے وہ پیالہ اٹھالیا اور لشکر کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھا۔(دلائل النبوۃ)

جہاد میں تیر چلانے کی فضیلت

حدیث شریف = حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جس شخص کے دونوں پاؤں اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلود ہوں، اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے دور رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم کے لئے حرام کردے گا۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی تیر پھینکے، خواہ وہ اپنے نشانے تک پہنچے یا نہ پہنچے، تو یہ اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کی مانند ہوگا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلوار اٹھائے تو گویا اس نے دس بار حج کیا ہے۔ ایسے ہی حج دس مرتبہ کئے' جو یکے بعد دیگرے ہوں۔ (مسند امام زید، ص 377، کتاب السیر وما جاء من ذلک مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف = حضرت خالد بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں تیر انداز تھا اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تیر اندازی کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ عقبہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ اے خالد! آؤ تیر اندازی کریں، میں نے ان کے ہمراہ چلنے میں دیر کردی۔ وہ کہنے لگے اے خالد! آؤ میں تجھے وہ بات بتاؤں جو رسول پاک ﷺ نے مجھے بتائی اور تیرے ساتھ اس طرح گفتگو کروں جس طرح رسول پاک ﷺ نے کی پھر رسول پاک ﷺ کا یہ ارشاد سنایا: بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کے سبب تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا۔

1۔ وہ کاریگر جس نے ثواب کی نیت سے اس کو بنایا ہے۔

2۔ جو تیر چھانٹ کردیتا ہے۔

3۔ تیر چلانے والا

تم تیر اندازی کرو اور گھڑ سواری کرو اور تیر اندازی مجھے تمہاری گھڑ سواری سے زیادہ پسند ہے اور تین چیزیں فضول کھیل میں شمار نہیں ہوتیں۔

1۔آدمی کا اپنے گھوڑے کو تربیت دینا

2۔آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیل کود کرنا

3۔تیراندازی کرنا

اور جو شخص تیر اندازی سیکھ چکا ہو، پھر اس کو چھوڑ دے تو یہ نعمت کی ناشکری ہے۔ (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2467،ص 566،مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف = حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ہم نے طائف کے محل کا محاصرہ کیا تو میں نے رسول پاک ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر چلائے گا، اس کو غلام آزاد کرنے والے کے برابر ثواب دیا جائے گا۔ (عمرو بن عبسہ) فرماتے ہیں: اس دن میں نے سولہ تیر پھینکے۔ (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2469،ص 568،مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف = حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اور ابوا سید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنگ بدر کے دن ہماری اور دشمنوں کی فوجیں آمنے سامنے کھڑی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: جب وہ تم پر حملہ کریں تو تم تیراندازی شروع کر دینا اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تیر پھینکنا۔(المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2471،ص 569،مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

راہ خدا میں سب سے پہلا تیر

سید عالم ﷺ نے تقریبا ساٹھ یا اسّی مہاجرین کے ساتھ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو سفید جھنڈے کے ساتھ امیر بنا کر جحفہ سے دس میل کے فاصلے پر رابغ نامی مقام کی طرف روانہ فرمایا۔اس شہر کے علمبردار مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ تھے۔جب یہ لشکر وادی رابغ میں ثنیۃ المرہ کے پاس ایک چشمے پر پہنچا تو ابوسفیان یا ابوجہل کے بیٹے عکرمہ (جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے) کی کمان میں دوسو کفار قریش جمع تھے۔دونوں لشکر کا آمنا سامنا ہوا۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کفار پر تیر پھینکا۔یہ سب سے پہلا تیر تھا جو مسلمانوں کی طرف سے کفار مکہ پر چلایا گیا۔آپ رضی اللہ عنہ نے ترکش میں موجود بیس کے بیس تیر اس مہارت و چابکدستی سے چلائے کہ ہر تیر کسی انسان یا جانور کو زخمی کر گیا۔کفار ان تیروں کی مار سے گھبرا کر فرار ہو گئے اس لئے دونوں لشکروں کے مابین کوئی جنگ نہیں ہوئی۔(کتاب المغازی للواقدی،سریۃ عبیدۃ بن الحارث الی رابغ جلد اول،ص10)

تیر اندازی میں مہارت کا راز

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بہت ماہر تیر انداز تھے۔مختلف جنگوں میں آپ کو تیر اندازی سونپی جاتی تھی۔آپ کی تیر اندازی میں مہارت کا راز یہ تھا کہ خود سید عالم ﷺ نے آپ کے لئے دعا فرمائی تھی چنانچہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے یوں دعا فرمائی۔

اللھم سدد سھمہ

اے اللہ تعالیٰ! سعد کے تیر کو درستی عطا فرما۔(کنز العمال،حدیث 36640،جلد 13، ص92)

مجاہدین اوران کے اہل خانہ کی مدد کی فضیلت

حدیث شریف = حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ امام المجاہدین ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو سامان فراہم کرے، اس نے بھی جہاد میں حصہ لیا اور جو اس غازی کے اہل خانہ کا اچھی طرح خیال رکھے، اس نے بھی جہاد میں حصہ لیا (مسلم شریف (مترجم) جلد دوم، کتاب الامارۃ، حدیث 4787، ص 760، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف = حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی مجاہد کے سر کو ڈھانپے، اللہ قیامت کے دن اس کو سایہ عطا کرے گا اور جو شخص کسی مجاہد کی ایسی تیاری کروائے، وہ خود کفیل ہو جائے، اس کیلئے اس (مجاہد) کے برابر ثواب ہے (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2447، ص 557، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف = حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو سامان دیا تو اس نے جہاد کیا اور جو کسی غازی کے گھر بار میں اس کا نائب بن کر رہا، اس نے جہاد کیا (مسلم و بخاری)

ف = یعنی غازی کو سامان، سفر سامان جنگ یا روٹی کپڑا، سواری دینے والے کو بھی جہاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ یہاں جہاد سے حکمی جہاد مراد ہے، جو مجاہد کے پیچھے اس کے بال بچوں کی خدمت اس کے گھر بار کی دیکھ بھال کرے، وہ بھی ثواب جہاد میں شریک ہو گیا کیونکہ اس کی اس خدمت سے غازی کا دل مطمئن ہو گا جس سے وہ جہاد اچھی طرح کر سکے گا تو گویا یہ شخص غازی

کے اطمینان دل کا ذریعہ بنا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (جلد پنجم) حدیث 3622،ص 435،مطبوعہ قادری پبلشرز اردو بازار لاہور)

مجاہد اور اس کے اہل خانہ کی مدد نہ کرنے پر وعید

حدیث شریف = حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے نہ تو جہاد کیا، نہ مجاہد کے لئے سامان مہیا کیا اور نہ مجاہد کی غیر موجودگی میں اس کے گھر والوں کے ساتھ کوئی بھلائی کی تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت سے پہلے ہی قیامت جیسی مصیبت میں مبتلا فرمادے گا۔(ابن ماجہ (مترجم) جلد دوم، ابواب الجہاد، حدیث 538،ص 164، مطبوعہ فرید بک لاہور)

دوران جہاد اگر کافر مسلمان ہوجائے تو مجاہد اپنا ہاتھ روک دے

حدیث شریف = حضرت عبیداللہ بن عدی بن خیار رضی اللہ عنہ کو حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ عرض گزار ہوئے۔ یارسول اللہ ﷺ! اگر میں کافروں کے ایک آدمی سے ملوں۔ وہ مجھ سے لڑے اور تلوار کے ساتھ میرے ایک ہاتھ کو زخمی کردے۔ پھر ایک درخت کی آڑ لے کر کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے مسلمان ہوگیا۔

یارسول اللہ ﷺ! یہ کہہ دینے کے بعد کیا میں اسے قتل کرسکتا ہوں؟

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اسے قتل نہ کرنا۔ میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ ﷺ اس نے میرا ہاتھ کاٹ دیا تھا؟ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: اگر تم اسے قتل کروگے تو وہ تمہاری جگہ پر ہوگا، جس پر تم اسے قتل کرنے سے پہلے تھے اور تم اس کی جگہ پر ہوگے جس پر وہ یہ کلمہ کہنے سے پہلے تھا (سنن ابوداؤد (مترجم) جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 872،ص 321، مطبوعہ فرید بک

اسٹال لاہور)

ف = اگر کوئی کافر عین دوران جہاد، مسلمان سے لڑتا ہوا، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، کہہ دے یا کہے کہ میں مسلمان ہوگیا یا میں نے اسلام قبول کرلیا تو مسلمانوں کو اس سے ہاتھ روک لینا چاہئے اور یہ خیال دل میں نہیں لانا چاہئے کہ وہ جان بچانے کے لئے ایسا کہہ رہا ہے کیونکہ دل میں کیا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ احکام ظاہر پر مرتب ہوتے ہیں۔ جب وہ اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کررہا ہے کسی مجبوری یا مصلحت ہی سے ہو تو اسے مسلمان شمار کرنا ہوگا اور اب مسلمانوں کے لئے اس کا خون حلال نہیں رہے گا۔

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے سوال پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اب اگر تم اسے قتل کروگے تو وہ اس حالت پر ہوگا جس پر تم اسے قتل کرنے سے پہلے تھے اور تم اس حالت پر شمار ہوگے جس پر وہ اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کرنے سے پہلے تھا۔ گویا وہ مسلمان اور تم مسلمان کے قاتل شمار ہوگے کہ تم نے جان بوجھ کر ایک مسلمان کو قتل کردیا۔

ریاکاری (دکھاوے) کیلئے جہاد کرنا، جہاد نہیں فساد ہے

حدیث شریف = حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہاد دو طرح کے ہوتے ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جہاد کرے، امام کی اطاعت کرے اور پسندیدہ چیز خرچ کرے اور اپنے ساتھی کو آسانی دے اور فساد سے بچے تو اس کا سونا، جاگنا سب عبادت ہے لیکن جو شخص فخر اور دکھاوے کی خاطر جہاد کرتا ہے۔ امام کی نافرمانی کرتا ہے اور زمین میں فساد کرتا ہے تو وہ کپڑے کا ایک بٹن بھی نہیں حاصل کرسکتا۔ (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2435، ص 548، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

راہ خدا میں ریاکاری کے لئے لڑنے والے کا انجام

حدیث شریف = رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے اس شخص کا فیصلہ کیا جائے گا (جو دنیا میں) شہید ہوا تھا۔ اسے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کی پہچان کروائے گا۔ وہ انہیں پہچان لے گا۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا، اس کے بدلے تم نے کیا عمل کیا؟ وہ شخص جواب دے گا میں نے تیری راہ میں جہاد کیا، یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا ہے، کیونکہ تو نے اس لئے جنگ کی تھی تاکہ تجھے بہادر کہا جائے اور کہہ دیا گیا پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے منہ کے بل گرا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم شریف (مترجم) جلد دوم، کتاب الامارۃ، حدیث 4808، ص 768، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

جو جس نیت سے جہاد کرے گا، ویسی ہی مراد پائے گا

حدیث شریف = حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے جہاد اور غزوہ کے متعلق بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے عبداللہ بن عمرو! اگر تو صبر کرتے ہوئے ثواب کی نیت سے جہاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے (قیامت کے دن) صابر اور محتسب ہی اٹھائے گا اور اگر تو مال جمع کرنے کی نیت سے، ریا کاری کرتے ہوئے جہاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے مرائی (ریا کاری کرنے والا) اور مکاثر (مال جمع کرنے والا) ہی اٹھائے گا۔ اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تو جس حال میں جہاد کرتے ہوئے مارا جائے گا، اسی حالت پر اللہ تعالیٰ تجھے اٹھائے گا (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2437، ص 549، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

دنیاوی مقاصد کے حصول کے لئے جہاد کا کوئی اجر نہیں

حدیث شریف = حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ایک آدمی دنیاوی مقاصد کے حصول کی خاطر جہاد کرنا چاہتا ہے (کیا اس کو کوئی اجر ملے گا؟) رسول پاک ﷺ نے فرمایا اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے۔ اس نے دوسری اور تیسری مرتبہ پوچھا تو آپ ﷺ نے (ہر بار یہی) جواب دیا کہ اس کے لئے کوئی اجر نہیں۔ (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2436، ص 548، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

دشمنوں سے فتح کے لئے امام المجاہدین ﷺ کی دعا

حدیث شریف = حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ جنگ بدر کو روانہ ہوئے تو آپ ﷺ کے ہمراہ تین سو پندرہ مجاہدین تھے۔ رسول پاک ﷺ نے ان کے لئے یوں دعا مانگی۔ یا اللہ عزوجل! یہ ننگے پاؤں ہیں تو ان کو جوتے عطا فرما، یا اللہ عزوجل! یہ ننگے بدن ہیں تو ان کی لباس عطا کردے، یا اللہ عزوجل! یہ بھوکے ہیں تو ان کو سیر کردے (آپ ﷺ کی یہ دعا قبول ہوئی) اللہ تعالیٰ نے میدان بدر میں ان کو فتح عطا فرمائی، جب وہ لوگ لوٹ کر آئے تو ہر شخص کے پاس ایک ایک یا دو دو اونٹ تھے، سب کو لباس بھی ملا اور سب سیر بھی ہو گئے۔ (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2596، ص 637، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

میدان جنگ میں فرشتوں کی مدد

☆ جنگ بدر میں ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو جو کفار مکہ کی طرف سے شریک جنگ تھے، گرفتار کرلیا۔ حالانکہ ابوالیسر رضی اللہ عنہ بہت کمزور اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ بہت قوی تھے۔

رسول پاک ﷺ نے ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے عباس رضی اللہ عنہ کو کیسے قید کرلیا؟ حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ان کو قید کرنے میں مجھ کو ایک ایسے شخص نے مدد دی کہ جس کو میں نے نہ پہلے دیکھا، نہ بعد میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ ایک معزز فرشتہ تھا جس نے تمہاری مدد کی تھی (مسند امام احمد)

ان کے خادم کے فرشتے خادم
ان کے ساتھی کے فرشتے ساتھی

کریں جو بندے رب کو راضی

ایسے بندوں کا مرا رب حامی

☆ سائب بن ابی جیش بدر کی لڑائی میں کفار کی طرف سے شریک تھے، کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! جب قریش شکست کھا کر بھاگے تو میں بھی بھاگا۔ مجھے کسی نے قید نہ کیا تھا۔ اچانک ایک گورا اور لمبا آدمی جو آسمان اور زمین کے درمیان گھوڑے پر سوار نظر آ رہا تھا۔ اس نے مجھے باندھ کر ڈال دیا۔ اتنے میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے مجھے بندھا ہوا دیکھ کر لشکر والوں سے دریافت کیا کہ اسے کس نے باندھا ہے۔ کسی نے یہ نہ کہا کہ میں نے باندھا ہے۔ وہ مجھے اسی حال میں رسول پاک ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ نے پوچھا مجھے کس نے باندھا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ باندھنے والے کو میں نہیں پہچانتا اور جو حقیقت میرے باندھے جانے کی تھی وہ بتانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ اس میں فرشتے کا ذکر اسلام کی سچائی کا ذکر ہو جاتا۔ آپ ﷺ نے خود ہی فرمایا کہ تجھے کسی فرشتے نے باندھ دیا ہے۔ (بیہقی)

چوتھی فصل

جہاد کی فضیلت
پر چالیس احادیث
کا گلدستہ

جہاد کی فضیلت پر چالیس احادیث

اللہ تعالیٰ کے کرم اور اس کے محبوب حضور جانِ عالم ﷺ کی نظرِ رحمت سے مجھے چالیس احادیث جمع کرنے کا بہت شوق ہے۔ الحمدللہ میں نے اس سے قبل درود وسلام کی فضیلت پر چالیس احادیث، گناہوں کے عذابات پر چالیس احادیث اور اسلامی عقائد پر چالیس احادیث جمع کرنے کی سعادت حاصل کی اور اب جہاد کی فضیلت پر چالیس احادیث جمع کیں جو کہ میرے لئے بہت بڑا اشرف ہے۔

ان چالیس احادیث جمع کرنے کا مقصد صرف اور صرف اُمّت مسلمہ کے سرد جذبات کو ختم کر کے جذبہ جہاد پیدا کرنا ہے۔ ان احادیث کو پڑھنے کے بعد آپ کو اندازہ ہوگا کہ جہاد کیا ہے؟ اسلام میں اس کی کتنی اہمیت ہے اور اس کی فضیلت کتنی ہے۔ یہی وہ جہاد ہے جو کہ شرائط پائے جانے پر ہم پر فرض کیا گیا۔ یہی وہ جہاد ہے جس کا حکم رب تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو دیا۔ یہی وہ جہاد ہے جسے جنت کا مختصر راستہ فرمایا گیا۔ یہی وہ جہاد ہے جسے اُمّت کی سیاحت فرمایا گیا، یہی وہ جہاد ہے جسے جنت کے باغات سے تعبیر دیا گیا، یہی وہ جہاد ہے جسے جنت کا اعلیٰ درجہ فرمایا گیا۔ یہی وہ جہاد ہے جس سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں، یہی وہ جہاد ہے جسے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ فرمایا گیا۔ یہی وہ جہاد ہے جس کے لئے نکلنا ہزار دن گھر میں رہنے سے بہتر ہے۔ یہی وہ جہاد ہے جس کو چھوڑنے والے ذلت کے عذاب میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور یہی وہ جہاد ہے جسکی خواہش نہ رکھنے والے کو منافق کہا گیا

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں بھی جذبہ جہاد کو بیدار فرمادے اور اپنے دین کے تحفظ کے لئے تن، من، دھن سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہنے والا مسلمان بنادے۔ آمین ثم آمین

تمہاری راہ میں ہر قوم کانٹے اب تو بوتی ہے
کبھی اے غافلو اس کی بھی تم کو فکر ہوتی ہے
تمہاری غفلت و مستی پہ خود عبرت بھی روتی ہے
سبھی بیدار ہیں اک قوم مسلم ہے کہ سوتی ہے
مسلمانو! اٹھو بہر عمل تیار ہوجاؤ
نہیں یہ وقت غفلت کا، بس اب بیدار ہوجاؤ

نظر آتے ہیں اب وہ صف شکن بازو نہ شمشیریں
مقدر کی طرح سوئی پڑی ہیں آج تکبیریں
گئی دنیا سے آقائی محمد ﷺ کے غلاموں کی
بھلا بیٹھے ہیں یاد اپنے سلف کے کارناموں کی
ارادہ ہے کہ پھر ان کا لہو اک بار گرماؤں
دل سنگین سخن کے آتشیں تیروں سے برماؤں

تیری بہبودی کی ایک شمشیر ہی تدبیر ہے
دولت دارین دلوائے یہ وہ اکسیر ہے
خود حضور مخبر صادق کی یہ تبشیر ہے
جنت الفردوس زیر سایہ شمشیر ہے
مسلم خوابیدہ اٹھ! ہنگامہ آراء تو بھی ہے
مانند سب ہوں، مہر بن کر آشکارا تو بھی ہو

1: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں، یہاں تک کہ وہ اقرار کریں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبارت کے لائق نہیں اور جس نے ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار کرلیا تو اس نے اپنی جان اور مال کو مجھ سے محفوظ کرلیا، سوائے اسلامی حق کے (یعنی اگر کوئی ایسا جرم کیا جس کی سزا دین اسلام میں اس کی جان و مال پر آتی ہے تو یہ اس سے مستثنیٰ ہے) اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث 2946)

2: جہاد کیلئے نکلنے والے کا ضامن رب تعالیٰ ہے

حدیث شریف = حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تین آدمی ایسے ہیں جن کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے۔

1۔ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلا ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی ضمان میں ہے، یہاں تک کہ وہ اس کو وفات دے دے اور اسے جنت میں داخل کردے یا اسے ثواب یا غنیمت کے ساتھ واپس بھیج دے۔

2- وہ شخص جو دل کی خوشی کے ساتھ مسجد میں جائے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ضمان پر ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو وفات دے دے اور اسے جنت میں داخل کردے یا اس کو اجر و ثواب دے کر واپس بھیج دے۔

3۔ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے گھر میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو، وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ضمان پر ہے۔ (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2400، ص 527، مطبوعہ شبیر برادرز

لاہور)

3: کوئی عمل جہاد کے برابر نہیں

حدیث شریف= حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو جہاد کے برابر ہو۔ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا (جو جہاد کے برابر ہو) پھر سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس کی استطاعت رکھتے ہو کہ جب مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو تم اپنی مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دو اور اس میں تمہیں سستی اور کاہلی نہ ہو اور روزے رکھنے لگو اور کسی دن روزہ نہ چھوڑو؟ اس شخص نے عرض کیا کہ اتنی استطاعت کیسے ہو سکتی ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجاہد کا گھوڑا (گھاس چرتے ہوئے) لمبائی میں چلتا ہے تو اس پر بھی مجاہد کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (صحیح بخاری، باب فضل الجہاد والسیر، حدیث 2785)

4: جہاد کرنے والے جنت کے باغات میں ہیں

حدیث شریف= حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ایک لشکر کو نکلنے کا حکم دیا۔ وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ہم رات کے وقت ہی روانہ ہو جائیں یا صبح تک رکیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ تمہاری رات جنت کے باغیچے میں بسر ہو (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2401، ص 527، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

5: جہاد میں ایک صبح اور ایک شام، دنیا اور اس میں جو کچھ ہے، اس سے بہتر ہے

حدیث شریف = حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضور اکرم نور مجسم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں (جہاد) میں ایک صبح یا ایک شام دنیا و مافیہا (دنیا اور اس میں جو کچھ بھی ہے) سے بہتر ہے (بخاری، باب الغدوۃ الروحۃ فی سبیل اللہ، حدیث 2793)

6: مجاہدین کے لئے جنت کے اعلیٰ درجے ہیں

حدیث شریف = حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص ایمان لائے اور مسلمان ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرے، اس کے لئے جنت کے اعلیٰ درجے ہیں اور درمیانی درجے میں گھر کا ذمہ دار ہوں اور جو شخص مجھ پر ایمان لائے، میں اس کے لئے جنت کے ادنیٰ، درمیانی اور اعلیٰ درجے میں گھر کا ضامن ہوں جو شخص یہ کرے، اس نے ہر نیکی حاصل کر لی اور ہر برائی سے بچ گیا، وہ جہاں چاہے انتقال کرلے (اس کا کوئی نقصان نہیں) (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2391، ص 522، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

7: کوئی عمل نامہ اعمال میں نہیں سوائے جہاد کے

حدیث شریف = حضرت براء عاذب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدار کائنات ﷺ کی خدمت میں ایک زرہ پوش شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں پہلے جہاد کروں یا پہلے اسلام قبول

کروں؟ امام المجاہدین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ پہلے اسلام لاؤ، پھر قتال میں شریک ہونا۔ چنانچہ وہ اسلام لائے پھر قتال میں شریک ہوئے اور شہید ہوگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عمل کم کیا، لیکن اجر بہت زیادہ پایا۔

(بخاری، باب عمل صالح قبل القتال، حدیث 2808)

8: مجاہدین بلا حساب و کتاب جنت میں جائیں گے

حدیث شریف = حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول محتشم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ سب سے پہلے جو جماعت جنت میں داخل ہوگی، وہ فقراء و مہاجرین ہیں۔ ان کے ذریعے تکالیف دور ہوتی ہیں، جب ان کو حکم دیا جاتا ہے تو وہ غور سے سنتے ہیں اور اطاعت کرتے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی شخص کو بادشاہ کے ساتھ کوئی ضروری حاجت ہو تو مرنے تک وہ پوری نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت کو بلائے گا، وہ اپنی مکمل آب و تاب کے ساتھ آئے گی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا:' میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے فی سبیل اللہ جہاد کیا اور انہیں میرے راستے میں اذیتیں دی گئیں اور انہوں نے میرے راستے میں جہاد کیا (پھر ان سے مخاطب ہو کر فرمائے گا) تم جنت میں داخل ہو جاؤ تو وہ لوگ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں چلے جائیں گے۔ پھر فرشتے آئیں گے اور کہیں گے یا اللہ! ہم دن رات تیری تسبیح اور تقدیس بیان کرتے رہے، تو نے ان کو ہم پر ترجیح دے دی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے میرے راستے میں جہاد کیا اور ان کو میرے راستے میں ستایا گیا۔ پھر فرشتے ہر دروازے سے ان کی طرف آئیں گے (اور کہیں گے) تم نے جو صبر کیا، اس کے بدلے تم پر سلامتی ہو، آخرت کا گھر کتنا ہی اچھا ہے۔ (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2393، ص 523، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

9: راہ خدا میں کچھ دیر لڑنا جنت کو واجب کر دیتا ہے

حدیث شریف = حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول پاک صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اتنی دیر جنگ کی جتنی دیر میں اونٹنی کا دودھ دوہا جاتا ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی (سنن ابن ماجہ، (مترجم) ابواب الجہاد، حدیث 569، ص 172، مطبوعہ فرید بک لاہور)

10: بدر میں لڑنے والا فردوس اعلیٰ میں ہے

حدیث شریف = حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ام الربیع بنت براء رضی اللہ عنہا جو حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں، سرورکونین ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ کیا آپ مجھے حارثہ کے متعلق کچھ نہیں بتائیں گے۔ (یعنی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟) حارثہ رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شہید ہوئے تھے اور انہیں نامعلوم سمت سے ایک تیر لگا تھا، اگر وہ جنت میں ہیں تو میں صبر کرلوں، اگر کہیں اور ہیں تو پھر میں اس کے لئے خوب رووٴں گی۔ سرورکونین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے حارثہ کی ماں! جنت میں تو بہت درجے ہیں اور تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے۔ (بخاری، حدیث 2809، باب من اتاہ سہم غرب فقتلہ)

11: مجاہدین کے ساتھ رہنا دنیا و مافیہا سے عزیز تر ہے

حدیث شریف = حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں مجاہد فی سبیل اللہ کے ساتھ رہوں تا کہ اس کو صبح یا شام کجاوے سے اترنا نہ پڑے، میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے عزیز تر ہے (المستدرک للحاکم، جلد دوم، حدیث 2479، ص 572، کتاب الجہاد مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

12: جہاد پر نہ جانا بارشوں کو روک لیتا ہے

حدیث شریف = حضرت نجدہ بن نفیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد

اِلَّا تَنفِرُوۡا يُعَذِّبۡكُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا (سورۃ توبہ آیت 39)

اگر کوچ نہ کرو گے تو تمہیں سخت عذاب دے گا

کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا (اس کا مطلب یہ ہے کہ) رسول پاک ﷺ نے عرب کے ایک قبیلے کو جہاد کے لئے روانہ ہونے کا حکم دیا لیکن وہ جہاد پر نہ گئے تو ان سے بارشیں روک دی گئیں یہ ان کا عذاب تھا۔ (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2504، ص 584، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

13: جہاد چھوڑو گے تو ذلت تم پر مسلط کی جائے گی

حدیث شریف = حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم آپس میں کمی زیادتی کے ساتھ سامان فروخت کرنے لگو،

بیل کی دم پکڑ کر کھیتی باڑی پر راضی ہوجاؤ اور جہاد کو چھوڑ دو تو حق تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کر دیگا۔ یہاں تک کہ تم اپنے دین کی طرف پھر لوٹ آ ؤ (ابوداؤد شریف)

14: جہاد کو ہرگز نہ چھوڑو

حدیث شریف = سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ کوئی قوم جہاد نہیں چھوڑتی مگر حق تعالیٰ ان پر عذاب مسلط کر دیتا ہے (طبرانی)

15: جہاد کی خواہش نہ رکھنے والے منافقین ہے

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جہاد کئے بغیر مر جائے اور (تمام عمر) اس کے دل میں جہاد کی خواہش بھی پیدا نہ ہوئی ہو تو وہ منافقت کی حالت پر مرا (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2419، ص 537، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

16: ایک دن راہ خدا میں پہرہ دینا، ہزار راتوں کی عبادت اور ہزار دن کے روزوں سے افضل

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سید عالم ﷺ سے سنا: آپ فرمارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن کا پہرہ دینا ان ہزار دن سے بہتر ہے، جن میں راتوں کو عبادت کی جائے اور دنوں میں روزہ رکھا جائے۔ (مسند امام احمد)

17: جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے

حدیث شریف = حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم پر جہاد فی سبیل اللہ لازم ہے کیونکہ یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ غم اور پریشانیاں ختم کرتا ہے اور اس میں دوسرے راوی نے یہ اضافہ بھی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر قریبی اور دور کے تعلق دار کے ساتھ جہاد کرو اور ہر قریبی اور دور کے تعلق دار پر اللہ تعالیٰ کی حد نافذ کرو اور اللہ تعالیٰ (کے احکام پر عمل کرنے) میں تمہیں کسی علامت گر کی ملامت کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2404، ص 529، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

18: راہ خدا میں لڑنے والوں کے لئے بزرگی، عزت اور شرافت ہے

حدیث شریف = حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول پاک ﷺ (مقام) روحا میں تھے کہ ایک دیہاتی غلطی سے ان کی طرف آ نکلا اور پوچھنے لگا تم کون ہو؟ اس کو بتایا گیا ہم رسول پاک ﷺ کے ہمراہی ہیں اور میدان بدر کی طرف جا رہے ہیں، اس نے کہا کیا وجہ ہے کہ تم بہت شکستہ حال ہو اور سامان ضرب وحرب بھی تمہارے پاس نہ ہونے کے برابر ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم دو نیکیوں میں سے ایک کے منتظر ہیں، اگر مارے گئے تو جنت ملے گی اور اگر غالب آ گئے تو اللہ تعالیٰ ہمیں فتح اور جنت دونوں عطا کرے گا۔ اس نے پوچھا تمہارے نبی کہاں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ ہیں۔ اس نے آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ تعالیٰ کے نبی! میں اپنی حاجت پوری کرنے کے بعد آپ کے ساتھ تو شامل ہوسکتا ہوں،

آپ ﷺ نے فرمایا (ٹھیک ہے) تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ اور اپنی حاجت کو پورا کرلو پھر رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہوگئے اور وہ آدمی اپنی بیوی کے پاس چلے گئے۔ جب وہ اپنی حاجت سے فارغ ہوگیا تو میدان بدر میں رسول پاک ﷺ کے ساتھ آملا۔ اس وقت آپ لشکر کو تیار کرتے ہوئے جنگ کی صف بندی کررہے تھے اور وہ آدمی بھی ان کے ہمراہ صف میں شامل ہوگیا اور جنگ میں شریک ہوا۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو شہادت سے سرفراز کیا، یہ بھی ان میں شامل تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست دی اور مومنین کو فتح ونصرت سے ہمکنار فرمایا تو رسول اللہ ﷺ شہداء کے جسموں کے پاس سے گزر رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! تم جوانی سے محبت کرتے ہو جبکہ بزرگی اور عزت وشرافت شہداء کے لئے ہے اور اے عمر! یہ شخص بھی ان میں سے ہے۔ (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2406، ص 531، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

19: جہاد کرنے والا کائنات کا بہترین انسان ہے

حدیث شریف = حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے سال رسول اللہ ﷺ ایک درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے اور یوں خطبہ ارشاد فرمارہے تھے: کیا میں تمہیں سب سے اچھے اور سب سے برے شخص کے بارے نہ بتاؤں؟ (پھر فرمایا) سب سے اچھا وہ آدمی ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک گھوڑے یا اونٹ پر سوار ہوکر یا پیدل ہی جہاد کرتا رہے، یہاں تک کہ اس کو موت آجائے اور سب سے برا شخص وہ ہے، جو بے عمل، دلیر ہو، اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتا ہو لیکن وہ مذکورہ کاموں میں سے کوئی کام نہ کرتا ہو۔ (المستدرک للحاکم، کتاب الجہاد، جلد دوم، حدیث 2381، ص 516، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

20: جہاد میں ایک روزہ، جہنم سے ستر سال دور کر دیتا ہے

حدیث شریف = حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم نور مجسم ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستے (یعنی جہاد) میں ایک روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اسے ستر سال جہنم سے دور فرما دیگا (بخاری، باب فضل الصوم فی سبیل اللہ، حدیث 2840)

21: سفر جہاد میں پاؤں کا گرد آلود ہونا آگ سے حفاظت

حدیث شریف = حضرت ابوعبس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ کسی بندے کے پاؤں اللہ تعالیٰ کی راہ میں گرد آلود ہوں، پھر آگ اسے چھوئے (بخاری)

ف = جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کوئی راستہ طے کرے اور راستہ طے کرنے میں اس کے قدموں پر گرد و غبار پڑے۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں حج، طلب علم، جنازہ کی حاضری، بیمار پرسی، جماعت نماز میں حاضر سب ہی کو شامل ہے مگر مطلقاً اللہ تعالیٰ کی راہ سے مراد سفر جہاد ہوتا ہے۔ (مرأۃ المناجیح، شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد 5، حدیث 3619، ص 433، مطبوعہ قادری پبلشرز اردو بازار لاہور)

22: جہاد کیلئے ایک دن کا پہرہ، دنیا و مافیہا سے بہتر

حدیث شریف = حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت شفیع اُمّت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن کا پہرہ، دنیا اور جو کچھ دنیا پر ہے، ان سب سے بڑھ کر ہے، جنت میں تمہارے کوڑے جتنی جگہ دنیا و مافیہا (یعنی دنیا اور اس میں جو کچھ بھی ہے) سے بہتر ہے۔ وہ شام جو بندہ رب تعالیٰ کے راستے (یعنی جہاد) میں گزارے، وہ دن جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہو، دنیا و مافیہا سے بہتر ہے (بخاری، حدیث 2892)

23: جہاد جنت کا مختصر راستہ ہے

حدیث شریف = تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد جنت کا مختصر راستہ ہے۔ (بحوالہ: المغنی لابن قدامہ)

24: جہاد کی غبار اور دوزخ کا دھواں جمع نہیں ہوسکتا

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی بندے کے پیٹ میں جہاد کی غبار اور دوزخ کا دھواں کبھی جمع نہیں ہوسکتا اور کسی آدمی کے دل میں ایمان اور بخل کبھی جمع نہیں ہوسکتے (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2396، ص 524، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

25: راہ خدا کا زخمی روز قیامت معطر ہو گا

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجروح نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کی راہ میں کون زخمی ہوتا ہے مگر وہ شخص قیامت کے دن میدان میں آئے گا درانحالیکہ رنگ خون جیسا ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ (بخاری شریف (مترجم) جلد دوم، کتاب الجہاد والسیر، حدیث 69، ص 73، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

26: اُمّت مسلمہ کی سیاحت، جہاد کرنا ہے

حدیث شریف = حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص عرض گزار ہوا۔ یارسول اللہ ﷺ مجھے سیاحت کی اجازت مرحمت فرمائیے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا میری اُمّت کی سیاحت اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا ہے (سنن ابو داؤد (مترجم) جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 714، ص 270، مطبوعہ فرید بک لاہور)

27: جہاد کرنے والوں کے لئے جنت میں سو درجے

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار فرمائے ہیں۔ ان کے دو درجوں کا فاصلہ آسمان اور زمین کے آپس کے فاصلے کے برابر ہے۔ پس جب تم اللہ تعالیٰ سے مانگو تو فردوس مانگو، وہ جنت کا

سب سے اعلیٰ اور افضل درجہ ہے اور اس کے اوپر رحمٰن (جل جلالہ) کا عرش ہے اور وہیں سے جنت کی نہریں بہتی ہیں۔ (بخاری، باب درجات المجاہدین فی سبیل اللہ، حدیث 2790)

28: چہرہ پرنور، بو مہکدار اور ڈھکا نہ جنت

حدیث شریف = حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں کالے رنگ کا بدصورت انسان ہوں، میرے پاس مال بھی نہیں، اگر میں ان کفار سے لڑوں اور شہید کیا جاؤں تو کیا جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! چنانچہ یہ آگے بڑھے اور کفار سے لڑتے رہے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

حضور اکرم ﷺ کا ان پر گزر ہوا اور وہ شہید پڑے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے چہرہ کو اچھا کر دیا اور تیری بو کو مہکدار اور تیرے مال کو کثیر کر دیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کی دو بیویاں حور عین دیکھی ہیں۔ اس میت پر ایک جبہ ہے۔ وہ دونوں جھگڑ رہی ہیں اور اس کی کھال اور جبہ کے درمیان داخل ہونا چاہتی ہیں۔ (البدایہ والنہایہ)

29: دنیا سے آخری توشہ دودھ کی لسی

حدیث شریف = حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جس روز شہید ہونے والے تھے، اسی دن لوگوں نے سنا، وہ بلند آواز سے کہہ رہے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ملا اور میں نے حور عین سے شادی کی اور آج کے دن میں دوستوں یعنی رسول پاک ﷺ اور آپ کی جماعت سے ملوں گا۔

پھر کہا کہ مجھ سے حضور کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ دنیا سے تیرا آخری توشہ دودھ کی لسی

ہوگی۔ وہ لڑتے رہے پھر کچھ وقت گزرنے پر اپنے غلام سے انہوں نے پانی طلب کیا۔ وہ ایک پیالہ دودھ کا لایا۔ انہوں نے اسے نوش فرمایا اور پھر کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔ آج میں حضور ﷺ سے اور آپ کی جماعت سے ملوں گا (یعنی شہید ہو جاؤں گا) دودھ پی کر پھر وہ لڑائی میں شریک ہو گئے۔ لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (طبرانی)

30: جب تک جہاد جاری رہے گا' لوگ بھلائی کے ساتھ رہیں گے

حدیث شریف = رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہو گے، جب تک تمہارا جہاد سرسبز ہے اور عنقریب آخر زمانے میں ایک قوم ہوگی جو جہاد کے بارے میں شک کرے گی تو تم لوگ ان کے زمانے میں جہاد کرنا اور غزوہ کرنا۔ اس لئے کہ اس زمانے میں جہاد کرنا ہی سربلندی کا باعث ہوگا۔ (الہیثمی)

31: جنت کے دروازے تلواروں کے سائے میں ہے

حدیث شریف = حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ رسول پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت کے دروازے تلواروں کے سائے میں ہے۔ یہ سن کر ایک خستہ حال شخص کھڑے ہوئے اور عرض کیا۔ اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ! کیا آپ نے بذات خود رسول پاک ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے؟

انہوں نے فرمایا جی ہاں! چنانچہ وہ صاحب اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹے اور انہوں نے انہیں (الوداعی) سلام کیا۔ پھر اپنی تلوار کی نیام کو توڑ پھینکا اور تلوار لے کر دشمن کے مقابل آئے

اور لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔(صحیح مسلم)

32:ایک دن جہاد کے لئے نکلنا، ہزار دن گھر میں رہنے سے بہتر ہے

حدیث شریف = حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سید عالم ﷺ سے سنا۔آپ فرمارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن کا پڑاؤان ہزار دنوں سے بہتر ہے جو گھر میں رہ کر گزارے جائیں۔

33:مجاہد کا آدھا دن،فضیلت بے انتہا

حدیث شریف = حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے اپنے اصحاب کو ایک غزوہ کا حکم دیا۔ایک مجاہد نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں ذرا ٹھہر جاؤں۔حضور کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ لوں اور آپ ﷺ کو سلام کر کے آپ ﷺ سے رخصت لوں تو آپ ﷺ میرے لئے کوئی دعا کریں گے جو روز قیامت میرے لئے پیش رو ہو۔

جب حضور کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور یہ آدمی سلام کرتا ہوا سامنے آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے ساتھی تم سے کتنے آگے ہو چکے ہیں؟ اس مجاہد نے کہا جی ہاں! صرف آدھا دن۔کیونکہ وہ لوگ صبح روانہ ہو چکے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضہ میں ہے وہ لوگ فضیلت میں تجھ پر ان سے زیادہ بڑھ چکے ہیں جتنا کہ مشرق اور مغرب میں فاصلہ ہے۔(مسند احمد)

34: سب سے افضل شہداء

حدیث شریف = ایک شخص نے رسول پاک ﷺ سے پوچھا کہ سب سے افضل شہید کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: افضل ترین شہداء وہ ہیں جو میدان جنگ میں قتل تو ہوجاتے ہیں مگر منہ نہیں پھیرتے، ان کا رب جل جلالہ انہیں دیکھ کر مسکراتا ہے (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) اور جب تیرا رب دنیا میں کسی بندے پر مسکراتا ہے تو پھر اس کا حساب کتاب نہیں ہوتا۔ یہ لوگ جنت کے بالا خانوں میں محوِ خرام ہوں گے۔ (مسند احمد)

35: اُمّت مسلمہ کا ایک گروہ ہمیشہ حق کی خاطر لڑتا رہے گا

حدیث شریف = حضرت مطرب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ میری اُمّت کا ایک گروہ حق کی خاطر ہمیشہ اپنے مخالفوں سے لڑتا رہے گا اور غالب رہے گا، یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال سے لڑے گا۔ (سنن ابوداؤد (مترجم) جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 712، ص 269، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

36: اُمّت مسلمہ کی ایک جماعت دشمنوں پر غالب رہے گی

حدیث شریف = حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میری اُمّت میں ہمیشہ ایسی جماعت رہے گی جو حق پر لڑتے رہیں گے اور اپنے دشمنوں پر غالب رہیں گے، یہاں تک کہ ان کا آخری شخص مسیح دجال کو قتل کرے گا (المستدرک للحاکم، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 2392، ص 522، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

37: اُمّت کے دو گروہوں کو دوزخ سے آزادی کی بشارت

حدیث شریف = حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ جو کہ نبی پاک ﷺ کے غلام تھے، راوی ہیں کہ سرکار کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اُمّت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ دوزخ کے عذاب سے بچائے گا، ان میں سے ایک ہندوستان میں جہاد کریگا اور دوسرا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہوگا (سنن ترمذی (مترجم) جلد 2، کتاب الجہاد، حدیث 3179، ص 337، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

38: جہاد ہند کا شہید افضل ترین شہید ہے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا کہ مسلمان ہندوستان میں جہاد کریں گے اگر وہ جہاد میری موجودگی میں ہوا تو میں اپنی جان اور مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کروں گا، اگر میں شہید ہو جاؤں تو میں سب سے افضل ترین شہداء میں سے ہوں گا۔ اگر میں زندہ رہا تو میں وہ ابو ہریرہ ہوں گا جو عذاب جہنم سے آزاد کر دیا گیا ہے۔ (سنن نسائی (مترجم) جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث 3177، ص 336، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

39: کفار کے لشکروں کی تباہی کیلئے دعا مانگنا سنت ہے

حدیث شریف = حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے سرور کونین ﷺ کو کفار کے لشکروں کے خلاف دعا مانگتے ہوئے سنا:

اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ، سَرِیْعَ الْحِسَابِ اھْزِمِ الْأَحْزَابَ وَزَلْزِلْھُمْ

اے اللہ تعالیٰ: کتاب کے اتارنے والے! جلد حساب لینے والے! دشمن کے لشکر کو شکست دے اور ان کے قدم اکھیڑ دے (ترمذی (مترجم) جلد اول، باب ماجاء فی الدعا عند القتال، حدیث 1732، ص 818، مطبوعہ فرید بک لاہور)

40: مشرکین کے خلاف غزوۂ احزاب کے دن سرکار ﷺ کی دعا

حدیث شریف = حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کے دن سرور کائنات ﷺ نے مشرکین کے خلاف دعا فرمائی کہ یا اللہ جل جلالہ! ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے، انہوں نے ہمیں عصر کی نماز نہیں پڑھنے دی، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ (بخاری، حدیث 2931)

پانچویں فصل

عیسائیوں کی مقدس کتاب بائبل میں جہاد کا تصور

بائبل میں جہاد کا تصور

موجودہ دور میں وقتاً فوقتاً مسلمانوں کو عیسائی دنیا کی جانب سے دلی رنج پہنچایا جا رہا ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات کو ابھارا جا رہا ہے، کبھی اسلام کے خلاف نازیبا کلمات بولے جاتے ہیں، کبھی سرور کائنات ﷺ کی شان میں مختلف طریقوں سے، کبھی توہین آمیز فلم بنا کر تو کبھی توہین آمیز خاکے بنا کر گستاخی کی جاتی ہے۔ کبھی قرآن مجید جلایا جاتا ہے تو کبھی شعائر اسلام کا کھل کر مذاق اڑایا جاتا ہے۔ الغرض کہ کسی نہ کسی طرح دنیائے عیسائیت کی جانب سے مسلمانوں کے جذبات برانگیختہ کئے جاتے ہیں۔

سب سے بڑا الزام عیسائیوں کی جانب سے یہ لگایا جاتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا اور مسلمانوں پر فرض عبادت جہاد کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ وقفہ وقفہ سے عیسائی مشنری کی جانب سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ لہٰذا ہم نے مناسب سمجھا کہ جہاد کا تصور بائبل سے ثابت کیا جائے چنانچہ موجودہ بائبل کے ٹائٹل اور اصل عکس کے ثبوت کے ساتھ آپ کی خدمت میں بائبل سے جہاد کا تصور پیش کرتے ہیں ان شواہد کے ذریعے ہمارا عیسائی مشنری کو چیلنج ہے کہ وہ موجودہ بائبل کی آیتوں کو غلط قرار دے کر پابندی لگائیں یا قرآنی آیات میں موجود جہادی آیات پر پابندی کی بات کرنا اور اس پر بے بنیاد طعنہ زنی کرنا چھوڑ دیں۔

کتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

بائبل سوسائٹی

انارکلی ۔ لاہور

THE HOLY BIBLE IN URDU
REVISED VERSION
93

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

1985 - 16.5M

SBN 564 00266 6

بائبل میں جہاد کا تصور (بائبل کا اصل عکس ملاحظہ فرمائیں)

ہُوئی بات جو اُس نے اپنے اُوپر فرض ٹھہرائی ہے اب تک
۷ پُوری نہ ہُوئی ہو ۔ اور اُسکا آدمی یہ حال سُنکر اُس دِن اُس
سے کچھ نہ کہے تو اُسکی مَنّتیں قائِم رہینگی اور جو باتیں اُس نے
۸ اپنے اُوپر فرض ٹھہرائی ہیں وہ بھی قائِم رہینگی ۔ لیکن اگر
اُسکا آدمی جِس دِن یہ سب سُنے اُسی دِن اُسے منع کرے
تو اُس نے گویا اُس عَورت کی مَنّت کو اور اُسکے مُنہ کی نِکلی
ہوئی بات کو جو اُس نے اپنے اُوپر فرض ٹھہرائی تھی توڑ دیا
۹ اور خُداوند اُس عَورت کو معذُور رکھیگا ۔ پر بیوہ اور مُطلّقہ
۱۰ کی مَنّتیں اور فرض ٹھہرائی ہُوئی باتیں قائِم رہینگی ۔ اور
اگر اُس نے اپنے شَوہر کے گھر ہوتے ہُوئے کچھ مَنّت مانی
۱۱ یا قسم کھا کر اپنے اُوپر کوئی فرض ٹھہرایا ہو ۔ اور اُسکا شَوہر
یہ حال سُنکر خاموش رہا ہو اور اُسے منع نہ کیا ہو تو اُسکی
مَنّتیں اور سب فرض جو اُس نے اپنے اُوپر ٹھہرائے قائِم
۱۲ رہینگے ۔ پر اگر اُسکے شَوہر نے جِس دِن یہ سب سُنا اُسی
دِن اُسے باطِل ٹھہرایا ہو تو جو کچھ اُس عَورت کے مُنہ سے
اُسکی مَنّتوں اور ٹھہرائے ہُوئے فرض کے بارے میں نِکلا ہے
وہ قائِم نہیں رہیگا ۔ اُسکے شَوہر نے اُنکو توڑ ڈالا ہے اور
۱۳ خُداوند اُس عَورت کو معذُور رکھیگا ۔ اُسکی ہر مَنّت کو اور
اپنی جان کو دُکھ دینے کی ہر قسم کو اُسکا شَوہر چاہے تو قائِم
۱۴ رکھے یا اگر چاہے تو باطِل ٹھہرائے ۔ پر اگر اُسکا شَوہر روز
بروز خاموش ہی رہے تو وہ گویا اُسکی سب مَنّتوں اور
ٹھہرائے ہُوئے فرضوں کو قائِم کر دیتا ہے ۔ اُس نے اُنکو
قائِم یُوں کیا کہ جِس دِن سے سب سُنا وہ خاموش ہی رہا ۔
۱۵ پر اگر وہ اُنکو سُنکر بعد میں اُنکو باطِل ٹھہرائے تو وہ اُس
۱۶ عَورت کا گُناہ اُٹھائیگا ۔ شَوہر اور بیوی کے درمیان اور
باپ بیٹی کے درمیان جب بیٹی نَوجوانی کے ایّام میں باپ
کے گھر ہو اِن ہی آئین کا حکم خُداوند نے مُوسیٰ کو دِیا ۔

باب ۳۱

۱ ۲ (پھر خُداوند نے مُوسیٰ سے کہا ۔ مِدیانیوں سے بنی اِسرائیل
۳ کا اِنتقام لے ۔ اِسکے بعد تُو اپنے لوگوں میں جا مِلیگا ۔ تب مُوسیٰ
نے لوگوں سے کہا اپنے میں سے جنگ کے لِئے آدمیوں کو مُسلّح
کرو تاکہ وہ مِدیانیوں پر حملہ کریں اور مِدیانیوں سے خُداوند
۴ کا اِنتقام لیں ۔ اور اِسرائیل کے سب قبیلوں میں سے
۵ فی قبیلہ ایک ہزار آدمی لیکر جنگ کے لِئے بھیجنا ۔ سو ہزاروں
ہزار بنی اِسرائیل میں سے فی قبیلہ ایک ہزار کے حساب سے
۶ بارہ ہزار مُسلّح آدمی جنگ کے لِئے چُنے گئے ۔ یُوں مُوسیٰ نے
ہر قبیلہ سے ایک ہزار آدمیوں کو جنگ کے لِئے بھیجا اور اِلیعزر
کاہن کے بیٹے فینحاس کو بھی جنگ پر روانہ کیا اور مُقدّس کے
۷ ظرُوف اور بلند آواز کے نرسنگے اُسکے ساتھ کر دِئے ۔ اور جیسا
خُداوند نے مُوسیٰ کو حکم دِیا تھا اُسکے مُطابِق اُنہوں نے مِدیانیوں
۸ سے جنگ کی اور سب مردوں کو قتل کیا ۔ اور اُنہوں نے اُن
مقتُولوں کے سِوا عوی اور رقم اور صور اور حور اور ربع کو
بھی جو مِدیان کے پانچ بادشاہ تھے جان سے مارا اور بعور
۹ کے بیٹے بلعام کو بھی تلوار سے قتل کیا ۔ اور بنی اِسرائیل
نے مِدیان کی عَورتوں اور اُنکے بچّوں کو اسیر کیا اور اُنکے
چَوپائے اور بھیڑ بکریاں اور مال و اسباب سب کچھ لُوٹ
۱۰ لیا ۔ اور اُنکی سکُونت گاہوں کے سب شہروں کو جِن میں وہ
رہتے تھے اور اُنکی سب چھاؤنیوں کو آگ سے پھُونک دِیا ۔
۱۱ اور اُنہوں نے سارا مالِ غنیمت اور سب اسیر کیا اِنسان اور
۱۲ کیا حَیوان ساتھ لِئے ۔ اور اُن اسیروں اور مالِ غنیمت کو مُوسیٰ
اور اِلیعزر کاہن اور بنی اِسرائیل کی ساری جماعت کے
پاس اُس لشکر گاہ میں لے آئے جو یریحُو کے مقابِل یردن
کے کنارے کنارے موآب کے میدانوں میں تھی ۔
۱۳ تب مُوسیٰ اور اِلیعزر کاہن اور جماعت کے سب سردار
۱۴ اُنکے اِستقبال کے لِئے لشکر گاہ کے باہر گئے ۔ اور مُوسیٰ اُن
فَوجی سرداروں پر جو ہزاروں اور سینکڑوں کے سردار تھے
۱۵ اور جنگ سے لَوٹے تھے جھلّایا ۔ اور اُن سے کہنے لگا کیا تُم
۱۶ نے سب عَورتیں جیتی بچا رکھی ہیں ؟ ۔ دیکھو اِن ہی نے
بلعام کی صلاح سے فغُور کے مُعاملہ میں بنی اِسرائیل سے
خُداوند کی حکم عدُولی کرائی اور یُوں خُداوند کی جماعت میں وبا
۱۷ پھیلی ۔ اِس لِئے اِن بچّوں میں جِتنے لڑکے ہیں سب کو مار ڈالو
۱۸ اور جِتنی عَورتیں مرد کا مُنہ دیکھ چُکی ہیں اُنکو قتل کر ڈالو ۔ لیکن
اُن لڑکیوں کو جو مرد سے واقِف نہیں اور اچھُوتی ہیں اپنے
۱۹ لِئے زندہ رکھو) ۔ اور تُم سات دِن تک لشکر گاہ کے باہر ہی
ڈیرے ڈالے پڑے رہو اور تُم میں سے جِتنوں نے کِسی آدمی
کو جان سے مارا ہو اور جِتنوں نے کِسی مقتُول کو چھُوا ہو وہ
سب اپنے آپ کو اور اپنے قیدیوں کو تیسرے دِن اور ساتویں

بائبل کی اصل عبارت:

خداوند نے موسیٰ سے کہا۔ مدیانیوں سے بنی اسرائیل کا انتقام لے اس کے بعد تو اپنے لوگوں میں جا ملے گا۔ تب موسیٰ نے لوگوں سے کہا اپنے میں سے جنگ کے لئے آدمیوں کو مسلح کرو تا کہ وہ مدیانیوں پر حملہ کریں اور مدیانیوں سے خداوند کا انتقام لیں۔ اور اسرائیل کے سب قبیلوں میں سے فی قبیلہ ایک ہزار آدمی لے کر جنگ کے لئے بھیجنا۔ سو ہزاروں ہزار بنی اسرائیل میں سے فی قبیلہ ایک ہزار کے حساب سے بارہ ہزار مسلح آدمی جنگ کے لئے چنے گئے۔ یوں موسیٰ نے ہر قبیلہ سے ایک ہزار آدمیوں کو جنگ کے لئے بھیجا اور الیعزر کاہن کے بیٹے فینحاس کو بھی جنگ پر روانہ کیا اور مقدس کے ظروف اور بلند آواز کے نرسنگے اس کے ساتھ کر دیئے۔ اور جیسا خداوند نے موسیٰ کو حکم دیا تھا، اس کے مطابق انہوں نے مدیانیوں سے جنگ کی اور سب مردوں کو قتل کیا۔ اور انہوں نے ان مقتولوں کو سواعوی اور رقم اور صور اور حور اور ربع کو بھی جو مدیان کے پانچ بادشاہ تھے، جان سے مارا اور بعور کے بیٹے بلعام کو بھی تلوار سے قتل کیا۔ اور بنی اسرائیل نے مدیان کی عورتوں اور ان کے بچوں کو اسیر کیا اور ان سے چوپائے اور بھیڑ بکریاں اور مال و اسباب سب کچھ لوٹ لیا۔ اور ان کی سکونت گاہوں کے سب شہروں کو جن میں وہ رہتے تھے، اور ان کی سب چھاؤنیوں کو آگ سے پھونک دیا اور انہوں نے سارا مال غنیمت اور سب اسیر کیا۔ انسان اور کیا حیوان ساتھ لئے اور ان اسیروں اور مال غنیمت کو موسیٰ اور الیعزر کاہن اور بنی اسرائیل کی ساری جماعت کے پاس اس لشکر گاہ میں لے آئے جو یریحو کے مقابل یردن کے کنارے کنارے موآب کے میدانوں میں تھی۔ تب موسیٰ اور الیعزر کاہن اور جماعت کے سب سردار ان کے استقبال کے لئے لشکر گاہ کے باہر گئے اور موسیٰ ان فوجی سرداروں پر جو ہزاروں اور سیکڑوں کے

سردار تھے اور جنگ سے لوٹے تھے، جھلایا اور ان سے کہنے لگا کیا تم نے سب عورتیں جیتی بچا رکھی ہیں؟ دیکھو ان ہی نے طعام کی صلاح سے فغور کے معاملہ میں بنی اسرائیل سے خداوند کی حکم عدولی کرائی اور یوں خداوند کی جماعت میں وبا پھیلی۔ اس لئے ان بچوں میں جتنے لڑکے ہیں، سب کو مار ڈالو اور جتنی عورتیں مرد کا منہ دیکھ چکی ہیں تو ان کو قتل کر ڈالو لیکن ان لڑکیوں کو جو مرد سے واقف نہیں اور اچھوتی ہیں اپنے لئے زندہ رکھو

(کتاب گنتی باب ۳۱:۱ تا ۱۹)

بائبل میں جہاد کا تصور (بائبل کا اصل عکس ملاحظہ فرمائیں)

۲-۳۲ گنتی ۳۲-۳۲

۲ ہیں ۝ تو اُنہوں نے جا کر مُوسیٰ اور اِلیعزر کاہن اور جماعت ۳ کے سرداروں سے کہا کہ ۝ عطارات اور دِیبون اور یعزیر اور ۴ نمرہ اور حسبون اور اِلیعالی اور شبام اور نبو اور بعون ۝ یعنی وہ مُلک جس پر خُداوند نے اِسرائیل کی جماعت کو فتح دِلائی ہے چوپایوں کے لئے نہایت اچھا ہے اور تیرے خادِموں کے ۵ پاس چوپائے ہیں ۝ سو اگر ہم پر تیرے کرم کی نظر ہے تو اِسی مُلک کو اپنے خادِموں کی مِیراث کر دے اور ہم کو یَردن پار نہ لے جا ۝ ۶ مُوسیٰ نے بنی رُوبن اور بنی جد سے کہا کیا تمہارے ۷ بھائی لڑائی میں جائیں اور تم یہیں بیٹھے رہو؟ ۝ تم کیوں بنی اِسرائیل کو پار اُتر کر اُس مُلک میں جانے سے جو خُداوند ۸ نے اُنکو دِیا ہے بے دِل کرتے ہو؟ ۝ تمہارے باپ دادا نے بھی جب مَیں نے اُنکو قادِس برنیع سے بھیجا کہ مُلک کا حال ۹ دریافت کریں تو اَیسا ہی کیا تھا ۝ کیونکہ جب وہ وادیِ اِسکال میں پہنچے اور اُس مُلک کو دیکھا تو اُنہوں نے بنی اِسرائیل کو بے دِل کر دیا تاکہ وہ اُس مُلک میں جو خُداوند نے اُنکو عِنایت ۱۰ کیا نہ جائیں ۝ اور اُسی دِن خُداوند کا غضب بھڑکا اور اُس ۱۱ نے قسم کھا کر کہا کہ ۝ اُن لوگوں میں سے جو مِصر سے نِکل آئے ہیں بِیس برس اور اُس سے اُوپر اُوپر کی عُمر کا کوئی شخص اُس مُلک کو نہیں دیکھنے پائیگا جِسکے دینے کی قسم مَیں نے اَبرہام اور اِضحاق اور یعقُوب سے کھائی کیونکہ اُنہوں ۱۲ نے میری پُوری پَیروی نہیں کی ۝ مگر یفُنّہ قنزی کا بیٹا کالب اور نُون کا بیٹا یشُوع اُسے دیکھینگے کیونکہ اُنہوں ۱۳ نے خُداوند کی پُوری پَیروی کی ہے ۝ سو خُداوند کا قہر اِسرائیل پر بھڑکا اور اُس نے اُنکو بیابان میں چالیس برس تک آوارہ پِھرایا جب تک کہ اُس پُشت کے سب لوگ جِنہوں نے خُداوند کے رُوبرُو گُناہ کیا تھا نابُود نہ ہو گئے ۝ ۱۴ اور دیکھو تم جو گُنہگاروں کی نسل ہو اب اپنے باپ دادا کی جگہ اُٹھے ہو تاکہ خُداوند کے قہرِ شدِید کو اِسرائیلیوں پر زیادہ ۱۵ کراؤ ۝ کیونکہ اگر تم اُسکی پَیروی سے پِھر جاؤ تو وہ اُنکو پِھر بیابان میں چھوڑ دیگا اور تم اِن سب لوگوں کو ہلاک کراؤ گے ۝ ۱۶ تب وہ اُسکے نزدِیک آ کر کہنے لگے کہ ہم اپنے چوپایوں کے لِئے ۱۷ یہاں بھیڑسالے اور اپنے بال بچوں کے لِئے شہر بنائینگے ۝ پر ہم خود ہتھیار باندھے ہُوئے تیار رہینگے کہ بنی اِسرائیل کے آگے آگے چلیں جب تک کہ اُنکو اُنکی جگہ تک نہ پہنچا دیں اور ہمارے بال بچے اِس مُلک کے باشِندوں کے سبب سے ۱۸ فصِیل دار شہروں میں رہینگے ۝ اور ہم اپنے گھروں کو پِھر واپس نہیں آئینگے جب تک بنی اِسرائیل کا ایک ایک آدمی ۱۹ اپنی مِیراث کا مالِک نہ ہو جائے ۝ اور ہم اُن میں شامِل ہو کر یَردن کے اُس پار یا اُس سے آگے مِیراث نہ لینگے کیونکہ ہماری مِیراث یَردن کے اِس پار مشرِق کی طرف ہم کو مِل گئی ۝ ۲۰ مُوسیٰ نے اُن سے کہا اگر تم یہ کام کرو اور خُداوند کے حضور مُسلّح ۲۱ ہو کر لڑنے جاؤ ۝ اور تمہارے ہتھیار بند جوان خُداوند کے حضور یَردن پار جائیں جب تک کہ خُداوند اپنے دُشمنوں کو اپنے ۲۲ سامنے سے دفع نہ کرے ۝ اور وہ مُلک خُداوند کے حضور قبضہ میں نہ آ جائے تو اِسکے بعد تم واپس آؤ۔ پِھر تم خُداوند کے حضور اور اِسرائیل کے آگے بے گُناہ ٹھہرو گے اور یہ مُلک خُداوند کے ۲۳ حضور تمہاری مِلکیت ہو جائیگا ۝ لیکن اگر تم اَیسا نہ کرو تو تم خُداوند کے گُنہگار ٹھہرو گے اور یہ جان لو کہ تمہارا گُناہ تم کو پکڑیگا ۝ ۲۴ سو تم اپنے بال بچوں کے لِئے شہر اور اپنی بھیڑ بکریوں کے لِئے بھیڑسالے بناؤ۔ جو تمہارے مُنہ سے نِکلا ہے وُہی کرو ۝ ۲۵ تب بنی جد اور بنی رُوبن نے مُوسیٰ سے کہا کہ تیرے خادِم ۲۶ جَیسا ہمارے مالِک کا حُکم ہے وَیسا ہی کرینگے ۝ ہمارے بال بچے ہماری بِیویاں ہماری بھیڑ بکریاں اور ہمارے ۲۷ سب چوپائے جِلعاد کے شہروں میں رہینگے ۝ پر ہم جو تیرے خادِم ہیں سو ہمارا ایک ایک مُسلّح جوان خُداوند کے حضور لڑنے کو پار جائیگا جَیسا ہمارا مالِک کہتا ہے ۝

۲۸ تب مُوسیٰ نے اُنکے بارے میں اِلیعزر کاہن اور نُون کے بیٹے یشُوع اور اِسرائیلی قبائِل کے آبائی خاندانوں کے ۲۹ سرداروں کو وصِیّت کی ۝ اور اُن سے یہ کہا کہ اگر بنی جد اور بنی رُوبن کا ایک ایک مرد خُداوند کے حضور تمہارے ساتھ یَردن کے پار مُسلّح ہو کر لڑائی میں جائے اور اُس مُلک پر تمہارا قبضہ ہو جائے تو تم جِلعاد کا مُلک اُنکی مِیراث کر دینا ۝ ۳۰ پر اگر وہ ہتھیار باندھ کر تمہارے ساتھ پار نہ جائیں تو اُنکو ۳۱ بھی مُلکِ کنعان ہی میں تمہارے بیچ مِیراث مِلے ۝ تب بنی جد اور بنی رُوبن نے جواب دِیا کہ جَیسا خُداوند نے تیرے ۳۲ خادِموں کو حُکم دِیا ہے ہم وَیسا ہی کرینگے ۝ ہم ہتھیار باندھ کر

بائبل کی اصل عبارت: موسیٰ نے ان سے کہا اگر تم یہ کام کرو اور خداوند کے حضور مسلح ہو کر لڑنے جاؤ۔ اور تمہارے ہتھیار بند جوان خداوند کے حضور یردن پار جائیں جب تک کہ خداوند اپنے دشمنوں کو اپنے سامنے سے دفع نہ کرے (کتاب گنتی باب ۳۲: ۱۲، ۲۲)

بائبل میں جہاد کا تصور (بائبل کا اصل عکس ملاحظہ فرمائیں)

۲۱ ہمارے خُدا نے تمکو دِیا ہے اُنکا مطلب کیا ہے؟ ۵ تو تُو اپنے بیٹوں کو یہ جواب دینا کہ جب ہم مِصر میں فرعون کے غُلام تھے تو خُداوند اپنے زورآور ہاتھ سے ہمکو مِصر سے نِکال لایا ۵ ۲۲ اور خُداوند نے بڑے بڑے اور ہَولناک عجائِب ونِشان ہمارے سامنے اہلِ مِصر اور فرعون اور اُسکے سب گھرانے پر کر کے دِکھائے ۵ ۲۳ اور ہمکو وہاں سے نِکال لایا تاکہ ہمکو اِس مُلک میں جسے ہمکو دینے کی قسم اُس نے ہمارے باپ دادا سے کھائی پہنچائے ۵ ۲۴ سو خُداوند نے ہمکو اِن سب احکام پر عمل کرنے اور ہمیشہ اپنی بھلائی کے لِئے خُداوند اپنے خُدا کا خَوف ماننے کا حُکم دِیا ہے تاکہ وہ ہمکو زِندہ رکھے جیسا آج کے دِن ظاہِر ہے ۵ ۲۵ اور اگر ہم اِحتیاط رکھیں کہ خُداوند اپنے خُدا کے حضُور اِن سب حکموں کو مانیں جیسا اُس نے ہم سے کہا ہے تو اِسی میں ہماری صداقت ہوگی ۵

باب ۷ ۱ جب خُداوند تیرا خُدا تجھکو اُس مُلک میں جس پر قبضہ کرنے کے لِئے تُو جارہا ہے پہنچادے اور تیرے آگے سے اُن بہت سی قوموں کو یعنی حِتّیوں اور جِرجاسیوں اور اموریوں اور کنعانیوں اور فرزّیوں اور حِوّیوں اور یبوسیوں کو جو ساتوں قومیں تجھ سے بڑی اور زورآور ہیں نِکال دے ۵ ۲ اور جب خُداوند تیرا خُدا اُنکو تیرے آگے شکست دِلائے اور تُو اُنکو مارلے تو تُو اُنکو بالکل نابُود کر ڈالنا۔ تُو اُن سے کوئی عہد نہ باندھنا اور نہ اُن پر رحم کرنا ۵ ۳ تُو اُن سے بیاہ شادی بھی نہ کرنا۔ نہ اُنکے بیٹوں کو اپنی بیٹیاں دینا اور نہ اپنے بیٹوں کے لِئے اُنکی بیٹیاں لینا ۵ ۴ کیونکہ وہ تیرے بیٹوں کو میری پَیروی سے برگشتہ کر دینگے تاکہ وہ اَور معبُودوں کی عِبادت کریں۔ یُوں خُداوند کا غضب تُم پر بھڑکیگا اور وہ تجھکو جلد ہلاک کر دیگا ۵ ۵ بلکہ تُم اُن سے یہ سلوک کرنا کہ اُنکے مذبحوں کو ڈھادینا۔ اُنکے سُتونوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا اور اُنکی یسیرتوں کو کاٹ ڈالنا اور اُنکی تراشی ہُوئی مُورتیں آگ میں جلادینا ۵ ۶ کیونکہ تُو خُداوند اپنے خُدا کے لِئے ایک مُقدّس قوم ہے۔ خُداوند تیرے خُدا نے تجھکو رُوئے زمِین کی اَور سب قوموں میں سے چُن لیا ہے تاکہ اُسکی خاص اُمّت ٹھہرے ۵ ۷ خُداوند نے جو تُم سے محبّت کی اور تمکو چُن لیا تو اِسکا سبب یہ نہ تھا کہ تُم شُمار میں اَور قوموں سے زِیادہ تھے کیونکہ تُم سب قوموں سے شُمار میں کم تھے ۵ ۸ بلکہ چُونکہ خُداوند کو تُم سے محبّت ہے اور وہ اُس قسم کو جو اُس نے تُمہارے باپ دادا سے کھائی پُورا کرنا چاہتا تھا اِسلِئے خُداوند تمکو اپنے زورآور ہاتھ سے نِکال لایا اور غُلامی کے گھر یعنی مِصر کے بادشاہ فرعون کے ہاتھ سے تمکو مخلصی بخشی ۵ ۹ سو جان لے کہ خُداوند تیرا خُدا وہی خُدا ہے۔ وہ وفادار خُدا ہے اور جو اُس سے محبّت رکھتے اور اُسکے حکموں کو مانتے ہیں اُنکے ساتھ ہزار پُشت تک وہ اپنے عہد کو قائِم رکھتا اور اُن پر رحم کرتا ہے ۵ ۱۰ اور جو اُس سے عداوت رکھتے ہیں اُنکو اُنکے دیکھتے ہی دیکھتے بدلہ دے کر ہلاک کر ڈالتا ہے۔ وہ اُسکے بارے میں جو اُس سے عداوت رکھتا ہے دیر نہ کریگا بلکہ اُسی کے دیکھتے دیکھتے اُسے بدلہ دیگا ۵ ۱۱ اِسلِئے جو فرمان اور آئِین اور احکام میں آج کے دِن تجھکو بتاتا ہُوں تُو اُنکو ماننا اور اُن پر عمل کرنا ۵

۱۲ اور تُمہارے اِن حکموں کو سُننے اور ماننے اور اُن پر عمل کرنے کے سبب سے خُداوند تیرا خُدا بھی تیرے ساتھ اُس عہد اور رحمت کو قائِم رکھیگا جِسکی قسم اُس نے تیرے باپ دادا سے کھائی ۵ ۱۳ اور تجھ سے محبّت رکھیگا اور تجھکو برکت دیگا اور بڑھائیگا اور اُس مُلک میں جسے تجھکو دینے کی قسم اُس نے تیرے باپ دادا سے کھائی وہ تیری اَولاد پر اور تیری زمِین کی پَیداوار یعنی تیرے غلّہ اور مَے اور تیل پر اور تیرے گائے بَیل کے اور بھیڑ بکریوں کے بچّوں پر برکت نازِل کریگا ۵ ۱۴ تجھکو سب قوموں سے زِیادہ برکت دی جائیگی اور تُم میں یا تُمہارے چوپایوں میں نہ تو کوئی عقیم ہوگا نہ بانجھ ۵ ۱۵ اور خُداوند ہر قسم کی بیماری تجھ سے دُور کریگا اور مِصر کے اُن بُرے روگوں کو جن سے تُو واقِف ہے تجھکو لگنے نہ دیگا بلکہ اُنکو اُن پر جو تجھ سے عداوت رکھتے ہیں نازِل کریگا ۵ ۱۶ اور تُو اُن سب قوموں کو جِنکو خُداوند تیرا خُدا تیرے قابُو میں کر دیگا نابُود کر ڈالنا۔ تُو اُن پر ترس نہ کھانا اور نہ اُنکے دیوتاؤں کی عِبادت کرنا ورنہ یہ تیرے لِئے ایک جال ہوگا ۵ ۱۷ اور اگر تیرا دِل کبھی یہ کہے کہ یہ قومیں تو مجھ سے زِیادہ ہیں۔ مَیں اُنکو کیونکر نِکالُوں؟ ۵ ۱۸ تو بھی تُو اُن سے نہ ڈرنا بلکہ جو کچھ خُداوند تیرے خُدا نے فرعون اور سارے مِصر سے کیا اُسے خُوب یاد رکھنا ۵ ۱۹ یعنی اُن بڑے بڑے تجربوں کو جنکو تیری آنکھوں نے دیکھا اور اُن نِشانوں اور معجزوں اور زورآور ہاتھ اور بلند بازُو کو جِن سے خُداوند تیرا خُدا تجھکو نِکال لایا کیونکہ خُداوند

بائبل کی اصل عبارت: جب خداوند تیرا خدا ان کو تیرے آگے شکست دلائے اور تو ان کو مارلے تو، تو ان کو بالکل نابود کرڈالنا۔ تو ان سے کوئی عہد نہ باندھنا اور نہ ان پر رحم کرنا

(کتاب استثناء باب ۷: ۲،۳)

بائبل میں جہاد کا تصور (بائبل کا اصل عکس ملاحظہ فرمائیں)

19 - ۱۰ استثنا ۲۰ - ۱۷

۱۰ دینا۔ تاکہ تیرے مُلک کے بیچ جسے خُداوند تیرا خُدا تجھ کو میراث میں دیتا ہے بے گُناہ کا خُون بہایا نہ جائے اور وہ خُون یُوں تیری گردن پر ہو۔ ۱۱ لیکن اگر کوئی شخص اپنے ہمسایہ سے عداوت رکھتا ہُؤا اُسکی گھات میں لگے اور اُس پر حملہ کرکے اُسے اَیسا مارے کہ وہ مرجائے اور وہ خُود اُن شہروں میں سے کسی میں بھاگ جائے۔ ۱۲ تو اُسکے شہر کے بُزرگ لوگوں کو بھیجکر اُسے وہاں سے پکڑوا منگوائیں اور اُسکو خُون کے اِنتقام لینے والے کے ہاتھ میں حوالہ کریں تاکہ وہ قتل ہو۔ ۱۳ تجھ کو اُس پر ذرا ترس نہ آئے بلکہ تو اِس طرح بے گُناہ کے خُون کو اسرائیل سے دفع کرنا تاکہ تیرا بھلا ہو۔

۱۴ تو اُس مُلک میں جسے خُداوند تیرا خُدا تجھ کو قبضہ کرنے کو دیتا ہے اپنے ہمسایہ کی حد کا نشان جِسکو اگلے لوگوں نے تیری میراث کے حصہ میں ٹھہرایا ہو مت ہٹانا۔

۱۵ کسی شخص کے خِلاف اُسکی کسی بدکاری یا گُناہ کے بارے میں جو اُس سے سرزد ہو ایک ہی گواہ بس نہیں بلکہ دو گواہوں یا تین گواہوں کے کہنے سے بات پکی سمجھی جائے۔ ۱۶ اگر کوئی جُھوٹا گواہ اُٹھ کر کسی آدمی کی بدی کی نسبت گواہی دے۔ ۱۷ تو وہ دونوں آدمی جنکے بیچ یہ جھگڑا ہو خُداوند کے حضُور کاہنوں اور اُن دِنوں کے قاضیوں کے آگے کھڑے ہوں۔ ۱۸ اور قاضی خُوب تحقیقات کریں اور اگر وہ گواہ جُھوٹا نِکلے اور ۱۹ اُس نے اپنے بھائی کے خِلاف جُھوٹی گواہی دی ہو۔ تو جو حال اُس نے اپنے بھائی کا کرنا چاہا تھا وہی تُم اُسکا کرنا ۲۰ اور یُوں تُو اَیسی بُرائی کو اپنے درمیان سے دفع کر دینا۔ اور دُوسرے لوگ سُنکر ڈرینگے اور تیرے بیچ پھر اَیسی بُرائی نہیں کرینگے۔ ۲۱ اور تجھ کو ذرا ترس نہ آئے۔ جان کا بدلہ جان آنکھ کا بدلہ آنکھ۔ دانت کا بدلہ دانت۔ ہاتھ کا بدلہ ہاتھ اور پاؤں کا بدلہ پاؤں ہو۔

باب ۲۰ ۱ (جب تُو اپنے دُشمنوں سے جنگ کرنے کو جائے اور گھوڑوں اور رتھوں اور اپنے سے بڑی فَوج کو دیکھے تو اُن سے ڈر نہ جانا کیونکہ خُداوند تیرا خُدا جو تجھ کو مُلکِ مصر سے نِکال لایا تیرے ساتھ ہے۔ ۲ اور جب معرکۂ جنگ میں تمہاری مُٹھ بھیڑ ہونے کو ہو تو کاہِن فَوج کے آدمیوں کے پاس جاکر اُنکی طرف مخاطِب ہو۔ ۳ اور اُن سے کہے سُنو اَے اِسرائیلیو! تُم آج کے دِن اپنے دُشمنوں کے مُقابلہ کے لِئے معرکۂ جنگ میں آئے ہو سو تُمہارا دِل ہِراسان نہ ہو۔ تُم نہ خَوف کرو نہ کانپو۔ نہ اُن سے دہشت کھاؤ۔ ۴ کیونکہ خُداوند تُمہارا خُدا تُمہارے ساتھ ساتھ چلتا ہے تاکہ تُم کو بچانے کو تُمہاری طرف سے تُمہارے دُشمنوں سے جنگ کرے۔ ۵ پھر فَوجی حُکّام لوگوں سے یُوں کہیں کہ تُم میں سے جِس کسی نے نیا گھر بنایا ہو اور اُسے مخصُوص نہ کیا ہو وہ اپنے گھر کو لَوٹ جائے تا نہ ہو کہ وہ جنگ میں قتل ہو اور دُوسرا شخص اُسے مخصُوص کرے۔ ۶ اور جِس کسی نے تاکستان لگایا ہو پر اب تک اُسکا پھل اِستعمال نہ کیا ہو وہ بھی اپنے گھر کو لَوٹ جائے تا نہ ہو کہ وہ جنگ میں مارا جائے اور دُوسرا آدمی اُسکا پھل کھائے۔ ۷ اور جِس نے کسی عَورت سے اپنی منگنی تو کرلی ہو پر اُسے بیاہ کر نہیں لایا ہے وہ بھی اپنے گھر کو لَوٹ جائے تا نہ ہو کہ وہ لڑائی میں مارا جائے اور دُوسرا مرد اُس سے بیاہ کرے۔ ۸ اور فَوجی حُکّام لوگوں کی طرف مخاطِب ہو کر اُن سے یہ بھی کہیں کہ جو شخص ڈرپوک اور کچے دِل کا ہو وہ بھی اپنے گھر کو لَوٹ جائے تا نہ ہو کہ اُسکی طرح اُسکے بھائیوں کا حَوصلہ بھی ٹُوٹ جائے۔ ۹ اور جب فَوجی حُکّام یہ سب کچھ لوگوں سے کہہ چکیں تو لشکر کے سرداروں کو اُن پر مُقرر کر دیں۔

۱۰ جب تُو کسی شہر سے جنگ کرنے کو اُسکے نزدیک پُہنچے تو ۱۱ پہلے اُسے صُلح کا پَیغام دینا۔ اور اگر وہ تجھ کو صُلح کا جواب دے اور اپنے پھاٹک تیرے لِئے کھول دے تو وہاں کے سب باشندے تیرے باجگذار بنکر تیری خِدمت کریں۔ ۱۲ (اور اگر وہ تجھ سے صُلح نہ کرے بلکہ تجھ سے لڑنا چاہے تو تُو اُسکا مُحاصرہ کرنا۔ ۱۳ اور جب خُداوند تیرا خُدا اُسے تیرے قبضہ میں کر دے تو وہاں کے ہر مرد کو تلوار سے قتل کر ڈالنا۔) ۱۴ لیکن عَورتوں اور بال بچّوں اور چَوپایوں اور اُس شہر کے سب مال اور لُوٹ کو اپنے لِئے رکھ لینا اور تُو اپنے دُشمنوں کی اُس لُوٹ کو جو خُداوند تیرے خُدا نے تجھ کو دی ہو کھانا۔ ۱۵ اُن سب شہروں کا یہی حال کرنا جو تجھ سے بہُت دُور ہیں اور اِن قَوموں کے شہر نہیں ہیں۔ ۱۶ پر اِن قَوموں کے شہروں میں جِنکو خُداوند تیرا خُدا میراث کے طَور پر تجھ کو دیتا ہے کسی ذی نفس کو جیتا نہ بچا رکھنا۔ ۱۷ بلکہ تُو اِنکو یعنی حِتّی اور اموری اور کنعانی اور فرزّی اور حوّی اور یبُوسی قَوموں کو جَیسا خُداوند تیرے خُدا نے تجھ کو

۱۸۵

۱۸ حکم دِیا ہے بالکُل نیست کر دینا۔ تاکہ وہ تُم کو اپنے سے مکرُوہ کام کرنے نہ سِکھائیں جو اُنہوں نے اپنے دیوتاؤں کے لِئے کِئے ہیں اور یُوں تُم خُداوند اپنے خُدا کے خِلاف گُناہ کرنے لگو۔

۱۹ جب تُو کِسی شہر کو فتح کرنے کے لِئے اُس سے جنگ کرے اور مُدّت تک اُسکا مُحاصرہ کِئے رہے تو اُسکے درختوں کو کُلھاڑی سے نہ کاٹ ڈالنا کیونکہ اُنکا پھل تیرے کھانے کے کام میں آئیگا سو تُو اُنکو مت کاٹنا کیونکہ کیا مَیدان کا درخت اِنسان ہے کہ تُو اُسکا مُحاصرہ کرے؟۔ ۲۰ سو فقط اُن ہی درختوں کو کاٹ کر اُڑا دینا جو تیری دانِست میں کھانے کے مطلب کے نہ ہوں اور تُو اُس شہر کے مُقابِل جو تُجھ سے جنگ کرتا ہو بُرجوں کو بنا لینا جب تک وہ سر نہ ہو جائے۔

باب ۲۱

۱ اگر اُس مُلک میں جِسے خُداوند تیرا خُدا تُجھ کو قبضہ کرنے کو دیتا ہے کِسی مقتُول کی لاش مَیدان میں پڑی ہُوئی مِلے اور یہ معلُوم نہ ہو کہ اُسکا قاتِل کَون ہے۔ ۲ تو تیرے بُزرگ اور قاضی نِکلکر اُس مقتُول کے گِردا گِرد کے شہروں کے فاصِلہ کو ناپیں۔ ۳ اور جو شہر اُس مقتُول کے سب سے نزدِیک ہو اُس شہر کے بُزرگ ایک بچھیا لیں جس سے کبھی کوئی کام نہ لیا گیا ہو اور نہ وہ جُوئے میں جوتی گئی ہو۔ ۴ اور اُس شہر کے بُزرگ اُس بچھیا کو بہتے پانی کی وادی میں جس میں نہ ہل چلا ہو اور نہ اُس میں کُچھ بویا گیا ہو لے جائیں اور وہاں اُس وادی میں اُس بچھیا کی گردن توڑ دیں۔ ۵ تب بنی لاوی جو کاہِن ہیں نزدِیک آئیں کیونکہ خُداوند تیرے خُدا نے اُنکو چُن لیا ہے کہ خُداوند کی خِدمت کریں اور اُسکے نام سے برکت دِیا کریں اور اُن ہی کے کہنے کے مُطابِق ہر جھگڑے اور مار پیٹ کے مُقدمہ کا فَیصلہ ہُؤا کرے۔ ۶ پھر اِس شہر کے سب بُزرگ جو اُس مقتُول کے سب سے نزدِیک رہنے والے ہوں اُس بچھیا کے اُوپر جِسکی گردن اُس وادی میں توڑی گئی اپنے اپنے ہاتھ دھوئیں۔ ۷ اور یُوں کہیں کہ ہمارے ہاتھ سے یہ خُون نہیں ہُؤا اور نہ یہ ہماری آنکھوں کا دیکھا ہُؤا ہے۔ ۸ سو اَے خُداوند اپنی قَوم اِسرائیل کو جِسے تُو نے چُھڑایا ہے مُعاف کر اور بے گُناہ کے خُون کو اپنی قَوم اِسرائیل کے ذِمّہ نہ لگا۔ تب وہ خُون اُنکو مُعاف کر دِیا جائیگا۔ ۹ یُوں تُو اُس کام کو کر کے جو خُداوند کے نزدِیک دُرست ہے بے گُناہ کے خُون کی جواب دِہی کو اپنے اُوپر سے دُور و دفع کرنا۔

۱۰ جب تُو اپنے دُشمنوں سے جنگ کرنے کو نِکلے اور خُداوند تیرا خُدا اُنکو تیرے ہاتھ میں کر دے اور تُو اُنکو اسیر کر لائے۔ ۱۱ اور اُن اسیروں میں کِسی خُوبصُورت عَورت کو دیکھ کر تُو اُس پر فریفتہ ہو جائے اور اُسکو بیاہ لینا چاہے۔ ۱۲ تو تُو اُسے اپنے گھر لے آنا اور وہ اپنا سر مُنڈوائے اور اپنے ناخُن ترشوائے۔ ۱۳ اور اپنی اسیری کا لِباس اُتار کر تیرے گھر میں رہے اور ایک مہینہ تک اپنے ماں باپ کے لِئے ماتم کرے۔ اِسکے بعد تُو اُسکے پاس جا کر اُسکا شَوہر ہونا اور وہ تیری بیوی بنے۔ ۱۴ اور اگر وہ تُجھ کو نہ بھائے تو جہاں وہ چاہے اُسکو جانے دینا لیکن رُوپے کی خاطِر اُسکو ہرگز نہ بیچنا اور اُس سے لَونڈی کا سا سلُوک نہ کرنا اِسلِئے کہ تُو نے اُسکی حُرمت لے لی ہے۔

۱۵ اگر کِسی مرد کی دو بیویاں ہوں اور ایک محبُوبہ اور دُوسری غَیر محبُوبہ ہو اور محبُوبہ اور غَیر محبُوبہ دونوں سے لڑکے ہوں اور پہلوٹھا بیٹا غَیر محبُوبہ سے ہو۔ ۱۶ تو جب وہ اپنے بیٹوں کو اپنے مال کا وارِث کرے تو وہ محبُوبہ کے بیٹے کو غَیر محبُوبہ کے بیٹے پر جو فی الحقیقت پہلوٹھا ہے فَوقیت دیکر پہلوٹھا نہ ٹھہرائے۔ ۱۷ بلکہ وہ غَیر محبُوبہ کے بیٹے کو اپنے سب مال کا دُونا حِصّہ دیکر اُسے پہلوٹھا مانے کیونکہ وہ اُسکی قُوّت کی اِبتدا ہے اور پہلوٹھے کا حق اُسی کا ہے۔

۱۸ اگر کِسی آدمی کا ضِدّی اور گردن کش بیٹا ہو جو اپنے باپ یا ماں کی بات نہ مانتا ہو اور اُنکے تنبِیہ کرنے پر بھی اُنکی نہ سُنتا ہو۔ ۱۹ تو اُسکے ماں باپ اُسے پکڑ کر اور نِکالکر اُس شہر کے بُزرگوں کے پاس اُس جگہ کے پھاٹک پر لے جائیں۔ ۲۰ اور وہ اُسکے شہر کے بُزرگوں سے عرض کریں کہ یہ ہمارا بیٹا ضِدّی اور گردن کش ہے۔ یہ ہماری بات نہیں مانتا اور اُڑاؤ اور شرابی ہے۔ ۲۱ تب اُسکے شہر کے سب لوگ اُسے سنگسار کریں کہ وہ مر جائے۔ یُوں تُو اَیسی بُرائی کو اپنے درمیان سے دُور کرنا۔ تب سب اِسرائیل سُنکر ڈر جائینگے۔

۲۲ اور اگر کِسی نے کوئی اَیسا گُناہ کیا ہو جِس سے اُسکا قتل واجِب ہو اور تُو اُسے مار کر درخت سے ٹانگ دے۔ ۲۳ تو اُسکی لاش رات بھر درخت پر لٹکی نہ رہے بلکہ تُو اُسی دِن اُسے دفن کر دینا کیونکہ جِسے پھانسی مِلتی ہے وہ خُدا کی طرف سے ملعُون

بائبل میں جہاد کا تصور (بائبل کا اصل عکس ملاحظہ فرمائیں)

۲۳ - ۲۴ استثنا ۱ ۲۴ - ۲۰

دھیان کر کے پُورا کرنا اور جَیسی مَنّت تُو نے خُداوند اپنے خُدا کے لِئے مانی ہو اُسکے مُطابِق رضا کی قُربانی جِسکا وعدہ تیری زبان سے ہُؤا گُذراننا ○

۲۴ جب تُو اپنے ہمسایہ کے تاکِستان میں جائے تو جِتنے انگُور چاہے پیٹ بھر کر کھانا پر کُچھ اپنے برتن میں نہ رکھ لینا ○

۲۵ جب تُو اپنے ہمسایہ کے کھڑے کھیت میں جائے تو اپنے ہاتھ سے بالیں توڑ سکتا ہے پر اپنے ہمسایہ کے کھڑے کھیت کو ہنسوا نہ لگانا ○

باب ۲۴

۱ اگر کوئی مرد کِسی عَورت سے بیاہ کرے اور پِیچھے اُس میں کوئی اَیسی بیہُودہ بات پائے جِس سے اُس عَورت کی طرف اُسکی اِلتِفات نہ رہے تو وہ اُسکا طلاق نامہ لِکھکر اُسکے حوالہ کرے اور اُسے اپنے گھر سے نِکال دے ○

۲ اور جب وہ اُسکے گھر سے نِکل جائے تو وہ دُوسرے مرد کی ہو سکتی ہے ○

۳ پر اگر دُوسرا شَوہر بھی اُس سے ناخُوش رہے اور اُسکا طلاقنامہ لِکھ کر اُسکے حوالہ کرے اور اُسے اپنے گھر سے نِکال دے یا وہ دُوسرا شَوہر جِس نے اُس سے بیاہ کِیا ہو مر جائے ○

۴ تو اُسکا پہلا شَوہر جِس نے اُسے نِکال دِیا تھا اُس عورت کے ناپاک ہو جانے کے بعد پِھر اُس سے بیاہ نہ کرنے پائے کیونکہ اَیسا کام خُداوند کے نزدِیک مکرُوہ ہے۔ سو تُو اُس مُلک کو جِسے خُداوند تیرا خُدا مِیراث کے طَور پر تُجھ کو دیتا ہے گُنہگار نہ بنانا ○

۵ جب کِسی نے کوئی نئی عَورت بیاہی ہو تو وہ جنگ کے لِئے نہ جائے اور نہ کوئی کام اُسکے سپُرد ہو۔ وہ سال بھر تک اپنے ہی گھر میں آزاد رہ کر اپنی بیاہی ہُوئی بیوی کو خُوش رکھے ○

۶ کوئی شخص چکّی کو یا اُسکے اُوپر کے پاٹ کو گِرَو نہ رکھے کیونکہ یہ تو گویا آدمی کی جان کو گِرَو رکھنا ہے ○

۷ اگر کوئی شخص اپنے اِسرائیلی بھائیوں میں سے کِسی کو غُلام بنائے یا بیچنے کی نیّت سے چُراتا ہُؤا پکڑا جائے تو وہ چور مار ڈالا جائے۔ یُوں تُو اَیسی بُرائی اپنے درمیان سے دفع کرنا ○

۸ تُو کوڑھ کی بیماری کی طرف سے ہوشیار رہنا اور لاوی کاہِنوں کی سب باتوں کو جو وہ تُم کو بتائیں جانفشانی سے ماننا اور اُنکے مُطابِق عمل کرنا جَیسا مَیں نے اُنکو حُکم کِیا ہے وَیسا ہی دھیان دیکر کرنا ○

۹ تُو یاد رکھنا کہ خُداوند تیرے خُدا نے جب تُم مِصر سے نِکلکر آ رہے تھے تو راستہ میں مریم سے کیا کِیا ○

۱۰ جب تُو اپنے بھائی کو کُچھ قرض دے تو گِرَو کی چیز لینے کو اُسکے گھر میں نہ گُھسنا ○

۱۱ تُو باہر ہی کھڑے رہنا اور وہ شخص جِسے تُو قرض دے خُود گِرَو کی چیز باہر تیرے پاس لائے ○

۱۲ اور اگر وہ شخص مِسکین ہو تو اُسکی گِرَو کی چیز کو پاس رکھکر سو نہ جانا ○

۱۳ بلکہ جب آفتاب غرُوب ہونے لگے تو اُسکی چیز اُسے پھیر دینا تاکہ وہ اپنا اوڑھنا اوڑھکر سوئے اور تُجھکو دُعا دے اور یہ بات تیرے لِئے خُداوند تیرے خُدا کے حضُور راستبازی ٹھہریگی ○

۱۴ تُو اپنے غرِیب اور مُحتاج خادِم پر ظُلم نہ کرنا خواہ وہ تیرے بھائیوں میں سے ہو خواہ اُن پردیسیوں میں سے جو تیرے مُلک کے اندر تیری بستیوں میں رہتے ہوں ○

۱۵ تُو اُسی دِن اِس سے پہلے کہ آفتاب غرُوب ہو اُسکی مزدُوری اُسے دینا کیونکہ وہ غرِیب ہے اور اُسکا دِل مزدُوری میں لگا رہتا ہے تا نہ ہو کہ وہ خُداوند سے تیرے خِلاف فریاد کرے اور یہ تیرے حق میں گُناہ ٹھہرے ○

۱۶ (بیٹوں کے بدلے باپ مارے نہ جائیں نہ باپ کے بدلے بیٹے مارے جائیں۔ ہر ایک اپنے ہی گُناہ کے سبب سے مارا جائے ○)

۱۷ تُو پردیسی یا یتیم کے مُقدّمہ کو نہ بگاڑنا اور نہ بیوہ کے کپڑے کو گِرَو رکھنا ○

۱۸ بلکہ یاد رکھنا کہ تُو مِصر میں غُلام تھا اور خُداوند تیرے خُدا نے تُجھکو وہاں سے چُھڑایا اِسی لِئے مَیں تُجھکو اِس کام کے کرنے کا حُکم دیتا ہُوں ○

۱۹ جب تُو اپنے کھیت کی فصل کاٹے اور کوئی پُولا کھیت میں بُھول سے رہ جائے تو اُسکے لینے کو واپس نہ جانا۔ وہ پردیسی اور یتیم اور بیوہ کے لِئے رہے تاکہ خُداوند تیرا خُدا تیرے سب کاموں میں جِنکو تُو ہاتھ لگائے تُجھ کو برکت بخشے ○

۲۰ جب تُو اپنے زَیتُون کے درخت کو جھاڑے تو اُسکے بعد اُسکی شاخوں کو دوبارہ نہ جھاڑنا بلکہ وہ پردیسی اور

۱۸۹

بائبل کی اصل عبارت: بیٹوں کے بدلے باپ مارے نہ جائیں، نہ باپ کے بدلے بیٹے مارے جائیں۔ ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جائے گا (کتاب استثناء باب ۲۴:۱۶)

بائبل میں جہاد کا تصور (بائبل کا اصل عکس ملاحظہ فرمائیں)

درمیان ہیں دُور کردو اور اپنے دِلوں کو خُداوند اِسرائیل
۲۴ کے خُدا کی طرف مائل کرو۔ لوگوں نے یشوع سے کہا ہم
خُداوند اپنے خُدا کی پرستش کرینگے اور اُسی کی بات مانینگے۔
۲۵ سو یشوع نے اُسی روز لوگوں کے ساتھ عہد باندھا اور
اُنکے لِئے سِکم میں آئین اور قانُون ٹھہرایا۔
۲۶ اور یشوع نے یہ باتیں خُدا کی شرِیعت کی کِتاب میں
لِکھدیں اور ایک بڑا پتھر لیکر اُسے وہیں اُس بلُوط کے
درخت کے نیچے جو خُداوند کے مَقدِس کے پاس تھا نصب
۲۷ کِیا۔ اور یشوع نے سب لوگوں سے کہا کہ دیکھو یہ پتھر
ہمارا گواہ رہے کیونکہ اُس نے خُداوند کی سب باتیں جو
اُس نے ہم سے کہیں سُنی ہیں اِسلِئے یِہی تُم پر گواہ رہے
۲۸ تا نہ ہو کہ تُم اپنے خُدا کا اِنکار کر جاؤ۔ پھر یشوع نے
لوگوں کو اُنکی اپنی اپنی میراث کی طرف رُخصت کر دِیا۔
۲۹ اور اِن باتوں کے بعد یُوں ہُؤا کہ نُون کا بیٹا یشوع
خُداوند کا بندہ ایک سَو دس برس کا ہو کر رِحلت کر گیا۔
۳۰ اور اُنہوں نے اُسی کی مِیراث کی حد پر تِمنت سرح میں جو
افرائیم کے کوہستانی مُلک میں کوہِ جعس کے شِمال کی طرف
۳۱ کو ہے اُسے دفن کِیا۔ اور اِسرائیلی خُداوند کی پرستش یشوع
کے جیتے جی اور اُن بُزرگوں کے جیتے جی کرتے رہے جو
یشوع کے بعد زِندہ رہے اور خُداوند کے سب کاموں سے
۳۲ جو اُس نے اِسرائیلیوں کے لِئے کِئے واقِف تھے۔ اور
اُنہوں نے یُوسُف کی ہڈیوں کو جنکو بنی اِسرائیل مِصر سے
لے آئے تھے سِکم میں اُس زمین کے قطع میں دفن کِیا جِسے
یعقُوب نے سِکم کے باپ حمور کے بیٹوں سے چاندی کے
سَو سِکّوں میں خرِیدا تھا اور وہ زمین بنی یُوسُف کی مِیراث
۳۳ ٹھہری۔ اور ہارُون کے بیٹے اِلیعزر نے رِحلت کی اور
اُنہوں نے اُسے اُسکے بیٹے فینحاس کی پہاڑی پر دفن کِیا جو
افرائیم کے کوہِستانی مُلک میں اُسے دی گئی تھی ॰

قضاۃ

باب ۱

۱ اور یشوع کی مَوت کے بعد یُوں ہُؤا کہ بنی اِسرائیل
نے خُداوند سے پُوچھا کہ ہماری طرف سے کنعانیوں سے
۲ جنگ کرنے کو پہلے کَون چڑھائی کرے؟ خُداوند نے کہا
کہ یہُوداہ چڑھائی کرے اور دیکھو مَیں نے یہ مُلک اُسکے
۳ ہاتھ میں کر دِیا ہے۔ تب یہُوداہ نے اپنے بھائی شمعُون
سے کہا کہ تُو میرے ساتھ میرے قُرعہ کے حِصّہ میں چل تاکہ
ہم کنعانیوں سے لڑیں اور اِسی طرح مَیں بھی تیرے قُرعہ
کے حِصّہ میں تیرے ساتھ چلُونگا۔ سو شمعُون اُسکے ساتھ گیا۔
۴ اور یہُوداہ نے چڑھائی کی اور خُداوند نے کنعانیوں اور
فرزّیوں کو اُنکے ہاتھ میں کر دِیا اور اُنہوں نے بزق میں
۵ اُن میں سے دس ہزار مرد قتل کِئے۔ اور اَدُونی بزق
کو بزق میں پا کر وہ اُس سے لڑے اور کنعانیوں اور
۶ فرزّیوں کو مارا۔ پر اَدُونی بزق بھاگا اور اُنہوں نے
اُسکا پیچھا کر کے اُسے پکڑ لِیا اور اُسکے ہاتھ اور پاؤں
۷ کے انگُوٹھے کاٹ ڈالے۔ تب اَدُونی بزق نے کہا کہ ہاتھ
اور پاؤں کے انگُوٹھے کٹے ہُوئے ستّر بادشاہ میری میز
کے نیچے رِیزہ چینی کرتے تھے سو جَیسا مَیں نے کِیا وَیسا ہی
خُدا نے مُجھے بدلہ دِیا۔ پھر وہ اُسے یروشلیم میں لائے اور
وہ وہاں مر گیا۔
۸ اور بنی یہُوداہ نے یروشلیم سے لڑ کر اُسے لے لِیا اور
۹ اُسے تہِ تیغ کر کے شہر کو آگ سے پھُونک دِیا۔ اِسکے بعد
بنی یہُوداہ اُن کنعانیوں سے جو کوہِستانی مُلک اور جنُوبی
حِصّہ اور نشیب کی زمین میں رہتے تھے لڑنے کو گئے۔
۱۰ اور یہُوداہ نے اُن کنعانیوں پر جو حبرُون میں رہتے تھے
چڑھائی کی اور حبرُون کا نام پہلے قریت اربع تھا۔ وہاں
۱۱ اُنہوں نے سِیسی اور اخِیمان اور تلمی کو مارا۔ وہاں سے
وہ دبیر کے باشِندوں پر چڑھائی کرنے کو گیا۔ (دبیر کا نام
۱۲ پہلے قریت سِفر تھا)۔ تب کالِب نے کہا جو کوئی قریت سِفر

بائبل کی اصل عبارت:

تب یہوداہ نے اپنے بھائی شمعون سے کہا کہ تو میرے ساتھ میرے قرعہ کے حصہ میں چل تا کہ ہم کنعانیوں سے لڑیں اور اسی طرح میں بھی تیرے قرعہ کے حصہ میں تیرے ساتھ چلوں گا۔ سو شمعون اس کے ساتھ گیا اور یہوداہ نے چڑھائی کی اور خداوند نے کنعانیوں اور فرزیوں کو ان کے ہاتھ میں کر دیا اور انہوں نے بزق میں ان میں سے دس ہزار مرد قتل کئے اور ادونی بزق کو بزق میں پا کر وہ اس سے لڑے اور کنعانیوں اور فرزیوں کو مارا۔ پر ادونی بزق بھاگا اور انہوں نے اس کا پیچھا کر کے اسے پکڑ لیا اور اس کے ہاتھ اور پاؤں کے انگوٹھے کاٹ ڈالے (کتاب قضاۃ باب ۱: ۳ تا ۷)

بائبل میں جہاد کا تصور (بائبل کا اصل عکس ملاحظہ فرمائیں)

۴ کیا ہر ایک سبب سے اپنی بیوی کو چھوڑ دینا روا ہے؟ اُس نے
جواب میں کہا کیا تُم نے نہیں پڑھا کہ جس نے اُنہیں بنایا
اُس نے اِبتدا ہی سے اُنہیں مرد اور عورت بنا کر کہا کہ
۵ اِس سبب سے مرد باپ سے اور ماں سے جُدا ہو کر اپنی بیوی
۶ کے ساتھ رہیگا اور وہ دونوں ایک جسم ہونگے؟ پس وہ
دو نہیں بلکہ ایک جسم ہیں۔ اِسلئے جسے خُدا نے جوڑا ہے
۷ اُسے آدمی جُدا نہ کرے۔ اُنہوں نے اُس سے کہا پھر مُوسیٰ
۸ نے کیوں حکم دیا ہے کہ طلاقنامہ دیکر چھوڑ دی جائے؟ اُس
نے اُن سے کہا کہ مُوسیٰ نے تُمہاری سخت دِلی کے سبب سے
تُمکو اپنی بیویوں کو چھوڑ دینے کی اِجازت دی مگر اِبتدا سے
۹ اَیسا نہ تھا۔ اور مَیں تُم سے کہتا ہُوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو
حرامکاری کے سوا کِسی اَور سبب سے چھوڑ دے اور دُوسری
سے بیاہ کرے وہ زِنا کرتا ہے اور جو کوئی چھوڑی ہوئی سے بیاہ
۱۰ کرے وہ بھی زِنا کرتا ہے۔ شاگردوں نے اُس سے کہا کہ اگر
مرد کا بیوی کے ساتھ اَیسا ہی حال ہے تو بیاہ کرنا ہی اچھا
۱۱ نہیں۔ اُس نے اُن سے کہا کہ سب اِس بات کو قبُول نہیں کرسکتے
۱۲ مگر وہی جنکو یہ قُدرت دی گئی ہے۔ کیونکہ بعض خوجے اَیسے
ہیں جو ماں کے پیٹ ہی سے اَیسے پَیدا ہوئے اور بعض خوجے
اَیسے ہیں جنکو آدمیوں نے خوجہ بنایا اور بعض خوجے اَیسے ہیں
جنہوں نے آسمان کی بادشاہی کے لِئے اپنے آپ کو خوجہ بنایا۔
جو قبُول کرسکتا ہے وہ قبُول کرے۔
۱۳ اُس وقت لوگ بچّوں کو اُسکے پاس لائے تاکہ وہ اُن پر
۱۴ ہاتھ رکھے اور دُعا دے مگر شاگردوں نے اُنہیں جِھڑکا۔ لیکن یِسُوع
نے کہا بچّوں کو میرے پاس آنے دو اور اُنہیں منع نہ کرو کیونکہ
۱۵ آسمان کی بادشاہی اَیسوں ہی کی ہے۔ اور وہ اُن پر ہاتھ رکھ کر
وہاں سے چلا گیا۔
۱۶ اور دیکھو ایک شخص نے پاس آ کر اُس سے کہا اَے اُستاد
۱۷ مَیں کونسی نیکی کرُوں تاکہ ہمیشہ کی زِندگی پاؤں؟ اُس نے
اُس سے کہا کہ تُو مُجھ سے نیکی کی بابت کیوں پُوچھتا ہے؟ نیک
تو ایک ہی ہے لیکن اگر تُو زِندگی میں داخِل ہونا چاہتا ہے تو
۱۸ حُکموں پر عمل کر۔ اُس نے اُس سے کہا کَون سے حُکموں پر؟ یِسُوع
نے کہا یہ کہ خُون نہ کر۔ زِنا نہ کر۔ چوری نہ کر۔ جھُوٹی گواہی نہ دے۔
۱۹ اپنے باپ کی اور ماں کی عِزّت کر اور اپنے پڑوسی سے اپنی مانند

۲۰ مُحبّت رکھ۔ اُس جوان نے اُس سے کہا کہ مَیں نے اِن سب پر
۲۱ عمل کیا ہے۔ اب مُجھ میں کِس بات کی کمی ہے؟ یِسُوع نے اُس
سے کہا اگر تُو کامِل ہونا چاہتا ہے تو جا اپنا مال و اسباب بیچ کر غریبوں
۲۲ کو دے۔ تُجھے آسمان پر خزانہ مِلیگا اور آ کر میرے پیچھے ہولے۔ مگر
وہ جوان یہ بات سُن کر غمگین ہو کر چلا گیا کیونکہ بڑا مالدار تھا۔
۲۳ اور یِسُوع نے اپنے شاگردوں سے کہا مَیں تُم سے سچ کہتا
ہُوں کہ دَولتمند کا آسمان کی بادشاہی میں داخِل ہونا مُشکِل ہے۔
۲۴ اور پھر تُم سے کہتا ہُوں کہ اُونٹ کا سُوئی کے ناکے میں سے نِکل جانا
اِس سے آسان ہے کہ دَولتمند خُدا کی بادشاہی میں داخِل ہو۔
۲۵ شاگرد یہ سُن کر بہت ہی حَیران ہوئے اور کہنے لگے کہ پھر کَون نجات
۲۶ پا سکتا ہے؟ یِسُوع نے اُنکی طرف دیکھکر کہا کہ یہ آدمیوں سے تو
۲۷ نہیں ہو سکتا لیکن خُدا سے سب کُچھ ہو سکتا ہے۔ اِس پر پطرس
نے جواب میں اُس سے کہا دیکھ ہم تو سب کُچھ چھوڑ کر تیرے پیچھے
۲۸ ہو لِئے ہیں۔ پس ہم کو کیا مِلیگا؟ یِسُوع نے اُن سے کہا مَیں تُم
سے سچ کہتا ہُوں کہ جب اِبنِ آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے
تخت پر بَیٹھیگا تو تُم بھی جو میرے پیچھے ہو لِئے ہو بارہ تختوں پر بَیٹھکر
۲۹ اِسرائیل کے بارہ قبیلوں کا اِنصاف کروگے۔ اور جِس کِسی نے
گھروں یا بھائیوں یا بہنوں یا باپ یا ماں یا بچّوں یا کھیتوں کو
میرے نام کی خاطِر چھوڑ دیا ہے اُسکو سَو گُنا مِلیگا اور ہمیشہ کی زِندگی
۳۰ کا وارِث ہوگا۔ لیکن بہُت سے اوّل آخِر ہو جائینگے اور آخِر اوّل۔
باب ۲۰: ۱ کیونکہ آسمان کی بادشاہی اُس گھر کے مالِک کی مانِند ہے جو سویرے
۲ نِکلا تاکہ اپنے تاکِستان میں مزدُور لگائے۔ اور اُس نے مزدُوروں
۳ سے ایک دِینار روز ٹھہرا کر اُنہیں اپنے تاکِستان میں بھیج دیا۔ پھر
پہر دِن چڑھے کے قریب نِکلکر اُس نے اَوروں کو بازار میں بیکار کھڑے
۴ دیکھا۔ اور اُن سے کہا تُم بھی تاکِستان میں چلے جاؤ۔ جو واجِب ہے
۵ تُمکو دُونگا۔ پس وہ چلے گئے۔ پھر اُس نے دوپہر اور تیسرے پہر کے
۶ قریب نِکلکر وَیسا ہی کیا۔ اور کوئی ایک گھنٹہ دِن رہے پھر نِکل کر
اَوروں کو کھڑے پایا اور اُن سے کہا تُم کیوں یہاں تمام دِن بیکار
۷ کھڑے رہے؟ اُنہوں نے اُس سے کہا اِسلئے کہ کِسی نے ہمکو
مزدُوری پر نہیں لگایا۔ اُس نے اُن سے کہا تُم بھی تاکِستان میں چلے
۸ جاؤ۔ جب شام ہوئی تو تاکِستان کے مالِک نے اپنے کارِندہ سے
کہا کہ مزدُوروں کو بُلا اور پچھلوں سے لیکر پہلوں تک اُنکی مزدُوری
۹ دیدے۔ جب وہ آئے جو گھنٹہ بھر دِن رہے لگائے گئے تھے تو

حرف آخر

تمام گفتگو کا ماحصل یہ ہے کہ بائبل کی پیش کردہ آیتوں کا مطالعہ کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت کی جائے کہ:

☆ خدا کی فطرت کے نزدیک بائبل کی آیات میں موجود قتل و غارت گری کی کیا حیثیت ہے؟

☆ کیا بائبل میں جہاد کا تصور ہے یا نہیں؟

☆ بائبل میں لوقا کی انجیل کے باب نمبر ۶ (آیت ۲۷ تا ۳۲) میں ہے کہ...... جو تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے تو اس کے سامنے دوسرا بھی پھیر دے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ بالکل ویسی ہی آیت ہے جس کا حوالہ پاپ بینڈ یکٹ نے اپنی تقریر میں ایک قرآنی آیت کا دیا ہے (یعنی دین میں جبر نہیں)

کیونکہ اگر آپ کی تشریح اس قرآنی آیت کے حوالے سے اگر صحیح ہے تو پھر مان لیا جائے کہ بائبل کی یہ آیت بھی۔ اس بات کو ظاہر کر رہی ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام جب کمزور تھے تب انہوں نے یہ کہا اور جب طاقتور ہوئے تو انہوں نے آگے چل کر تلوار خریدنے کا حکم دیا...... اس پر کچھ تبصرہ کیجئے۔

ہمارا دعویٰ

آپ نے ابھی موجودہ بائبل کی آیات کا مطالعہ کیا اس میں کہیں مردوں کے قتل کا بیان ہے تو کہیں آگ لگانے کے عمل کا بیان بھی ہے اور کہیں انگوٹھے اور انگلیاں کاٹنے کا عمل نظر ہے۔ حد تو یہ ہے کہ عورتوں اور معصوم بچوں کا قتل تک کا بیان اس میں مذکور ہے۔

لیکن! پورے قرآن اوراحادیث رسول میں عورتوں اور بچوں کے قتل کا حکم نہیں ملے گا

جہاد میں اعضاء نہ کاٹو اور بچوں کو قتل نہ کرو

حدیث شریف = حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کسی آدمی کو لشکر کا امیر بنا کر بھیجتے وقت خاص اس کی ذات کے بارے میں تقویٰ اور مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کی نصیحت فرماتے اور فرماتے اللہ تعالیٰ کے نام سے اس کے راستے میں لڑو۔ اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے والوں سے لڑو۔ مال غنیمت میں خیانت نہ کرو، عہد شکنی نہ کرو، مثلہ نہ بناؤ (اعضاء نہ کاٹو) اور بچوں کو قتل نہ کرو۔ جب مشرک دشمن سے مقابلہ ہو تو انہیں تین باتوں میں سے ایک کی طرف بلاؤ۔ ان میں سے جس بات کو مان جائیں، قبول کرلو اور ان سے ہاتھ روک لو۔ انہیں اسلام کی طرف بلاؤ۔ اپنا وطن چھوڑ کر اس جگہ جا بسیں جہاں مہاجرین رہتے ہیں، انہیں یہ بتاؤ کہ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں وہی کچھ ملے گا جو مہاجرین کو ملتا ہے اور ان کی ذمہ وہی امور ہوں گے، جو مہاجرین کے ذمہ ہیں اور اگر وہاں جانے سے انکار کردیں تو انہیں بتادو کہ تم لوگ دیہاتی مسلمانوں کی طرف ہو تم پر وہی حکم جاری ہوگا جو دیہاتی مسلمانوں پر ہے۔ مال غنیمت اور فے میں سے کچھ حصہ نہیں ملے گا جب تک کہ جہاد نہ کرو۔ اگر وہ ان باتوں سے انکار کریں تو ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور ان سے لڑو۔ اور جب کسی قلعہ کا محاصرہ کرو اور وہ لوگ تم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ نہ دو بلکہ اپنا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ دو، اس لئے کہ ہمارے لئے اپنا اور ساتھیوں کا ذمہ توڑنا، اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے ذمہ کے توڑنے سے بہتر ہے اور جب کسی قلعہ کا محاصرہ کرو اور وہ چاہیں کہ

انہیں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق اتارو تو انہیں نہ اتارو بلکہ اپنے فیصلے پر اتارو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو پہنچو گے یا نہیں! اوراس کی مثل ذکر کیا (ترمذی (مترجم) جلد اول، باب ماجاء وصیۃ النبی ﷺ فی القتال، حدیث 1669، ص 796، مطبوعہ فرید بک لاہور)

جہاد میں عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت

حدیث شریف = حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول پاک ﷺ کے غزوات میں سے کسی ایک غزوہ (غزوہ فتح) میں ایک عورت مقتولہ پائی گئی تو نبی پاک ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے منع فرما دیا (بخاری (مترجم) جلد دوم، کتاب الجہاد والسیر ، حدیث 267، ص 148، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

ہم یہاں اپنی درج گزارشات کو یہی کہہ کر ختم کرنا چاہیں گے کہ ہمارے ربّ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ کافر کے جھوٹے خدا کو بھی برا نہ کہو، کہ وہ پلٹ کر تمہارے سچے خدا کو برا کہنے لگیں گے۔

آپ اندازہ لگائیں جن کی تعلیمات ایسی ہوں، کیا وہ تلوار سے اسلام قبول کرواتے ہوں گے؟

فرض کر لیجئے رائے کے آزادانہ اظہار کو بنیاد بنا کر اگر ہم پاپ بینڈ یکٹ کو جاہل اور احمق ترین انسان کہیں تو کیا کوئی عیسائی اسے برداشت کرے گا؟ جواب ہوگا ہرگز نہیں۔ تو ذرا سوچئے کہ آزادی اظہارِ رائے کے نام پر یورپین عدالتوں نے رسول پاک ﷺ کے توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے مقدمے کو خارج کر دینا اور اس معاملے کے ذمہ داران کو کوئی وارننگ تک نہ دینا

کیا ہے؟

آپ خود انصاف کریں کہ کیا یورپین عدالت کے یہ جج صاحبان اس حوالے سے دوہرا معیار نہیں رکھتے؟

جب ۱۱/۹ کا واقعہ ہوا تو امریکہ کے عیسائیوں، برطانیہ کے عیسائیوں نے مسلمانوں کو مارا اور قتل کیا۔ مسجدیں جلائیں، یہی نہیں پوری قوت سے افغانستان پر حملہ کیا اور عراق کو ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا اور اپنی اس جنگ کو انہوں نے War On Terror کا نام دیا لیکن یہ حقائق اب سامنے آ گئے کہ ۱۱/۹ ایک ڈرامائی واقعہ تھا اور اس کے پس پردہ ان کے کیا عزائم تھے؟ یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے۔ عیسائیوں کی یہ جنگ War on Terror نہیں بلکہ Terror on Terror تھی۔ افغانستان میں مسلمانوں کی نسل کشی کے لئے عیسائیوں کے لئے War On Terror ہے اور عیسائی پاپ کی گستاخانہ تقریر کے بعد نتیجتاً چند مسلمانوں کا فلسطین میں اپنا ردعمل کرنا دہشت گردی ہے؟

یہ فیصلہ میں انصاف پسند قارئین کے سپرد کرتا ہوں۔

چھٹی فصل

یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں
تیرے نام پر سب کو وارا کروں میں

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جذبہ جہاد

حضرت اسود راعی رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

کہتے ہیں غزوہ خیبر کے موقع پر ''اسود راعی'' نام کا ایک شخص تھا۔ یہ ایک حبشی تھا، جو یہودیوں کے مویشی چرایا کرتا تھا۔ وہ صحرا سے اس قدر مانوس تھا کہ اپنے وقت کا بیشتر حصہ وہیں گزارتا تھا۔ایک دن شام کو پلٹ کر آبادی میں آیا تو دیکھا کہ سارے یہودی جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔تلواروں پر پانی چڑھایا جارہا ہے۔کہیں نیزے اور تیروں کی نوکیں صیقل کی جارہی ہیں۔جگہ جگہ سپاہیوں کو صف بندی کی مشق کرائی جارہی ہے۔یہ منظر دیکھ کر اسے بڑی حیرت ہوئی۔اس نے متعجبانہ لہجہ میں دریافت کیا! یہ کس کے ساتھ جنگ کی تیاری ہورہی ہے؟ ایک یہودی نے جواب دیا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ عرب کے نخلستان میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جو نبوت کا مدعی ہے۔وہ اپنے ساتھ دیوانوں کی ایک فوج لے کر فلاں مقام پر ٹھہرا ہوا ہے اور خیبر کی طرف کوچ کرنے والا ہے۔یہ ساری تیاریاں اسی کے مقابلہ کے لئے ہورہی ہیں۔جاسوسوں کی اطلاع کے مطابق امروز وفردا میں اس کی فوجیں ہمارے قلعہ کی فصیل تک پہنچ جائیں گی۔

یہ جواب سن کر چرواہے کے شعور میں اچانک جستجوئے شوق کا ایک چراغ جلا اور وہ حقیقت سے قریب ہو کر سوچنے لگا۔

بلاوجہ کوئی دیوانہ نہیں ہوتا اور وہ بھی دیوانوں کی فوج کی معیت میں جو جان دینے کے لئے ساتھ آئی ہے۔جھوٹ اور فریب کی بنیاد پر ہر طرح کا سودا ہوسکتا ہے لیکن جان کا سودا ہرگز نہیں ہوسکتا۔یہ سوچتے ہی بیساختہ اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی ''یقیناً وہ ایک سچا پیغمبر'' یہ کہتے ہوئے اٹھا اور اپنی بکریوں کو ساتھ لئے ہوئے بیخودی کے عالم میں وہ ایک طرف چل پڑا۔ بالآخر سراغ لگاتے لگاتے وہ پیغمبر اسلام کے لشکر میں پہنچ گیا۔حضور جان نور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس

نے پہلا سوال کیا:

آپ کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟

حضور ﷺ نے اس کے دل کے کشور کا دروازہ کھولتے ہوئے جواب دیا: اس بات کی کہ اللہ واحد لاشریک ہے، اس نے اپنے بندوں کی ہدایات کے لئے نبیوں اور رسولوں کی ایک طویل سلسلہ دنیا میں قائم فرمایا، جس کی آخری کڑی میں ہوں۔

اس نے پھر دریافت کیا کہ اگر میں خدا کی توحید پر ایمان لاؤں اور آپ کی نبوت کا اقرار کرلوں تو مجھے صلہ کیا ملے گا؟

آپ نے فرمایا: عالم آخرت کی دائمی آسائش

پھر اس نے حقیقت سے قریب ہو کر اپنی بے مائیگی کا اس طرح اظہار کیا۔

یارسول اللہ! میں ایک حبشی نژاد ہوں...... میرے جسم کا رنگ سیاہ ہے...... میرا چہرہ نہایت بدشکل ہے...... میں ایک صحرا نشیں چرواہا ہوں...... میرے بدن کے پسینے سے بدبو نکلتی ہے...... لوگ مجھے حقیر نظر سے دیکھتے ہیں۔ اگر میں بھی آپ کے دیوانوں کی فوج میں شامل ہو کر راہ خدا میں قتل کر دیا جاؤں تو کیا مجھے بھی جنت میں داخلہ کی اجازت مل سکے گی؟

آپ نے ارشاد فرمایا: ضرور ملے گی اور پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ ملے گی۔ یہ سنتے ہی وہ بیخود ہو گیا اور اسی وقت کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے بکریوں کی بابت دریافت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: دوسرے کی چیز ہمارے لئے حلال نہیں ہے۔ انہیں قلعہ کی طرف لے جاؤ اور کنکر مار کر ہنکا دو۔ یہ سب اپنے اپنے مالک کے پاس چلی جائیں گی۔

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اب اسے ولولہ شہادت کے ہیجان سے ایک لمحہ قرار نہیں تھا۔ فوراً الٹے پاؤں واپس لوٹ آیا اور مجاہدین اسلام کی صفوں میں شامل ہو گیا۔

واقعات کے راوی بیان کرتے ہیں کہ دوسرے دن جب میدان میں سپاہیوں کی قطار کھڑی ہوئی تو جذبہ شوق کی بیتابی اس کے سیاہ چہرہ سے شبنم کے قطروں کی طرح ٹپک رہی تھی۔

طبلِ جنگ بجتے ہی اس کے ضبط وشکیب کا بند ٹوٹ گیا اور وہ اضطراب کے عالم میں دشمنوں کی یلغار میں کود پڑا۔

لوگ بیان کرتے ہیں کہ اس کے سیاہ ہاتھوں میں چمکتی ہوئی تلوار کا منظر ایسا بھلا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کالی گھٹاؤں میں بجلی کوندر ہی ہو۔نہایت بے جگری کے ساتھ اس نے دشمن کا مقابلہ کیا۔ زخموں سے سارا جسم لہولہان ہو گیا تھا، لیکن شوقِ شہادت میں وہ دشمن کی طرف بڑھتا ہی گیا یہاں تک کہ چاروں طرف سے اس پر تلواریں ٹوٹ پڑیں۔اب وہ نیم جاں ہو کر زمین پر تڑپ رہا تھا۔گھائل جسم میں اس کی روح مچل رہی تھی کہ اب جنت کا فاصلہ بہت قریب رہ گیا تھا۔

لڑائی ختم ہونے کے بعد جب اس کی نعش حضور سید العٰلمین ﷺ کے سامنے پیش کی گئی تو اس فیروز بخت انجام پر سرکار ﷺ کی پلکیں بھیگ گئیں۔فرمایا: اسے جنت کی نہرِ حیات میں غوطہ دیا گیا۔اب اس کے چہرے کی چاندنی سے جنت کے بام و در چمک رہے ہیں۔اس کے پسینہ کی خوشبو سے حورانِ بہشت اپنے اپنے آنچل معطر کر رہی ہیں۔جنت کی دو حسین وجمیل حوریں اپنے جھرمٹ میں لئے ہوئے اسے باغِ خلد کی سیر کرا رہی ہیں۔

سرکارِ دوعالم ﷺ کے اس بیان پر بہت سے صحابہ رضی اللہ علیہم اجمعین کے قلوب رشک سے مچل گئے۔اس کے نصیبے کی ارجمندی پر سب محو حیرت تھے کہ اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد سوائے جہاد فی سبیل اللہ کے کوئی عمل خیر نہیں کیا تھا......اس کے نامہ عمل میں نہ ایک وقت کی نماز تھی، نہ ایک سجدہ تھا......سفید وشفاف کفن کی طرح زندگی کا سادہ ورق لئے ہوئے گیا اور بڑے بڑے زاہدانِ شب زندہ دار کو اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔

سچ کہا ہے کہ عارفانِ طریقت نے! عشق واخلاص کی ایک ادائے جنوں انگیز ہزار برس کی بے ریا عبادت وریاضت پر بھاری ہے۔

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

ابھی حضور ﷺ کو توحید کی طرف بلاتے ہوئے زیادہ زمانہ نہ گزرا تھا، ابھی آپ ﷺ دارارقم بھی تشریف نہیں لے گئے تھے مگر جن کی فطرت نیک تھی، انہیں توحید کی اس پکار میں اپنائیت نظر آئی، ان کے دلوں نے اس حق بات کو قبول کرنے میں تردد سے کام نہ لیا۔ ایسے خوش قسمت کم ہی تھے جنہوں نے اپنی جان و مال کی پرواہ کئے بغیر بالکل شروع وقت میں توحید و رسالت سے اپنا رشتہ جوڑا تھا کیونکہ اس وقت ایمان لانا اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ چلنا تو دور کی بات، آپ ﷺ کی حمایت و تائید میں بولنا تک کفار کو برداشت نہ تھا۔ خاص کر اگر یہ معاملہ کسی اجنبی، غیر قریشی اور پھر غلام کی طرف سے پیش آ جائے تو اس شخص کا تو خدا ہی حافظ۔

آج جس ہستی کا تذکرہ پڑھ، سن کر ایمان کو جلا دینے اور کچھ کرنے کی ہمت باندھنے کا ارادہ ہے وہ کوئی صاحب حیثیت نہ تھی، نہ خاندانی اعتبار سے، نہ علاقائی سطح پر کوئی نامور تھی، اور نہ معاشرہ میں اس کا کوئی مقام تھا۔ دنیاوی اعتبار سے وہ غلام تھے۔ ان کی ذات پر دوسروں کا قبضہ تھا، وہ اپنی مرضی سے کچھ نہ کر سکتے تھے۔ ہر وقت آقا کی خدمت میں حاضری دینا لازمی تھا، ان کا مال ان کا نہ تھا، ان کے ارادے کی تکمیل اس وقت تک نہیں ہو سکتی تھی، جب تک آقا اس کی تصدیق نہ کر دے۔ مگر ایمانی دعوت میں وہ مٹھاس تھی جو ہر چیز سے بڑھ کر تھی، توحید و رسالت کی آواز میں وہ نورانیت تھی جو دلوں میں جھانکتی تھی جب ایمان کی بات دل میں اتر جاتی ہے تو بندہ اپنے آپ کو حقیقتاً اللہ ہی کا بندہ سمجھنے لگتا ہے پھر اسے اپنی حیثیت اور دوسروں سے تعلقات کا مرتبہ سمجھ میں آتا ہے۔

انہیں جب ایمان کی دعوت پہنچی تو باوجود غلام ہونے کے انہوں نے اسے گلے لگا لیا حالانکہ اس وقت مسلمان ہونے والوں کو طرح طرح سے آزمایا جا رہا تھا۔ مختلف قسم کی سزائیں دی جا رہی تھیں، تپتی دھوپ میں گرم ریت پر لٹایا جا رہا تھا، دہکتے انگاروں پر ڈالا جا رہا تھا، کانٹوں پر

گھسیٹا جارہا تھا، مارنا گالی دینا، آوازیں کسنا اور دباؤ ڈالنا تو معمولی بات تھی پھر غلاموں کی تو کوئی حیثیت بھی نہ تھی۔

یہ ان لوگوں کا حوصلہ، ایمانی پختگی اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی نصرت کا کرشمہ تھا کہ وہ ان سب مصائب کو خندہ پیشانی سے سہہ لیتے تھے اور اپنے دلوں کو خوب خوب منور کرتے تھے۔ انہوں نے جب اسلام قبول کرلیا تو انہیں بھی مختلف نوعیت کی سزائیں دی گئیں، ایسی ایسی تکالیف پہنچائی گئیں کہ سلیم الفطرت آدمی اسے دیکھ کر بھی تکلیف محسوس کرتا تھا مگر ان کی غلامی کی بناء پر یہ کچھ نہ کرسکتے تھے۔ صرف دل وجان سے جس ذات کی خاطر قربانی دی جارہی ہے، اس کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ آئے دن ان کو مختلف مصائب کا سامنا تھا۔ ایسے ہی دنوں میں سے ایک دن جب یہ کفار کے نرغے میں تھے اور کفار اپنا غصہ اتار رہے تھے اور اس کے لئے مختلف حربے استعمال کررہے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گزر وہاں سے ہوا، ان سے ان کی تکالیف دیکھی نہ گئیں، لہٰذا خرید کر آزاد کردیا۔

اب ہر دم حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر رہتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے مولیٰ بن چکے تھے، اس طرح ان سے جو تعلق ہوگیا، وہ ظاہر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانی، دین پر استقامت اور دین کی خاطر مصائب جھیلنے کی بدولت ان کو ایمان وعمل کا وہ اعلیٰ مرتبہ نصیب فرمایا تھا کہ سرور کائنات ﷺ کو بھی ان پر پکا اعتماد تھا، جس وقت حضور ﷺ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمارہے تھے، ان کو خاص مصلحت کی بناء پر عام لوگوں سے پوشیدہ رکھا گیا تھا، صرف چند ہی بااعتماد اور رازداں حضرات کے علم میں یہ بات تھی ان معتمد اشخاص میں حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

یہ صرف رازدار ہی نہ تھے، بلکہ ان کے ذمہ اس سفر کے دوران ایک خدمت بھی سپرد تھی، وہ یہ کہ دن کو مکہ کی چراگاہ میں بکریاں چراتے تھے، عشاء کے وقت آکر حضور ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بکریوں کا دودھ پلا جاتے تھے، اس طرح انہیں اس مبارک سفر ہجرت میں بھی حضور ﷺ

کی خدمت کا موقع ملا۔

بلکہ انہیں حضور ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا شرف بھی ملا کیونکہ جب حضور ﷺ کفار وقریش کے نرغے سے باہر ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے ساتھ بٹھا لیا اس طرح مدینہ منورہ داخل ہوتے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح یہ بھی ساتھ تھے۔

مدینہ منورہ میں عام مہاجرین صحابہ کی طرح یہ بھی بیمار ہوئے، پھر حضور ﷺ کی دعا کے طفیل صحت یابی ہوئی۔

غزوہ احد میں انہوں نے شرکت کی اور دین واہل دین کی طرف سے دفاع کا فریضہ انجام دیا۔ بدری صحابی ہونے کا مرتبہ حاصل کیا، مگر اس موقع پر انہیں شہادت کا وہ عظیم رتبہ نہ مل سکا جس کی انہیں تلاش تھی اور وہ اس کو پا کر رب سے ملنے کے متمنی تھے، البتہ غزوہ احد کے بعد اسی سال جو مشہور سریہ ''سریہ القراء'' پیش آیا اس سریہ میں جو پاکیزہ جماعت شریک تھی، اس میں یہ بھی شامل تھے۔ اس سریہ میں جب ان کو شہادت کا مرتبہ ملنے لگا تو انہوں نے با آواز بلند کہا ''فزت واللہ'' اللہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا جس جملہ نے ان کے قاتل کو بھی ورطۂ حیرت میں ڈال دیا کہ قاتل میں، مقتول یہ اور یہ کہہ رہا کہ وہ کامیاب ہو گیا مگر جب اس قاتل کو یہ بات سمجھائی گئی تو یہی بات اس کے مسلمان ہونے کا سبب بن گئی۔

حضرت عامر رضی اللہ عنہ اگرچہ غلام تھے، رنگ کے کالے تھے، مال واسباب سے خالی تھے، دنیاوی عزت، شہرت اور عہدہ سے تہی دامن تھے مگر تقویٰ، پاکیزگی، اللہ ورسول کی محبت دین کا جذبہ، شہادت کا شوق اور اخلاق کی بلندی ان میں موجود تھی اور یہی وہ متاع ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا باعث ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ان کو شہادت کا مرتبہ حاصل ہوا تو فرشتوں نے ان کو آسمانوں میں چھپا لیا اور علیین میں اتار دیا، دنیا والوں کی نظروں سے غائب کر دیا۔ رضی اللہ عنہ

یہی صحابی رسول حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کو راضی کر دیا۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا تعلق اوس سے تھا، ان کا والد ابو عامر اپنے قبیلے کا با اثر شخص تھا، دنیاوی اعتبار سے اس کو مالداری اور سرداری حاصل تھی۔ اسلام سے قبل اپنے مذہب سے لگاؤ تھا، نبی موعود کا منتظر تھا۔ اپنے اوپر مذہبی رنگ چڑھا یا تھا اور خاص لباس پہن کر راہب بن گیا تھا۔

شاید اس کی دین داری بغرض دنیا داری تھی، اس لئے رہبانیت کو اللہ کی محبت کی بناء پر نہیں اپنایا تھا بلکہ قبیلہ میں اپنی جاہ وعزت جمانے اور قبیلے والوں پر اثر ورسوخ پیدا کرنے کی خاطر اس نے ایسا کیا تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتی تو نبی کریم ﷺ کی آمد پر جس کا وہ خود بھی منتظر تھا، سیخ پا نہ ہوتا اور حضور ﷺ کے مدینہ تشریف آوری سے اتنی بددلی ہوئی کہ مدینہ میں رہنا اس کے لئے دشوار ہوگیا اور مکہ کی طرف کوچ کر گیا، جہاں اس نے اس حسد وکینہ کو جو اس نے حضور ﷺ کے متعلق چھپا رکھا تھا، اس کا برملا اظہار کیا۔

وہ سمجھتا تھا کہ محمد نے میری سیادت اور سرداری پر قبضہ کیا، کیونکہ لوگوں کو اب حقیقی رہنما مل چکا تھا۔ اس لئے ایسے راہبوں کی ضرورت نہ تھی، اس لئے اب لوگوں نے اس کی طرف التفات کرنا چھوڑ دیا جس کو وہ اپنی تذلیل سمجھتا تھا۔

معرکہ احد کے لئے کفار قریش کو ابھارنے والوں میں یہ شخص بھی تھا، اسی نے کفار مکہ کو یقین دلایا تھا کہ میری قوم (قبیلہ اوس جس کا یہ سردار تھا) مجھے دیکھے گی تو محمد کا ساتھ چھوڑ کر میرے ساتھ ہو جائے گی اور اسی زعم میں اس نے یہ کیا تھا کہ معرکہ احد میں کفار کی طرف سے سب سے پہلے

یہی للکارنے آیا تھا اور اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا تھا

یامعشر الاوس انا ابو عامر

اے گروہ اوس! میں ابو عامر ہوں جس کا جواب یہ ملا اے فاسق! اللہ تعالیٰ کبھی تیری آنکھ ٹھنڈی نہ کرے۔

جب اس نے دندان شکن اور خلاف توقع جواب سنا تو کہنے لگا۔ میری قوم میرے بعد بدل گئی۔

ہاں! یہی وہ ابو عامر ہے جس کو لوگ کہا کرتے تھے، حضور ﷺ نے فرمایا وہ راہب نہیں فاسق ہے اور فاسق کے نام سے ہی مشہور ہوا اور کفر وفسق کی حالت میں کافروں کے ملک میں ہرقل کے پاس جہاں وہ فتح مکہ کے بعد بھاگ نکلا تھا، مرا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ اور حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے لئے سعادت کی بات تھی، کہ ایسے باپ کا بیٹا ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں نور ایمان سے منور فرمایا اور حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے فضلاء اور سرداروں میں شمار ہوئے۔

انہیں دین اسلام سے سچا لگاؤ تھا، حضور ﷺ سے خاص محبت تھی اور وہ اپنے والد کے کرتوت سے نالاں تھے حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں یہ درخواست لے کر حاضر ہوئے یارسول اللہ ﷺ! اجازت ہو تو اپنے والد کو قتل کر دوں؟ مگر آپ ﷺ نے منع فرما دیا۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے اندر دین کا جذبہ تھا، وہ دین اسلام کے دفاع کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے شہادت کے متمنی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں شہادت کا رتبہ عطا فرمایا اور بہترین انداز عطا فرمایا اور شہادت کے بعد ان کے ساتھ وہ قصہ پیش آیا جو نہ اس سے پہلے پیش آیا نہ بعد میں کبھی واقع ہوا۔

واقعہ یہ پیش آیا کہ صبح غزوہ احد کا معرکہ پیش آنے والا تھا، رات کو ان کی شادی ہوئی۔

انہوں نے حضور ﷺ سے رات اپنی بیوی کے پاس گزارنے کی اجازت لی جس کی حضور ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ صبح کے وقت ابھی انہوں نے غسل بھی نہ کیا تھا کہ آواز آئی کہ منادی جہاد کیلئے مسلمانوں کو پکار رہا ہے، اسی وقت اٹھے اور مسلح ہو کر میدان کارزار کی طرف چل پڑے اور حضور ﷺ جس وقت صفوں کی درستگی فرما رہے تھے، یہ بھی جا پہنچے اور انہیں غسل کا دھیان ہی نہ رہا۔

جب میدان گرم ہوا تو ان کا مقابلہ ابوسفیان سے ہوا، ابھی ابوسفیان کو قتل کرنے ہی والے تھے کہ پیچھے سے شداد بن اسود جو ابن شعوب اللیثی کے نام سے معروف ہے، اس نے ایسا وار کیا کہ ان کی بیوی کا دیکھا ہوا خواب پورا ہوا جو انہوں نے رات ہی کو دیکھا تھا کہ آسمان کا ایک دروازہ بند کر لیا گیا جس سے وہ سمجھ گئی کہ حنظلہ اس دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں، اس طرح ان کو شہادت کا درجہ مل گیا۔

مگر چونکہ وہ حالت جنابت میں تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ انتظام کیا کہ فرشتوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان کو غسل دلوایا جس کو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ بارش کے پانی سے چاندی کے برتن میں آسمان وزمین کے درمیان حنظلہ کو غسل دے رہے ہیں۔

جس کی وجہ سے ان کا لقب ''غسیل الملائکۃ'' فرشتوں کا نہلایا ہوا، پڑ گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسا جذبہ جہاد عطا فرمائے جو ہر فکر و خیال کو بھلا دے۔ آمین

حضرت سعد بن خیثمہ الانصاری رضی اللہ عنہ اور جذبہ جہاد

آج ۱۲ رمضان المبارک ۲ھ ہے۔ مدینہ کی گلیوں میں ایک شور برپا ہے، ہر طرف جہاد میں نکلنے کی ترغیب ہے، سرور کائنات ﷺ کے ساتھ میدان کارزار کی طرف جانے کے لئے ہر

کوئی مشتاق ہے، مہاجرین وانصار ہر کوئی اپنی جان فدا کر کے دائمی سعادت حاصل کرنے کا متمنی ہے۔حضور ﷺ اپنے شیداؤں کو لے کر روانہ ہونے والے تھے۔ایک طرف یہ منظر تھا تو دوسری طرف اسی مدینہ کے ایک گھر میں یہ بحث ہو رہی تھی کہ باپ بیٹے سے کہہ رہے تھا بیٹا! ہم میں سے ایک کا عورتوں کے پاس رہنا ضروری ہے، اس لئے تم قربانی دو اور مجھے حضور ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے دو۔

اگر دنیا میں کوئی بات ہوتی تو یقیناً اس کو ہزار بار قربان کرتا مگر یہاں تو سامنے جنت ہے، روح نکلنے کی دیر ہے کہ جنت کی حوریں منتظر ہیں۔ بیٹے نے ادب سے عرض کیا! ابا جان! جنت کے سوا اور کوئی معاملہ ہوتا تو ضرور میں آپ کو اپنے نفس پر ترجیح دیتا، لیکن مجھے اس سفر میں اپنی شہادت کی قوی امید ہے۔

باپ کی بھی یہی تمنا تھی کہ شہادت پا کر جنت پہنچوں اور بیٹا بھی دل میں وہی تمنا رکھتا ہے، دونوں ساتھ بھی نہیں جا سکتے تھے، اب انہوں نے مسئلہ اس انداز سے حل کیا کہ فرشتے بھی ورطۂ حیرت میں ڈوب گئے ہوں گے، ان باپ بیٹے نے آپس میں قرعہ ڈالا، بیٹا باپ سے زیادہ خوش نصیب ثابت ہوا اور اسی کے نام قرعہ نکلا اور وہ شہادت کی راہ پر گامزن ہوا اور مرتبہ شہادت سے ہمکنار ہوا۔

یہ بیٹا جو غزوۂ بدر میں نہ صرف شامل ہوا بلکہ شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوا، حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ کا بیعت عقبہ میں شریک ہونے پھر بنو عمرو کے نقیب بننے کی سعادت حاصل ہونے کے علاوہ انہیں یہ شرف بھی حاصل تھا کہ حضور ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اول وہلہ میں انہیں کے ہاں قیام فرمایا (جو بیت العزاب یا بیت الاعزاب کہلاتا تھا) پھر یہاں سے حضور ﷺ روانہ ہوئے تو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مہمان بنے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ جنت کی تلاش میں اپنے والد محترم کو چھوڑ تو گئے اور جنت میں بھی پہنچ گئے مگر ان کے والد جنت سے کبھی غافل نہ ہوئے، باپ، بیٹے کا یہی حال تھا کہ اللہ تعالیٰ نے

غزوۂ احد کا موقع قریب کر دیا۔ اس وقت ان کے والد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے افسوس ہے غزوہ بدر مجھ سے رہ گیا، اس میں شرکت کا بڑا خواہشمند تھا اور انتہائی شوق تھا مگر اس کی سعادت بیٹے سعد نے حاصل کر لی اور قرعہ اس کے نام نکلا۔ آج رات میں نے اپنے بیٹے کو خواب میں دیکھا ہے کہ نہایت حسین وجمیل شکل میں جنت کے باغات اور نہروں میں سیر وتفریح کرتا پھرتا ہے اور مجھ سے کہتا ہے ابا جان! تم بھی یہیں آ جاؤ! دونوں مل کر جنت میں ساتھ رہیں گے۔ میرے پروردگار نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا، وہ میں نے بالکل حق پایا۔ یارسول اللہ ﷺ اس وقت سے اپنے بیٹے کی رفاقت کا شوق ہے، بوڑھا ہو گیا ہوں، ہڈیاں کمزور ہو گئیں، اب تمنا یہ ہے کہ کسی طرح اپنے رب سے جا ملوں۔ یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو شہادت اور جنت میں سعد کی رفاقت نصیب فرمائے۔

حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تمنا پوری فرمائی اور معرکۂ احد میں شہادت سے مشرف ہوئے۔

اس طرح باپ بیٹے جنت میں اکھٹے مل گئے اور دونوں کی خواہشیں پوری ہوئیں۔ رضی اللہ عنہما وارضاہ

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر مومن کو یہ جذبہ عطا فرمائے کہ میدان جہاد میں جانے کے لئے قرعہ ڈالنے کی ضرورت پیش آ جائے ورنہ آج مسلمان جس قدر ذلت کی چادر اوڑھے آ رہے ہیں، اس سے چھٹکارا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

حضرت رہب بن قابوس رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

آج وہ اپنے بھتیجے کے ساتھ بکریاں لے کر مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو دیکھا مدینہ منورہ سنسان ہے۔ علاقہ مردوں سے خالی ہے، کیونکہ یہ وہ وقت تھا جب معرکہ احد کی خاطر رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو لے کر کوچ کر چکے تھے اور زمانہ بھی وہ تھا کہ جہاد کا جذبہ شہادت کا شوق ہر ایک کے دل میں تھا۔ کفار کے مقابلہ میں ڈٹ جانے کی ہمت ہر کوئی رکھتا تھا، کفر کی نفرت دلوں میں پائی جاتی تھی۔ بچے بوڑھے اور جوان حتیٰ کہ عورتیں تک میدان جہاد میں جانے کے لئے بے چین ہوتی تھیں۔ وہ کوئی آج کا دور نہ تھا کہ خود جہاد کرے اور نہ اوروں کو جہاد کی طرف جانے کی اجازت دے اور حتی الامکان پابندیوں میں جکڑ کر قید و بند میں ڈال کر رخنہ ڈالا جائے۔ اس لئے مدینہ منورہ مردوں سے خالی تھا، انہیں حیرانی ہوئی، پوچھا کیا بات ہے کہ آج مجھے مدینہ میں مرد نظر نہیں آ رہے؟ بتایا گیا کہ احد کے پہاڑ پر کفار سے مقابلہ پیش آیا ہے، مسلمان وہاں جا چکے ہیں، اس لئے ایسی ویرانی ہے۔

یہ دونوں مسلمان ہوئے اور بکریاں چھوڑ چھاڑ کر میدان کارزار کی طرف روانہ ہو گئے۔ ادھر میدان جنگ کا نقشہ کچھ یوں تھا کہ اولاً مسلمانوں کے دلیرانہ جانباز حملوں سے قریش کے پیر اکھڑ گئے اور قریش کے سورما ادھر ادھر منہ چھپا کر اور پشت دکھا کر بھاگنے لگے۔ ساتھ آئی ہوئی عورتیں پریشان و بدحواس ہو کر پہاڑوں کی طرف دوڑنے لگیں اور مسلمان مال غنیمت جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔

ادھر جن صحابہ کو حضور ﷺ نے گھاٹی پر متعین کیا تھا اور ان سے فرمایا تھا کہ تم کسی حال میں اپنی جگہ سے نہ ہلنا، انہوں نے جب دیکھا کہ مسلمان مال غنیمت جمع کر رہے ہیں وہ بھی مال غنیمت جمع کرنے والوں میں شامل ہو گئے جبکہ ان کے امیر نے سختی سے منع کیا، مگر وہ اس بھگدڑ میں ان کی آواز سنی نہ گئی، نتیجہ یہ نکلا کہ گھاٹی پر متعین امیر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے

ساتھ صرف دس افراد رہ گئے۔

اس وقت کفار کی طرف سے میمنہ پر خالد بن ولید افسر تھے۔ انہوں نے جب گھاٹی کو خالی پایا تو حملہ کر دیا اور حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ ساتھیوں سمیت جام شہادت نوش کر گئے اب میدان خالی تھا۔

اب انہوں نے مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کیا جس سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے، مگر حضور ﷺ اپنی جگہ سے ذرہ برابر پیچھے نہ ہٹے۔

جس وقت حضرت وہب بن قابوس رضی اللہ عنہ مسلمان ہوکر اپنے بھتیجے کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچے تو یہی حالت تھی کہ مسلمانوں بالخصوص حضور ﷺ پر کفار مسلسل حملہ آور ہو رہے تھے، یہ بھی اس جنگ میں شامل ہو گئے اور حضور ﷺ کے قریب حضور ﷺ کے دفاع کے لئے تیار ہو گئے۔ اتنے میں کفار کا ایک جتھا حضور ﷺ کے سامنے آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس جتھے کو کون دور کرے گا؟ حضرت وہب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں دور کروں گا۔ پھر انہوں نے ان کی طرف تیر پھینکنے شروع کئے یہاں تک کہ وہ پھر گئے، اس کے بعد دوسرا جتھا آیا حضور ﷺ نے دوبارہ اشارہ فرمایا کہ اس جتھے کا مقابلہ کون کریگا؟ حضرت وہب رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو پیش کیا اور اب انہوں نے اپنی تلوار سنبھالی حتی کہ وہ سب لوٹ گئے پھر ایک جماعت اور آئی، حضور ﷺ نے فرمایا ان کے ساتھ مقابلہ کون کرے گا؟ اس پر حضرت وہب مزنی رضی اللہ عنہ نے اپنی خدمات پیش کیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا قم وابشر بالجنۃ جنت کی بشارت کے ساتھ جاؤ، اس فرمان پر وہ خوش وخرم یہ کہتے ہوئے اٹھے ''اللہ کی قسم نہ کسی کو واپس ہونے دوں گا اور نہ خود اپنی واپسی کی کوشش کروں گا'' یہ کہہ کر کفار پر تلوار سے حملہ کرتے ہوئے گھس گئے۔ یہاں تک کہ آخری حد تک پہنچ گئے۔

مگر یہ کب تک لڑتے، سینکڑوں زخم آ چکے تھے، یہ تو ایمان غیرت، جنت کی بشارت اور حضور ﷺ کی محبت تھی جو اب تک لڑتے رہے ورنہ ان زخموں کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ ان

زخموں کے ساتھ بھی کوئی لڑ سکتا ہے، بالاخر کفار نے گھیرا ڈال کر ان کو شہید کر دیا اور اپنا غصہ نکالنے کے لئے ان کا مثلہ کیا (ناک، کان، ہونٹ وغیرہ کاٹ دیئے)

آج حضرت وہب رضی اللہ عنہ کفار کے نرغے میں تھے، تیر و تلوار کی بارش میں وہ کفار کا مقابلہ کر رہے تھے اور اس بے جگری و جانبازی سے لڑ رہے تھے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص جیسے بطل جلیل بھی کہہ گئے کہ ''میں نے وہب جیسی دلیری اور بہادری کسی کی بھی کسی لڑائی میں نہیں دیکھی''

ان کی شہادت کے بعد حضور نے اپنے دست مبارک سے ان کو کفنایا اور خود ہی دفنایا حالانکہ حضور ﷺ خود بھی زخمی تھے اور آپ ﷺ کے لئے کھڑا ہونا دشوار تھا مگر ان کی تدفین کے آخر تک کھڑے رہے، یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو، میں تو ان سے راضی ہوں۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب جتھا سامنے آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا جو اس لشکر کو مجھ سے دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں میرا ساتھی بنائے گا۔ اس کے بعد یہ بڑھے اور جام شہادت نوش فرمالیا۔

حضرت وہب مزنی رضی اللہ عنہ نے اگرچہ اپنی زندگی میں زیادہ کارنامے انجام نہیں دیئے مگر پہلا اور آخری کارنامہ ایسا انجام دیا جس پر اکابر صحابہ تک رشک کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ میری خواہش کہ میں اس عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچوں، ہاں وہب کے عمل کے ساتھ اللہ سے ملاقات کی آرزو ہے۔

یہ حضرت وہب بن قابوس المزنی رضی اللہ عنہ جنہوں نے ایمان لانے کے بعد سوائے جہاد کے عمل اور کوئی عمل نہ کیا مگر جہاد کے اس عمل سے انہیں جو اللہ و رسول کی رضا حاصل ہوئی، اس نے انہیں اکابر صحابہ کی نظر میں قابل رشک بنایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جہاد کو سمجھنے اور عملی شرکت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میدان موتہ میں صحابہ کرام کا جذبہ جہاد

یہ میدان موتہ ہے۔ رومیوں کا ایک لشکر جرار مسلمانوں کے مقابل صف آراء ہے، رومی تعداد میں ایک لاکھ ہیں تو مسلمان صرف تین ہزار، میدانہ موتہ میں تاریخ اسلام کا عظیم الشان معرکہ لڑا گیا۔ زور کا رن پڑا تو سپہ سالار لشکر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ پہلے ہی مرحلہ میں شہید ہوکر فائز المرلم ہوگئے۔ لشکر اسلام کی کمان خاندان نبوت کے ایک عظیم المرتبت فرد نے سنبھالی۔ وہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تیزی سے آگے بڑھے۔ مسلمان لشکر کا علامتی پرچم ہاتھوں میں تھاااور تلوار لہراتے ہوئے رومی فوج کی صفوں میں جا گھسے، ساتھ ساتھ یہ ایمان افروز شعر بھی پڑھے جارہے تھے۔

جاجذ الجنۃ واقترابھا

طیبۃ و بارد شرابھا

والروم روم قددنا عذابھا

کافرۃ بعبدۃ انسابھا

علی اذلاقیتھا ضرابھا

''واہ واہ جنت اور اس کا قرب؟ اس کا ٹھنڈا میٹھا فرحت افزا پانی؟ اور یہ حسب نسب دور رومی کافر، مجھ پر فرض ہے کہ میں جب ان سے ملوں تو ان کی گردنیں اڑاتا چلا جاؤں''

اس سرشاری اور کیف و مستی کے عالم میں رومیوں کی صفوں کو اپنی تیز دھار تلوار سے کاٹتے چلے جارہے تھے کہ کسی کافر نے وار کیا اور آپ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا، لشکر اسلام کا پرچم فوراً بائیں ہاتھ میں تھام لیا، تلوار کافروں کے خون سے اور جسم اپنے لہو سے رنگین ہورہا تھا، اسی حالت میں چلے جارہے تھے کہ اچانک ایک دوسرا وار آیا اور بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا، لیکن ہمت اور حوصلہ نہیں

ہارا، انہیں کٹے ہوئے بازوؤں کو سینے سے چمٹا کر پرچم اسلام کوتھام لیا، شاید قدرت کو یہ ادا اتنی پسند آ گئی کہ پھر زیادہ دیر نہیں لگی اور ایک وار نے اس بطل جلیل کوشہادت کے عظیم رتبہ پر فائز کر دیا۔ تاریخ دین حق پر فدا کاری وجانبازی کی ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

یہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی ہیں۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ، والد کا نام عبد مناف ابو طالب اور والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ سرکار اعظم ﷺ کے ابن عم تھے، سابقون اور اولون میں سے ہیں۔ دین اسلام قبول کرنے والوں میں آپ کا نام بتسیواں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس برس بڑے تھے۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

ایک ایسا نوجوان جس کو اللہ تعالیٰ نے نہایت حسین اور خوبصورت پیدا فرمایا تھا پھر ان کا گھرانہ مکہ کے امیر گھرانوں میں شامل تھا۔ والدین کو اس نوجوان سے خوب محبت تھی، اس پر خرچ کرتے وقت وہ کنجوسی سے کام نہیں لیتے تھے۔

چنانچہ وہ عمدہ سے عمدہ کپڑے زیب تن کرتا تھا، ایک جوڑے کی قیمت دو دو سو تک ہوتی تھی (جو اس زمانہ میں ایک بڑی رقم تھی) خوشبو ایسی استعمال کرتا کہ جس گلی سے گزرتا وہ گلی مہک جاتی تھی۔

میانہ قد، حسین چہرہ اور خوبصورت زلفیں پھر عمدہ پوشاک کہ ان ساری چیزوں نے مل کر اس کو مکہ کا حسین ترین نوجوان بنا دیا تھا۔

جب والدین آسودہ حال ہوں اور لڑکا لطافت پسند اور نظافت کا دلدادہ تو اس نوجوان کا زیادہ وقت آرائش وزیبائش آور بناؤ سنگھار اور زلفیں درست کرنے میں خرچ ہونا کوئی غیر معمولی

بات نہیں ہوتی۔

اس نوجوان کا بھی زیادہ تر وقت فضول کاموں میں صرف ہوتا تھا۔محنت اور جفاکشی کبھی حاشیہ خیال میں نہ گزری تھی، بڑی عیش وعشرت کی زندگی گزر رہی تھی، نہ کسی چیز کا غم نہ کسی کا خوف، دنیا کی ساری نعمتیں میسر تھیں، زندگی ہنسی خوشی گزر رہی تھی کہ ایسے وقت میں سرکار اعظم ﷺ کا ظہور ہوا جو دنیا کی تھوڑی سی مشقت پر آخرت کی دائمی راحت، چین وسکون اور وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حاصل کرنے کا طریقہ بتا رہے تھے۔

یہ نوجوان جس کو ظاہری حسن، دنیاوی ناز ونعم اور مال ودولت کا وافر حصہ مل چکا تھا، وہ باطنی طور پر فطرت سلیمہ، پاکیزہ سیرت دل ودماغ کی نظافت اور اخلاق سے بھی مالا مال تھا۔ چنانچہ جب حق کی دعوت کی آواز اس تک پہنچی، اس نے لبیک کہا اور اسلام کے پہلے مرکز دارارقم حاضر ہوکر اسلام کی دولت لے کر لوٹا۔

مگر یہ وہ زمانہ تھا جب حق کے پرستاروں پر ہر قسم کا ظلم وستم کفار نے روا رکھا تھا اور اہل اسلام پر مکہ کی زمین تنگ ہو رہی تھی۔اس لئے انہوں نے ایک زمانہ تک اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا۔

لیکن حقیقت کب تک چھپ سکتی ہے؟ پھر توحید کی خوشبو اور سرکار اعظم ﷺ کے دامن سے وابستگی کس طرح چھپاتے؟ ایک دن نماز پڑھتے ہوئے عثمان بن طلحہ نے دیکھ کر گھر والوں کو بتا دیا۔

یہیں سے ان کی آزمائش شروع ہوئی۔والدین کی محبت عداوت میں بدل گئی، پہلے دینے کا معاملہ تھا تو اب چھیننے کا دور شروع ہوگیا۔ناز ونعم کی ساری چیزیں ضبط ہوگئیں، رسیوں میں جکڑ کر تنہائی کی قید میں ڈال دیئے گئے اور موقع دیا گیا کہ اس دین کو چھوڑ دو پھر وہ محبت وشفقت پلٹ سکتی ہے جو پہلے تھی۔

مگر جس کی آنکھوں میں سرکار اعظم ﷺ کا چہرہ مبارک سما گیا ہو، اس کو کسی اور سے محبت

کی کیا ضرورت ہوتی ہے، نہ دنیاوی کروفر کی، جوں جوں مصیبت ومشقت میں اضافہ ہوتا گیا، محبت رسول ﷺ کی چنگاری کو ہوا ملتی گئی۔

یہ جوان جس سے زیادہ مکہ میں کوئی حسین، خوش پوشاک اور ناز ونعم کا پلا ہوا نہ تھا، اس کی حالت یہ ہوگئی کہ ایک مرتبہ سرکار اعظم ﷺ کی خدمت میں اس طرح حاضر ہوئے کہ ان کے جسم پر صرف ایک چادر تھی اور اس پر بھی جا بجا پیوند لگے ہوئے تھے، اور ایک جگہ بجائے کپڑے کے چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا۔ سرکار اعظم ﷺ نے ان کی یہ حالت دیکھ کر اور پہلی حالت کا تذکرہ فرماتے ہوئے آبدیدہ ہوگئے حتی کہ جب یہ شہید ہوئے تو ان کو کفن کا کپڑا پورا میسر نہ ہوا کہ اگر سر ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھانکے جاتے تو سر کھل جاتا۔ سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا کہ سر ڈھانک دو اور پاؤں کی طرف ''اذخر'' (ایک قسم کی گھاس) ڈال دو۔

یہ عظیم نوجوان صحابی رسول حضرت سیدنا معصب بن عمیر القرشی رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے اپنا سب کچھ راہ حق میں قربان کر دیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طنیت را

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بڑے چست و چالاک اور پھرتیلے تھے، اتنے تیز رفتار تھے کہ دوڑ کر سرپٹ بھاگتے گھوڑے سے آگے نکل جاتے تھے۔ تیر اندازی میں بھی بڑے ماہر تھے۔ ایک دفعہ عجیب حادثہ ہوا، مدینے شریف سے باہر ایک جگہ تھی جسے غابہ کہتے تھے۔ وہاں امام المجاہدین ﷺ کی اونٹیاں چرا کرتی تھیں۔ کافر ڈاکوؤں نے وہاں حملہ کیا، اونٹنیوں کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹنیاں اپنے ساتھ لے کر واپس چل دیئے۔ یہ سب کچھ رات کے آخری پہر میں طلوع سحر کے قریب ہوا۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ تیر کمان لئے ہوئے صبح کی اذان سے پہلے ہی جنگل کی طرف جا رہے تھے کہ کسی نے ان کو اس حادثہ کی اطلاع دی۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فوراً ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور مدینہ کی طرف منہ کر کے زور سے اعلان کیا ''ڈاکہ پڑ گیا ہے مدد کے لئے جلدی آؤ'' یہ اعلان کر کے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ خود اکیلے ان کافروں کے پیچھے دوڑے اور جلد ہی ان کے قریب پہنچ گئے اور ان پر تیر برسانے شروع کر دیئے اور ساتھ ساتھ نعرے لگا رہے تھے ''انا ابن الاکوع، الیوم یوم الرضع'' (میں ابن اکوع ہوں آج تمہیں چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا) حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کا نشانہ بے خطا تھا جس کافر کو لگتا وہ زخمی یا ہلاک ہو کر گر پڑتا۔ پہلے تو کافر یہ سمجھتے رہے کہ بہت سارے مسلمان ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور تیر چلا رہے ہیں۔ اس لئے وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگتے رہے مگر بعد میں اندازہ ہو گیا کہ یہ اکیلا لڑکا ہے جو ہمیں پریشان کئے ہوئے ہے۔ اس لئے کافروں نے کئی بار کوشش کی پلٹ کر حملہ کریں اور ان کو پکڑ لیں مگر جوں ہی کوئی کافر گھوڑا موڑ کر ان کی طرف آتا، یہ کسی درخت یا پتھر کے پیچھے چھپ جاتے اور تیر مار کر دشمن کو زخمی کر دیتے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے کافی دیر تک ان کا تعاقب کیا، کافر اتنے بدحواس ہو گئے کہ

امام المجاہدین ﷺ کی لوٹی ہوئی اونٹنیاں بھی پیچھے چھوڑ دیں اور جان بچا کر تیزی سے بھاگنے کے لئے اپنے سامان سفر اور زائد ہتھیاروں کے بوجھ سے بھی آزاد ہوتے گئے، تیس چادریں اور تیس نیزے، انہوں نے راستے میں پھینکیں اور بھاگتے چلے گئے۔ آگے چل کر ان کو کافروں کی ایک اور جماعت مدد کے لئے مل گئی، اب ان کی جان میں جان آئی اور سب نے مل کر حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کو گھیرنے کی کوشش کی۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور للکار کر کہا "میں ابن اکوع ہوں، قسم اس ذات کی جس نے امام المجاہدین ﷺ کو عزت دی تم میں سے کوئی مجھے نہیں پکڑ سکا اور میں جس کو چاہوں پکڑ سکتا ہوں"

وہ لوگ گھبرا کر رک گئے، حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے ان کو باتوں میں لگائے رکھا تا کہ مدینہ سے مسلمانوں کی مدد آ جائے۔ چنانچہ کچھ دیر بعد دور سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ایک دستہ گھوڑوں پر سوار آتا دکھائی دیا۔ ان کے میدان میں پہنچتے ہی لڑائی شروع ہوگئی۔ کچھ دیر بعد کافروں کا سردار مارا گیا، باقی کافر بھاگ گئے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ ایک بار پھر ان کے پیچھے دوڑے، دیر تک ان کا تعاقب کرتے رہے، یہاں تک کہ شام ہوگئی، بھاگنے والے کافر ایک تالاب کے پاس پانی پینے کے لئے رک گئے مگر حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کو آتا دیکھ کر خوف کے مارے برا حال ہوا اور پانی بھی نہ پیا۔ ان میں سے ایک آدمی ذرا پیچھے رہ گیا۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے دوڑتے دوڑتے ایک پہاڑ کی گھاٹی میں اس کو جالیا اور تیر چلاتے ہوئے نعرہ لگایا "میں ابن اکوع ہوں۔ آج ذلیل لوگوں کی ہلاکت کا دن ہے" تیر اس کے کاندھے سے پار ہوگیا اور وہ تکلیف سے چلاتا ہوا بولا ارے تو وہی صبح والا ابن اکوع ہے (ابھی تک ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے) حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ہاں

اس کے بعد حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے کافروں کے دو گھوڑے اپنے قبضے میں لے لئے اور امام المجاہدین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، دیکھا کہ کافر جو اونٹنیاں، چادریں اور

نیزے چھوڑ گئے تھے، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ان کو جمع کرلیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایک اونٹنی کو ذبح کر کے ان کی کلیجی اور کوہان بھون رہے تھے تا کہ امام المجاہدین ﷺ تناول فرمائیں۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ امام المجاہدین ﷺ میں عرض کی سو آدمی میرے ساتھ کر دیں تو میں دشمنوں کا مزید تعاقب کر کے ان کو ختم کر دوں، امام المجاہدین ﷺ کو اس کم عمر جانثار کی جرأت اور ہمت پر بے حد خوشی ہوئی۔ امام المجاہدین ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا ''اب مزید تعاقب مناسب نہیں ہے وہ لوگ اپنے قبائل میں پہنچ گئے ہیں''

رات بھر آرام کے بعد صبح دم جب مدینہ منورہ کی طرف واپسی ہوئی تو امام المجاہدین ﷺ نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز عطا کیا کہ ان کو اپنے ساتھ اپنی اونٹنی پر بٹھالیا۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کی بات بھلا اور کیا ہوسکتی تھی۔

حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

یہ سن گیارہ ہجری کی بات ہے کہ سرور کائنات ﷺ کی رحلت کے بعد عرب کے قبائل میں فتنہ ارتداد بھڑک اٹھا اور لوگ کثرت سے مرتد ہونے لگے۔ لیکن مسندِ خلافت پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جلوہ افروز تھے جنہوں نے اس دین کی خاطر سب کچھ قربان کیا تھا اور ان کو دین سے اس سے زیادہ محبت تھی جتنی کفار کو اپنی جان سے، اس لئے انہوں نے گن گن کر ان مرتدین کی خبر لی۔

ان مرتدین میں طاقت وقوت اور جنگ وجدال کے اعتبار سے اور افرادی قوت کے لحاظ سے مسیلمہ کذاب ہی ایسا تھا جس سے ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی ضرورت تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ فرمایا مگر بعض وجوہ کی بناء پر اس کو شکست ہوئی، پھر حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے اس صحابی کو ایک لشکر دے کر روانہ فرمایا جنہیں دربار رسالت سے ''سیف اللہ'' کا خطاب ملا تھا۔

مسیلمہ کذاب کے ساتھ چالیس ہزار سے زائد جنگجو تھے جبکہ مسلمانوں کے پاس بمشکل تیرہ ہزار مجاہدین تھے۔

بقول ابن جریر رحمہ اللہ ''مسلمانوں کو اس سے زیادہ سخت معرکہ کبھی پیش نہیں آیا''

کیونکہ مسیلمہ کذاب کے ساتھیوں میں عصبیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی حتی کہ صراحتاً کہتے تھے کہ ہمیں معلوم ہے کہ ''محمد'' سچا ہے اور مسیلمہ جھوٹا لیکن قبیلہ کا جھوٹا ہمیں زیادہ محبوب ہے (یعنی مسیلمہ) قبیلہ مضر کے سچے سے (یعنی محمد ﷺ)

دونوں لشکروں کی نجد کے علاقے ''یمامہ'' میں مڈبھیڑ ہوئی، ابھی لڑائی شروع ہو رہی تھی کہ مسیلمہ کذاب کا بیٹا شرحبیل نے لوگوں کو عصبیت کے ساتھ ابھارنا شروع کیا کہ اے بنو حنیفہ! آج تم اپنی ناموس کے لئے کٹ مرو، ورنہ مسلمان تمہاری عورتوں اور لڑکیوں کو لونڈیاں بنا لیں گے۔

پھر مرتدین نے مسلمانوں پر اتنا تیز اور زوردار وار کیا کہ مسلمانوں کی صفیں ٹوٹنے لگیں، پاؤں لڑکھڑانے لگے اور ان کے قدم پھسلنے لگے اور پیچھے کو ہٹنے لگے، لیکن معاً مسلمانوں نے جان لیا کہ اگر آج مسیلمہ کے سامنے شکست کھا گئے تو اسلام کی خاطر کوئی کھڑا نہیں ہوگا پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں ہو سکے گی، پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بھی لشکر کو از سر نو ترتیب دیا، مسلمانوں نے اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ لیں اور نہایت پامردی سے لڑنے لگے۔ مسیلمی لشکر کے جوان کٹ کٹ کر گرنے لگے، مگر وہ پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیتے تھے۔

مسلمانوں کے سپہ سالاروں نے بھی خوب کمال دکھایا، خود بھی داد شجاعت دے رہے تھے، اور اپنے اپنے ماتحت مجاہدین کو بھی ابھار رہے تھے انہیں ابھارنے والوں میں ''براء بن مالک رضی اللہ عنہ'' بھی تھے، جب انہوں نے مسلمانوں کو خطرے میں دیکھا تو ان کو سخت جوش آیا اور

مسلمانوں کو پکارا:

ابن یامعشر المسلمین انا البراء بن مالك هلم الی

اے مسلمانوں کے گروہ! کدھر جاتے ہو میں براء بن مالک ہوں میری طرف آ ؤ۔

اے انصار! تم میں سے کوئی بھی مدینہ جانے کو نہ سوچے، آج کے بعد تمہارے لئے کوئی مدینہ نہیں ہے، بس اللہ تعالیٰ ہے...... پھر جنت...... ان کا ابھارنا تھا کہ مسلمانوں کے اکھڑے ہوئے قدم جم گئے اور انہوں نے تازہ دم ہو کر جوش کے ساتھ دشمنوں پر ایسا زبردست حملہ کیا کہ دشمن کے قدم اکھڑنے لگے، پھر مسلمانوں کا ایک جانباز دستہ جس میں براء بن مالک رضی اللہ عنہ بھی شجاعت کے جوہر دکھا رہے تھے، مرتدین کی صفوں کو درہم برہم کرتا ہوا مسیلمہ کے سر پر پہنچ گیا۔ مسیلمہ نے جب دیکھا کہ اب پیچھے ہٹنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے تو اپنے قلعہ بند باغ میں جا گھسا۔

اس باغ کا نام کذاب نے ''حدیقۃ الرحمن'' رکھا تھا۔ بعد میں اس کا نام ''حدیقۃ الموت'' پڑ گیا۔

اس قلعہ کی دیواریں بہت اونچی تھی اور دروازہ بہت مضبوط تھا، اس موقع پر براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو پیش کیا اور مسلمانوں سے فرمایا کہ اے لوگو! مجھے تم ڈھال پر رکھو پھر مجھے اس باغ میں پھینکو، یا میں شہید جاؤں گا یا تمہارے لئے دروازہ کھول دوں گا۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ ایک ڈھال پر بیٹھ گئے اور مسلمانوں نے انہیں حدیقۃ الموت تک پہنچا دیا جہاں پر مسیلمی لشکریوں پر بجلی بن کر گرے پھر دس دشمنان خدا کو قتل کرنے کے بعد دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے لیکن وہ خود زخموں سے چور چور ہو چکے تھے اور انہیں اس وقت اسی سے زائد زخم آ چکے تھے۔ باغ کا دروازہ کھلتے ہی مسلمان فوج نے مرتدین کو اپنی تلواروں پر رکھ لیا اور بیس ہزار مرتدین کام آئے، مسیلمہ بھاگنے کی فکر میں تھا کہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے تاک کر برچھی مارا جس سے وہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔

دبلے پتلے سیدنا براء رضی اللہ عنہ کی شجاعت کی ایک مثال ہے ورنہ ان کی بہادری کے قصے اتنے میں جن کا احاطہ یہاں مشکل ہے حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے سوتیلے (باپ شریک) بھائی تھے۔ ان کی شخصیت میں مسلمانوں کے لئے کئی اسباق پنہاں ہیں۔ یہ یتیم تھے، کیونکہ ان کے والد مالک بن نضر، ام سلیم والدہ انس سے ان کے اسلام لانے سے ناراض ہو کر شام چلے گئے تھے، جہاں انہیں قتل کر دیا گیا۔ لیکن ان کی یتیمی نے ان کی بہادری اور ہمت میں کمی نہیں کی، نہ انہیں میدان جہاد سے روکا چنانچہ غزوۂ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں وہ شریک رہے ہیں، بلکہ آخر زندگی تک لڑتے لڑتے شہید ہوئے۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ خوبصورت آواز کے مالک تھے، مگر آج کے نوجوانوں اور جوانوں کی طرح وہ کوئی فنکار بنے نہ اداکار، بلکہ اس آواز کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں استعمال کرتے رہے، چنانچہ حضور ﷺ کے سفروں میں یہ مردوں کے حدی خواں ہوا کرتے تھے۔

یہ ایسے کمزور جسم والے تھے کہ آنکھیں اندر کی جانب دھنسی ہوئی تھیں، جو ان کی طرف دیکھتا، اس کو ان پر رحم آ جاتا تھا لیکن جب یہ میدان جنگ میں اترتے تو ان میں بلا کی قوت پیدا ہو جاتی اور شیر کی طرح بپھرتے تھے۔

چنانچہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایران کے بادشاہ یزدگرد نے اپنے ایک سردار ہرمزان کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کو اہواز اور فارس سے نکال دے، اس پر ہرمزان نے مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے تستر کو اپنا ٹھکانہ بنایا۔ اسے اپنی افرادی قوت پر ناز تھا، اس لئے قلعہ سے باہر نکل کر لڑائی شروع کی، مگر مسلمانوں نے جان ہتھیلی پر رکھ کر ایسا جواب دیا کہ اس کو منہ کی کھانی پڑی۔ اس معرکہ میں حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے تن تنہا سو کفار قتل کئے اور جو دیگر ساتھیوں کے ساتھ مل کر قتل کئے وہ اس کے علاوہ ہیں۔

اسی معرکہ میں ایک دن دشمن نے مسلمانوں پر ایسا زوردار حملہ کیا کہ مسلمانوں کے قدم

ڈگمگانے لگے۔اس وقت لوگوں نے حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کو وہ حدیث یاد دلائی جو ان کے متعلق حضور ﷺ نے ارشاد فرمائی تھی کہ کتنے ہی کمزور ضعیف، گرد آلود، پراگندہ بال، دو پرانی چادر والے جن کی طرف لوگوں کی کوئی توجہ نہیں ہوتی، ایسے ہوتے ہیں کہ جب وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھا بیٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پوری فرما دیتا ہے اور براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے اللہ! میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ مسلمانوں کو کامیابی عطا فرما اور مجھے اپنے نبی ﷺ کے ساتھ ملا دے۔

اس کے بعد دشمن پر ٹوٹ پڑے اور خود داد شجاعت دیتے رہے یہاں تک کہ ان کا مقابلہ ہرمزان سے ہوا جو سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھا اور تازہ دم تھا، خوب مقابلہ ہوا پھر حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کو ایک ایسا زخم لگا جس نے ان کو اپنے مقصد تک پہنچا دیا اور وہ سرخرو ہو کر اپنے پروردگار کے حضور پہنچ گئے۔رضی اللہ عنہ وارضاہ

ستر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جذبہ جہاد

بیئر معونہ ایک مشہور لڑائی ہے۔ اس میں ۷۰ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک پوری جماعت شہید ہوئی۔ جن کو قراء کہتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ سب حضرات قرآن پاک کے حافظ تھے۔ ان میں چند مہاجرین تھے اور باقی سب انصار حضور اقدس ﷺ کو ان سے بہت محبت تھی، کیونکہ یہ رات کا اکثر حصہ ذکر و تلاوت میں گزارتے تھے اور دن کو حضور رحمت دو عالم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کے گھروں کی ضروریات لکڑی پانی وغیرہ پہنچایا کرتے تھے۔ اس مقبول جماعت بارگاہ رسالت مآب ﷺ کو نجد کا رہنے والا ایک شخص جس کا نام عمر بن مالک اور کنیت ابو براء تھی۔ اپنی پناہ میں تبلیغ اور وعظ کے نام سے لے گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرے صحابہ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ اس شخص نے پورا پورا اطمینان دلایا۔ آپ ﷺ نے ان ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کے ہمراہ بھیج دیا اور ایک خط عامر بن طفیل کے نام جو بنی عامرہ کا رئیس تھا، تحریر فرمایا، جس میں اسلام کی دعوت تھی۔ یہ حضرات مدینہ سے روانہ ہو کر بیئر معونہ پہنچے تو ٹھہر گئے اور دو ساتھی ایک حضرت عامر بن امیہ اور دوسرے حضرت منذر بن عمر رضی اللہ عنہم کے اونٹوں کو لے کر چرانے کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت حرام رضی اللہ عنہ دو اور ساتھی لے کر عامر بن طفیل کے پاس حضور ﷺ کا مبارک نامہ دینے کے لئے تشریف لے گئے۔ منزل کے قریب پہنچ کر حضرت حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔ آپ یہیں ٹھہریں، میں حاضر ہوتا ہوں۔ اگر میرے ساتھ کوئی دغا بازی نہ کی گئی تو تم بھی چلے آنا۔ ورنہ یہیں سے چلے جانا۔ تین کے مارے جانے سے ایک کا مارا جانا بہتر ہے۔ عامر بن طفیل، اس عامر بن مالک کا بھتیجا جو مسلمانوں کو اپنے ساتھ لایا تھا۔ عامر بن طفیل کو مسلمانوں سے سخت عداوت تھی۔ حضرت حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نامہ مبارک دیا۔ عامر پر شیطان اس قدر غالب ہوا۔ اس کو اتنا

غصہ آیا کہ اس نے خط پڑھا بھی نہیں اور حضرت حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک ایسا تیر مارا جو پار نکل گیا۔ اس نے نہ چچا کی پرواہ کی اور نہ سفارتی آداب کو خاطر میں لایا۔ اس کے بعد اس نے اپنی قوم کو جمع کیا اور کہا کہ ان مسلمانوں میں سے کسی کو موت چھوڑو۔ لوگ ابو براء کی پناہ کی وجہ سے متردد تھے۔ یہ دیکھ کر اس نے آس پاس سے لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت جمع کی اور ان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مقابلہ کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم چاروں طرف سے گھیرے میں آ گئے۔ کہاں تک مقابلہ کرتے۔ بہرحال مقابلہ کرتے کرتے سب شہید ہو گئے۔ کعب بن زید میں ابھی زندگی باقی تھی لیکن کفار مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے۔

حضرت عمر بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اونٹ چرانے گئے تھے، انہوں نے دیکھا کہ مردار خور جانور اڑ رہے ہیں۔ دونوں حضرات یہ سوچ کر لوٹے کہ ضرور کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔ آ کر دیکھا تو تمام ساتھی جام شہادت نوش فرما چکے تھے۔ سوار خون آلودہ تلواریں لئے ان کے گرد چکر لگا رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر پہلے دونوں صحابہ رک گئے باہم مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے۔

عمر بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیا کہ چلو واپس چل کر حضور ﷺ کو اطلاع دیں مگر حضرت منذر رضی اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ خبر تو ہو ہی جائے گی۔ میرا دل تو نہیں مانتا کہ شہادت چھوڑ کر یہاں سے چلا جاؤں۔ ہمارے دوست یہاں پڑے ہیں، ہمیں بھی ان سے مل جانا چاہئے۔ چنانچہ دونوں میدان میں گھس گئے۔ حضرت منذر شہید ہو گئے اور حضرت عمر ابن امیہ گرفتار ہوئے۔ عامر بن فضیل کی ماں کے ذمے کسی منت کے سلسلے میں ایک غلام آزاد کرنا باقی تھا، لہذا حضرت عمر بن امیہ کو عامر کی ماں نے آزاد کرا دیا۔

غزوہ احد میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شجاعتیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جوانمردی

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ جب کفار نے مسلمانوں پر غلبہ کیا اور حضور اکرم ﷺ میری نظروں سے اوجھل ہوگئے تو میں نے آپ کو مقتولوں اور شہیدوں میں جا کر تلاش کیا مگر نظر نہ آئے تو میں نے اپنے آپ سے کہا ممکن ہے حق تعالیٰ نے ہمارے فعل کی بناء پر ہم پر غضب فرمایا ہو اور اپنے نبی ﷺ کو آسمان پر اٹھا لیا ہو۔ میں نے خود سے کہا اس سے بہتر یہی ہے کہ میں خوب جنگ کروں یہاں تک کہ میں شہید ہو جاؤں۔ میں نے تلوار سونت کر مشرکوں پر حملہ کر دیا اور ان کے پرے کے پرے الٹ دیئے۔ اچانک میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ صحیح وسلامت ہیں۔ میں نے جان لیا کہ حق تبارک وتعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے ذریعہ آپ کی حفاظت فرمائی ہے۔

منقول ہے کہ جب مسلمانوں کو افراتفری کا سامنا کرنا پڑا اور حضور اکرم ﷺ کو تنہا چھوڑ گئے اور حضور اکرم ﷺ جوش میں آئے اور آپ کی پیشانی سے پسینہ ظاہر ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ کیا ہے تم کیوں اپنے بھائیوں کے ساتھ نہیں مل گئے؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''لا کفر بعد الایمان'' ایمان کے بعد کفر نہیں۔ ''ان لی اسوۃ'' بے شک میرے لئے آپ ہی کی اقتداء ہے۔ مطلب یہ کہ مجھے تو آپ سے سروکار ہے۔ ان ساتھیوں اور بھائیوں سے نہیں جو غنیمت کے درپے ہوگئے اور ہزیمت کھا گئے۔ ان سے مجھے کیا سروکار۔ اسی لمحہ کافروں کی ایک جماعت حضور اکرم ﷺ کی جانب حملہ آور ہوئی۔ فرمایا اے علی اس ٹولی کو مجھ سے دور رکھنا اور نصرت وخدمت کا حق بجالانا۔ کیونکہ یہی وقت نصرت ہے۔ تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کے

گھیرے کو سید عالم ﷺ کے گرد سے توڑ کر انہیں متفرق کر دیا اور بہت سوں کو واصل جہنم کر دیا۔

مروی ہے کہ اس نازک مرحلہ میں فرشتے بھی حاضر ہوئے تھے۔ جبرائیل و میکائیل علیہما السلام دو مردوں کی صورت میں سفید پا جامہ پہنے حضور ﷺ کے داہنے اور بائیں کھڑے تھے اور آپ کی محافظت کرتے تھے اور کافروں کے ساتھ محاربہ میں مشغول تھے۔

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ جب علی مرتضیٰ نے کمال بہادری دکھائی اور حضور ﷺ کی نصرت کی تو جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ کمال بہادری و جوانمروی دکھائی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا: یہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔ یہ کمال اتحاد، اخلاص، یگانگی کا اظہار ہے۔ حدیث میں ہے جب حضور ﷺ نے یہ کلمہ ارشاد فرمایا تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا ''اور میں تم دونوں کا ہوں'' بیان کرتے ہیں کہ غیب سے ایک آواز آئی۔ لوگوں نے سنی جو کہہ رہا تھا ''کوئی جوانمرد نہیں بجز علی کے اور کوئی تلوار نہیں بجز ذوالفقار کے'' معراج النبوۃ اور کشف الغمہ میں اس واقعہ کے متعلق مفصل تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس کے آخر میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا علی تم نے اپنی تعریف سنی جو وہ فرشتہ جس کا نام آسمان میں رضوان ہے کہہ رہا ہے وہ کہتا ہے ''لافتی الاعلی لاسیف الاذوالفقار''

الغرض حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے مقابلہ ومحاربہ اور مجادلہ وشجاعت کا ایسا حق ادا کر دیا ہے کہ اس سے زیادہ تصور نہیں کیا جاسکتا۔ قیس سے مروی ہے وہ اپنے باپ سعد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا احد کے دن مجھ پر سولہ تلوار کی واریں پڑیں جن میں سے چار واروں پر تو زمین پر آ گیا۔ اور ہر مرتبہ مجھے ایک مرد خوبرو خوش باز و اٹھاتا اور وہ مجھے پاؤں پر کھڑا کر دیتا۔ اور کہتا کافروں پر حملہ کرو۔ کیونکہ تم خدا اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہو اور یہ دونوں تم سے راضی و خوش ہیں۔

جنگ سے فارغ ہونے کے بعد میں نے اس واقعہ کو حضور اکرم ﷺ سے بیان کیا

حضور ﷺ نے فرمایا۔ تم اسے پہچانتے ہو۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ لیکن دحیہ کلبی کی شکل سے ملتی جلتی صورت تھی۔ فرمایا اے علی اللہ تمہاری آنکھوں کو خوب روشن کرے وہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی احد کے روز بڑی دلاوری دکھائی۔ اور یہی بہادری ان کے لئے داخلہ جنت کا سبب بنی۔ انہوں نے عظیم قتال کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا طلحہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنا حق پورا پورا ادا کر دیا۔ ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت طلحہ نے اپنے ہاتھ کو حضور ﷺ کے لئے ڈھال بنا رکھا تھا اور ابن قیمہ کی تلوار کے واروں کو اپنے ہاتھ پر روکتے رہے۔ ان زخموں سے ان کا ہاتھ شل ہو گیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں کو تیروں کی ڈھال بنائے رہے جب ایک کافر نے حضور ﷺ پر تیر پھینکا تو وہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی چھنگلیا پر لگا اور وہ بے کار ہو گئی۔ حدیث میں ہے کہ روز احد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے 80 زخم کھائے تھے۔ اس کے باوجود حفاظت کا حق ادا کرتے رہے۔ ایک مرتبہ تلوار کی دو ضربیں ان کے سر پر پڑیں اور وہ انتہائی الم کی حالت میں گر کر بے ہوش ہو گئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آ کر ان کے چہرے پر پانی کے چھینٹے دیئے اور ان کو ہوش میں لائے۔ ہوش میں آنے کے بعد یہی انہوں نے پوچھا کہ رسول کریم ﷺ کا کیا حال ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بخیریت ہیں اور آپ ﷺ نے ہی مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے تو انہوں نے کہا الحمد للہ! اب ہر وہ مصیبت جو اس کے بعد ہو، آسان ہے۔

حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن نضر جو انس بن مالک کے چچا ہیں، واقعہ بدر

میں حاضر نہ تھے، انہوں نے چاہا کہ روز احد حاضر ہو کر تلافی مافات کر کے گزشتہ عدم حاضری کا بدلہ ادا کریں۔ جب انہوں نے حضور ﷺ کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ ہم نے سنا ہے کہ حضور ﷺ شہادت پا چکے ہیں اور اس کے بعد وہ صحابہ کے پاس پہنچے اور کہا کیا یہ جائز ہوگا کہ تم زندہ رہو اور تمہارے نبی ﷺ کو شہید کر دیا جائے۔ یہ کہہ کر تلوار کشید کر کے دشمنوں پر حملہ آور ہوئے۔ اتفاقاً حضرت سعد بن ابی وقاص ملے۔ ایک روایت میں ہے کہ سعد بن معاذ ملے ان سے فرمایا۔ خدا کی قسم مجھے احد کی طرف سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔ اس کے بعد لشکر کفار کے قلب پر حملہ کیا اور خوب دادِ شجاعت دی، یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ اور یہ بات پایہ صحت تک پہنچی کہ ان کو کچھ اوپر 80 زخم آئے تھے۔ چنانچہ ان کا حلیہ شریف شہیدوں کے درمیان معلوم نہیں ہوتا تھا۔ ان کی بہن نے ان کی انگلی کے ایک تل سے انہیں پہچانا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (بخاری جلد دوم، ص 138)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کے راستے میں سب سے پہلے تیر چھوڑنے کی صفت سے موصوف تھے اور روز احد بھی تیر اندازی پر مامور تھے۔ حضور اکرم ﷺ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ''ارم سعد فداک ابی وامی'' اے سعد تیر پھینک تجھ پر میرے ماں باپ فدا۔ مالک بن زبیہ کہ کافر تھا اور اس نے بہت سے مسلمانوں کو زخمی کر کے شہید کیا تھا اور بہت سوں کو زخمی کیا تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے اس کی آنکھ پر تیر مارا جو اس کی گدی سے باہر نکل گیا اور وہ جہنم رسید ہوا۔ اور مسلمانوں نے اس کی شیطنیت سے نجات پائی اور حضور اکرم ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کر کے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری دعائیں قبول فرمائے اور تمہارے تیر کا نشانہ درست رکھے۔ حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ ایسے مستجاب الدعوات ہوئے کہ لوگ ان کی دعا کے متلاشی رہا کرتے تھے۔ منقول ہے کہ

حضرت سعد آخر عمر میں نابینا ہو گئے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ لوگوں کے لئے تو شفا کی دعا فرماتے ہیں۔ اپنے لئے کیوں دعا نہیں کرتے تا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری بینائی لوٹا دے۔ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی قضا مجھے بینائی سے زیادہ محبوب ہے۔ حق تعالیٰ جو چاہے کرے، اپنے لئے تو اس کا حکم، اپنی آنکھ کی بینائی سے زیادہ عزیز ہے۔

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی جانبازی

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے آگے کھڑے تھے اور خود کو حضور ﷺ کی ڈھال بنائے ہوئے تھے۔ وہ فن تیر اندازی میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ اور کمان کو بہت سخت کھینچا کرتے تھے۔ اس روز انہوں نے تین کمانیں توڑی تھیں، وہ نعرہ مار کر تیر کو اپنے ترکش سے نکال کر پھینکتے تھے۔ ان کے پاس پچاس تیر تھے اور ہر تیر پر جب دشمن کی طرف اسے پھینکتے تو نعرہ لگاتے اور کہتے:

”اے اللہ کے رسول میری جان آپ کی جان سے کم ہے اللہ تعالیٰ مجھے آپ ﷺ پر قربان کرے۔ اور میری جان و تن آپ پر فدا ہوں“

جب ان کے تیر ختم ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ زمین سے چوب اٹھا کر دیتے اور فرماتے: اے ابوطلحہ اسے پھینکو، چنانچہ جب وہ اسے کمان کے چلہ میں رکھ کر کھینچتے اور دشمن کی جانب پھینکتے تو وہ تیر بن جاتا اور جب کوئی مسلمان شخص حضور اکرم ﷺ کے پاس سے گزرتا اور اس کے پاس تیر موجود ہوتے تو فرماتے ان تیروں کو ابوطلحہ کے لئے چھوڑ جاؤ اور حضور اکرم ﷺ اس سے فرماتے کہ ”لشکر اسلام میں ابوطلحہ چالیس مردوں سے بہتر ہے“

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے سعد! آؤمل کر دعا کریں ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق دعا کرے اور دوسرا آمین کہے۔ دونوں حضرات نے ایک کونے میں جا کر دعا کی۔ اول حضرت سعد نے دعا کی۔ یااللہ جب کل لڑائی ہوتو میرے مقابلے میں ایک بڑے بہادر کو مقرر فرمانا۔ میں اس کو تیرے راستے میں قتل کروں۔ حضرت عبداللہ بن جحش نے آمین کہی۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے دعا کی۔ اے اللہ! کل میدان جہاد میں ایک بہادر سے مقابلہ ہو، میں اس پر شدت سے حملہ کروں وہ بھی مجھ پر زور سے حملہ کرے اور میں بہتوں کو قتل کر کے پھر خود بھی شہید ہو جاؤں اور شہید ہونے کے بعد کافر میرے ناک کان کاٹ لیں پھر قیامت میں جب تیرے حضور پیش کیا جاؤں تو فرمائے عبداللہ! تیرے ناک کان کیوں کاٹے گئے تو میں عرض کروں یا اللہ تیرے اور تیرے رسول ﷺ کے راستے میں کاٹے گئے۔ حضرت سعد نے آمین کہی۔ دوسرے دن لڑائی ہوئی تو دونوں حضرات کی دعائیں اسی طرح قبول ہوئیں، جس طرح مانگی تھیں (کنزالعمال، اسدالغابہ)

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نام کے ایک صحابی ہیں جو ایک پاؤں سے لنگ تھے۔ جنگ احد کے دن جب وہ اپنے فرزندوں کے ساتھ جہاد کے لئے آئے تو لنگڑانے کی وجہ سے حضور ﷺ نے انہیں میدان میں اترنے سے روک دیا۔ گڑگڑاتے ہوئے انہوں نے حضور ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے لڑنے کی اجازت مرحمت فرمائیے۔ میری تمنا ہے کہ لنگڑاتے ہوئے جنت میں چلا جاؤں۔ ان کی بے قراری اور گریہ وزاری دیکھ کر حضور ﷺ نے انہیں

میدان میں اترنے کی اجازت دے دی۔ اجازت پاتے ہی وہ خوش سے اچھل پڑے اور کافروں کے ہجوم میں گھس کر ایسی بے جگری کے ساتھ لڑے کہ صفیں درہم برہم ہوگئیں۔ دشمن کی فوجوں نے چاروں طرف سے گھیر کر ایسا زبردست حملہ کیا کہ وہ گھائل ہوکر زمین پر گر پڑے، یہاں تک کہ وہ شہادت کی موت سے سرفراز ہوئے۔

جنگ ختم ہوجانے کے بعد جب ان کی اہلیہ حضرت ہندہ نے ان کا جنازہ اونٹ پر لاد کر جنت البقیع کی طرف لے جانا چاہا تو ہزار کوششوں کے باوجود اونٹ ادھر کا رخ ہی نہیں کرتا تھا۔ بار بار میدان جنگ ہی کی طرف بھاگ بھاگ کر جاتا تھا۔ جب حضور ﷺ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو حضرت ابن جموح رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کو بلوایا اور ان سے دریافت کیا: گھر سے نکلتے وقت کیا ابن جموح نے کچھ کہا تھا؟

انہوں نے کہا کہ ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی تھی ''اللھم لاتعدنی الی اھلی'' (یا اللہ مجھے میدان جہاد سے اپنے اہل وعیال کی طرف واپس نہ کرنا)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کی دعا قبول ہوگئی ہے۔ اب یہ اونٹ مدینہ کی طرف نہیں جائے گا۔ ان کو اسی میدان میں دفن کردو۔

کفار سر مبارک نہ کاٹ سکے

حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایسا تو کوئی نہ تھا جس کی رگ رگ میں حمیت وشجاعت کا خون گردش نہ کر رہا ہو، دین کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ ان کے لئے سب سے بڑی سعادت تھی۔ مگر بعض صحابہ کی شان نرالی تھی۔ ان کی شجاعت و بہادری سے کافر لرز جایا کرتے تھے۔ کافر ان کا نام نفرت سے ضرور لیتے تھے مگر مقابلہ کرنا ان کے بس کی بات نہ تھی لہذا اپنی بزدلی چھپانے کے لئے ان کے سر کی قیمت لگا دیتے تھے۔

آج جن صحابی کا ذکر ہے وہ بھی ان انوکھی شان رکھنے والوں میں سے ایک ہیں جن کے سر کی قیمت لگی تھی اور بہت بھاری قیمت لگی تھی۔ سو اونٹ، اس وقت کے حساب سے سو اونٹ کی قدر یوں سمجھیں جیسے آج کل سو مرسڈیز گاڑیاں ہوتی ہیں۔ یہ ایسے بہادر و جانثار صحابی کا تزکرہ ہے جن کی شجاعت کا سکہ کفار کے دماغ میں بیٹھ چکا تھا جنہوں نے کفار کی نامی گرامی شخصیات کو جہنم پہچانے کا فریضہ انجام دیا تھا۔ جنہوں نے مسلمانوں کے بڑے بڑے دشمنوں کو راستہ سے ہٹا کر اسلام کے لئے راستہ صاف کیا تھا۔

جن کی بے باکی اور کفار پر شدت کا یہ عالم تھا کہ جب کسی کافر کو قتل کرنا ہوتو حضور ﷺ یہ خدمت انہی کے سپرد فرماتے تھے اور یہ فریضہ بخوبی انجام دیتے تھے۔ جن کی بے خوفی کی یہ حالت تھی کہ کافر کو تیر چلاتے وقت کہہ دیا کرتے تھے میں ابن الافلح ہوں۔ جن کو لڑنے کا حکم زبان رسالت سے جاری ہوا تھا۔ جب حضور ﷺ کے استفسار پر انہوں نے عرض کیا کہ دشمن سے اس طرح لڑوں گا کہ جب دو سو ذراع پر ہو تو تلوار سے، اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا

’’ھکذا انزلت الحرب‘‘ یعنی لڑائی اس طرح نازل ہوئی جو لڑے اس طرح لڑے۔

اس جنگی مہارت اور حکمت کے ساتھ انہیں کفر سے شدید قسم کی نفرت بھی تھی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ وہ کسی مشرک کو نہیں چھوئیں گے اور اللہ تعالیٰ سے فریاد کی تھی کہ اے اللہ! مجھے بھی کوئی مشرک نہ چھوئے، جب ایمانی حلاوت، دینی حمیت اور کفار کی عداوت سے کسی مومن کا صاف دل مرکب ہوجائے تو اس کے سامنے مجال ہے کہ کوئی کافر ٹک سکے۔ چنانچہ ان کے سامنے کفار کے مشہور بہادر آئے مگر منہ کی کھا کر جہنم سدھار گئے۔ غزوہ احد میں انہوں نے سلافہ بنت سعد کو غم واندوہ میں مبتلا کر کے اس کے سینے میں آتش غضب بھر دیا تھا۔ سلافہ غزوہ احد میں قریش کی عورتوں کے ساتھ مردوں کو ڈھولک کی تھاپ پر جوش دلانے آئی تھی اور اپنے جوانوں کے سینوں میں قبائلی غیرت بھرنے آئی تھی۔ میدان بدر کا غم اور انتقام یاد دلانے آئی تھی اور اپنے بیٹوں اور شوہر کو لڑتے دیکھ کر خوش ہونا چاہتی تھی۔ مگر اسے انتظار کے باوجود نہ بیٹوں میں سے کوئی نظر آیا، نہ شوہر تک رسائی ہوئی۔ اچانک خون میں لت پت ایک بیٹے پر نظر پڑی۔ پاؤں سر پر رکھ کر بیٹے کا سر گود میں لیا اور پوچھا، تجھے اس انجام تک کس نے پہنچایا۔ بمشکل بیٹا یہ الفاظ کہہ سکا کہ تیر مارنے والے نے کہا تھا۔ انا ابن الافلح

پھر اس خاتون کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کے تینوں بیٹوں کا قاتل یہی شخص ہے۔ اب تو اس کے پاس رونے کے لئے آنسو بھی نہ تھا، شدت غضب سے بپھر گئی اور یہ منت مانی کہ میں اس شخص کے سر کو حاصل کر کے اس کی کھوپڑی میں شراب پی کر دل کی بھڑاس نکالوں گی اور اعلان کرایا کہ جو شخص اس آدمی کے سر کو لا کر میری خدمت میں پیش کرے گا، اسے منہ مانگا انعام دوں گی۔ بعض کہتے ہیں کہ سو اونٹ انعام میں دینے کا اعلان کیا۔ پھر کیا تھا منافقین ومشرکین ہر طرف سے ان کے درپے ہوگئے مگر آپ کا کیا خیال ہے، وہ شخصیت چھپ گئی ہوگی؟ نہیں خدا کی قسم نہیں۔

منافقین کا ایک ٹولہ سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ دن ٹھہر کر اپنے

آپ کو مسلمان اور دینی تعلیم کا خواہش مند ظاہر کیا اور درخواست کی کہ ہمارے ساتھ ایک جماعت روانہ فرمادیں جو ہمیں احکام اسلام کی تبلیغ کرے۔حضور ﷺ کی نظر انتخاب ان پر پڑی اور ان کو امیر مقرر فرما کر نو ساتھی اور ان کے ہمراہ کر دیئے۔

جب یہ لوگ مقام رجیع پہنچے تو ان بد باطن غداروں نے بدعہدی کی اور دو سو آدمیوں کو لے کر جن میں سو تیر انداز تھے، ان کے تعاقب میں آ گئے۔جب ان حضرات کو خطرہ محسوس ہوا تو یہ ایک ٹیلہ پر چڑھ گئے۔ان غداروں نے کہا نیچے آ جاؤ، ہم تمہیں پناہ دیں گے، مگر اس جماعت کا امیر نور نبوت سے حصہ پا چکا تھا۔نور ایمان سے ان کا دل منور ہو چکا تھا فرمایا کہ کافر کی پناہ میں کبھی نہ اتروں گا۔(اللہ تعالیٰ آج کے مسلمانوں کو بھی یہ سبق سکھا دے) اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ! اپنے پیغمبر کو ہمارے حال کی خبر دے، جو فوراً قبول ہوئی اور حضور ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی پھر جب لڑائی ہونے لگی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ''اللھم انی احمی لك الیوم دینك فاحم لی لحمی '' اے اللہ! آج میں تیرے دین کی حفاظت کر رہا ہوں تو میرے گوشت کی کافروں سے حفاظت فرما۔اس کے بعد یہ شہید ہو گئے۔ان کی شہادت سے کفار کے نوجوانوں کے دل میں یہ خواہش انگڑائیاں لینے لگی کہ خاطر خواہ انعام کے وہ مستحق ہو سکیں اور وہ اس کے تصور سے خوش ہو رہے تھے۔ادھر سلافہ اپنا غم ٹھنڈا کرنے کے لئے تڑپ رہی تھی۔کفار فرحاں فرحاں حضرت عاصم بن ثابت بن قیس اوسی رضی اللہ عنہ کا سر کاٹنے آئے۔مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرما کر ان کے سر کی حفاظت کا ذمہ لے لیا تھا۔

یہ انعام کے متمنی جب قریب ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ بھڑوں کا ایک لشکر ہے جنہوں نے ان کی لاش کا احاطہ کر رکھا ہے جو کوئی کافر ان کے قریب آنا چاہتا، زہریلے ڈنگ مار کر دور بھاگتا ہے، ناکام کوشش کے بعد انہوں نے آپس میں طے کیا کہ جب رات ہو گی، یہ بھڑ دفع ہو جائیں گی تب آرام سے کاٹ کر لے جائیں گے۔

ابھی رات شروع بھی نہیں ہوئی تھی کہ سیاہ بادل نے آسمان کو گھیر لیا اور ایسی موسلا دھار

بارش ہوئی کہ ان لوگوں نے اس سے پہلے اتنی تیز بارش دیکھی بھی نہیں تھی اور پھر بارش کے پانی نے سیلاب کی صورت اختیار کر لی۔اس کے بعد سیلاب نے ان کی لاش کو ایسی جگہ پہنچا دیا کہ کفار ان کی لاش کو تلاش کر کر کے تھک تو ضرور گئے مگر انہیں اپنی تمنا سے نامراد و خاسر پلٹنا پڑا۔آج بھی اگر مسلمان اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت میں اپنے آپ کو لگا دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کا انتظام کر سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو شعور عطا فرمادے۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں چونکہ بہادری کے جوہر نہ دکھا سکے تھے لہذا جب غزوہ احد کے لئے میدان سجا تو آپ اس میں ایسے شہسوار بن کر کودے کہ سب دیکھتے ہی رہ گئے۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غزوہ احد کی یاد ستاتی تو آپ رونے لگتے اور فرماتے کہ یہ دن تو تھا ہی حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا۔ فرماتے ہیں کہ جب میں (افراتفری کے عالم میں) سب سے پہلے سرور کائنات ﷺ کی طرف متوجہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص بڑی بہادری و جوانمردی سے آپ ﷺ کی حفاظت کر رہا ہے۔ میرے دل میں آیا کہ خدا کرے یہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ہوں اور واقعی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ہی تھے اور مجھے اس وقت سب سے بڑھ کر یہی شے محبوب تھی کہ سرور کونین ﷺ کی حفاظت پر اس جوانمردی سے نچھاور کرنے والا میری قوم کا فرد ہو۔ (بحوالہ: تاریخ اسلام للامام الذہبی، جلد 2، ص 190)

فرشتے پروں پر اٹھا لیتے

غزوہ احد کے موقع پر جب مسلمانوں پر حسن اخلاق کے پیکر سید عالم ﷺ کی شہادت کی افواہ بجلی بن کر گری تو سب شکستہ دل ہو گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس عالم میں بارہ ایسے جانثار بھی تھے، جو اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے گرد سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑے تھے اور آپ ﷺ کو دشمنان اسلام کی شر انگیزی سے محفوظ رکھنے کے لئے جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے تھے۔ ان بارہ جانثاروں میں گیارہ انصاری اور ایک مہاجر تھے اور یہ مہاجر حضرت طلحہ

بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ تھے۔

امام المجاہدین ﷺ، صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہمراہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنے کی کوشش فرما رہے تھے۔ جب مشرکین کو معلوم ہوا تو انہوں نے فوراً اس طرف حملہ کر دیا۔ پس امام المجاہدین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دشمنان اسلام کو کون روکے گا؟ شہادت کی تمنا سے سرشار سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میں انہیں روکتا ہوں مگر آپ ﷺ نے اجازت نہ دی اور ارشاد فرمایا کہ ابھی تمہارا وقت نہیں آیا۔ چنانچہ ایک انصاری نے آگے بڑھ کر کفار کی پیش قدمی کو روکنے کی کوشش کی تاکہ آپ ﷺ پہاڑ پر چڑھ کر محفوظ ہو جائیں مگر وہ شہید ہو گئے۔ اس طرح ایک ایک کر کے تمام انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی جانیں سرور کائنات ﷺ کے نام پر قربان کر دیں اور سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی باقی نہ رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کفار کو مزید آگے بڑھتے ہوئے دیکھا تو امام المجاہدین ﷺ کی اجازت سے کفار پر ایسا حملہ کیا کہ انہیں چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔ اور آخر کار کفار کو اپنے مذموم ارادے میں کامیابی کی کوئی راہ نظر نہ آئی تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

ایک روایت میں آپ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ کفار کے اس حملے میں ایک شخص نے سرور کائنات ﷺ پر وار کرنا چاہا تو میں نے اپنا ہاتھ آگے کر دیا جس کی وجہ سے میرا ہاتھ شل ہو گیا اور تکلیف کی شدت سے منہ سے آواز نکل گئی تو امام المجاہدین ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے کاش! تم بسم اللہ کہتے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تو فرشتے تمہیں اپنے پروں پر اٹھا لیتے اور لوگ تمہیں اپنی آنکھوں سے آسمان میں پرواز کرتا ہوا دیکھ لیتے۔

(دلائل النبوہ للبیہقی، جلد 3، ص 236)

شجاعت کے ستر سے زائد تمغے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ احد میں جب ہم حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی حفاظت کرتے ہوئے ان کے جسم اطہر پر ستر سے زائد چھوٹے بڑے زخم ہیں اور ان کی انگلیاں بھی کٹ چکی ہیں۔(معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، حدیث 369، جلد اول، ص 112)

سفرآخرت

جنگ جمل کے دوران گیارہ جمادی الاخری 36ھ (بروز جمعرات) مروان بن حکم نے آپ رضی اللہ عنہ کی ٹانگ میں ایک تیر مارا جس سے خون کی رگ بری طرح کٹ گئی، جب اس کا منہ بند کرتے تو ٹانگ پھول جاتی اور اگر چھوڑتے تو کثرت سے خون بہنے لگتا۔ پس آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا، اس کو ایسے ہی چھوڑ دو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے تیروں میں سے ایک تیر ہے، یعنی میری شہادت اسی کے ساتھ مقدر کی گئی ہے۔ بس اسی کے سبب ساٹھ یا چونسٹھ سال کی عمر میں آپ اس وطن اقامت کو چھوڑ کر وطن اصلی میں جا بسے۔ (الاستعیاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد 2، ص 320)

مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا خراج تحسین

مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو جب حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو فورا آپ رضی اللہ عنہ جسد خاکی کے پاس تشریف لائے، سواری سے اتر کر حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے نورانی چہرے اور داڑھی مبارک سے گرد وغبار

صاف کر کے انتہائی درد بھرے انداز میں فرمایا ''اے کاش! یہ دن دیکھنے سے بیس سال پہلے ہی میں اس دنیا سے چلا جاتا'' (تاریخ مدینہ دمشق، الرقم 2983، جلد 25، ص 115)

قبر کی منتقلی کے وقت جسم سلامت وتر و تازہ

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کو بصرہ کے قریب دفن کر دیا گیا مگر جس مقام پر آپ کی قبر شریف بنی، وہ نشیب میں تھا۔ اس لئے قبر مبارک کبھی کبھی پانی میں ڈوب جاتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بار بار متواتر خواب میں آ کر اپنی قبر بدلنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس شخص نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے دس ہزار درہم میں ایک صحابی کا مکان خرید کر اس میں قبر کھودی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی مقدس لاش کو پرانی قبر سے نکال کر اس قبر میں دفن کر دیا۔ کافی مدت گزر جانے کے باوجود آپ کا مقدس جسم سلامت اور بالکل ہی تر و تازہ تھا۔ (اسد الغابہ، جلد 3، ص 87)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کفر کی حمایت میں جس جوش وجذبہ کے ساتھ میدان جنگ میں شریک ہوتے تھے، اسلام لانے کے بعد اس سے زیادہ جوش وجذبہ اور شجاعت و بہادری کا مظاہرہ اسلام کی حمایت اور کفر کی مخالفت میں زندگی بھر کیا اور رسول پاک ﷺ کی جانب سے سیف اللہ (اللہ تعالیٰ کی تلوار) کا لقب پایا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے اور مدینہ طیبہ آنے کے کچھ ہی عرصہ کے بعد غزوۂ موتہ کے لئے رسول پاک ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک لشکر ملک شام روانہ کیا تھا اور یہ فرمایا کہ اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن

ابی طالب رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور ان کی بھی شہادت کی صورت میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا جائے۔ (صحیح بخاری) اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ یکے بعد دیگرے تینوں شہید ہو گئے پھر لوگوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر بنالیا (فتح الباری، جلد 7، ص 512) رسول پاک ﷺ نے موتہ سے خبر آنے سے پہلے ہی مدینہ طیبہ میں ان حضرات کی شہادت کی اطلاع صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دی اور فرمایا، ان تینوں کی شہادت ہو چکی ہے اور اب اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے (یعنی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے) جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی ہے۔ (صحیح بخاری) اس موقع پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس زور کے ساتھ شمشیر زنی کی تھی کہ اس دن ان کے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹی تھیں، بالاخر ایک یمنی تلوار نے آخر تک ساتھ دیا۔ (صحیح بخاری)

غزوہ موتہ میں مسلمان پورے علاقہ کو فتح نہیں کر سکے تھے بلکہ کچھ جزوی فتح کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے لشکر کو کسی بڑے نقصان کے بغیر بحفاظت واپس لے آئے تھے، اسی کو آپ نے فتح سے تعبیر فرمایا ہے۔ (فتح الباری، جلد 7، ص 513)

وصال کے وقت افسوس کے ساتھ کہنے لگے۔ فلاں فلاں معرکوں میں شرکت کی اور زندگی بھر شہادت کی تلاش وجستجو میں رہا، جسم پر ایک بالشت بھر جگہ ایسی نہیں ہے جہاں تلوار نیزے یا تیر کا زخم نہ ہو لیکن شہادت مقدر میں نہ تھی اور آج بستر پر موت آ رہی ہے۔ وصال سے کچھ پہلے فرمایا ''میرے انتقال کے بعد میرا گھوڑا اور میرے اسلحہ وقف فی سبیل اللہ ہیں'' یہ معلوم ہونا چاہئے کہ کل ترکہ بس آپ رضی اللہ عنہ کا یہی تھا۔ (سیر اعلام النبوۃ جلد اول، ص 382)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا تعلق مدینہ کے مشہور خاندان قبیلہ اوس کی ایک شاخ قبیلہ بنی عبدالاشہل سے ہے۔ رسول پاک ﷺ کے مدینہ طیبہ تشریف لے آنے کے بعد آپ مسلسل دین کی دعوت اور رسول اللہ ﷺ کی نصرت وحمایت میں مشغول رہے۔ غزوہ بدر سے ہی غزوات میں شرکت شروع کردی تھی۔ غزوۂ خندق میں ایک مشرک کے تیر سے زخمی ہوئے، تیر ہاتھ کی ایک ایسی نس میں لگا جس سے کسی طرح بھی خون نہ رکتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے کئی بار اس زخم پر گرم لوہے سے داغ لگوائے، اس وقت خون کو روکنے کے لئے یہ بھی ایک طریقہ علاج تھا۔ کئی بار کے بعد خون کا بہنا بند ہوا۔ جب ان کا خون کسی طرح نہ رکتا تھا تو انہوں نے دعا کی تھی۔ اے اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے کہ مجھے کوئی چیز بھی تیرے راستہ میں جہاد کرنے اور ان لوگوں سے جنگ اور قتال کرنے سے زیادہ محبوب نہیں ہے جنہوں نے بھی تیرے نبی ﷺ کی تکذیب کی ہے اور ان کو ان کے گھر (مکہ) سے نکالا ہے۔ الٰہی اگر قریش سے ابھی کوئی اور جنگ ہونا باقی ہو تو مجھے ابھی مزید زندگی کی عطا فرما تا کہ ان سے تیرے راستہ میں جہاد کروں، پروردگار جل جلالہ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ بظاہر اب قریش سے مزید کوئی جنگ نہیں ہونی، اگر ایسا ہی ہے تو مجھے اسی زخم میں شہادت عطا فرمادے۔ (صحیح بخاری ومسلم)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے زخمی ہونے کے بعد جو دعا کی تھی، وہ مقبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں کے ذریعہ ان کی زندگی میں ہی بنو قریظہ کو کیفر کردار تک پہنچایا اور جیسے ہی وہ بنو قریظہ کے قضیہ سے فارغ ہوئے۔ زخمی ہونے کے چند دن بعد ہی آپ کا وصال ہوا اور وہی زخم شہادت کا سبب بنا۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ بنی کلاب سے تھا۔ نبی پاک ﷺ آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے۔ رسول پاک ﷺ کو آپ کی بہادری اور قائدانہ صلاحیت پر بڑا اعتماد تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے جب بھی حضرت زید رضی اللہ عنہ کو کسی غزوہ میں بھیجا، ہمیشہ لشکر کا امیر انہی کو بنایا۔

(فتح الباری، جلد 7، ص 87)

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ خود غزوہ میں تشریف لے جاتے تو مدینہ میں اپنا خلیفہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بنا کر جاتے۔

8ھ میں غزوۂ موتہ کے لئے جو لشکر آپ نے روانہ فرمایا تھا، اس کا امیر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہی کو بنایا تھا۔ موتہ ملک شام میں ایک جگہ کا نام ہے۔ مسلمانوں کا مقابلہ روم کی ٹڈی دل فوج سے ہوا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے انتہائی بہادری اور جوانمردی کے ساتھ جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔ آپ ﷺ کو ان کی شہادت کی بہت تکلیف ہوئی، اسی غزوہ میں آپ ﷺ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی زید کے لئے دعائے مغفرت کرو، وہ دوڑتے ہوئے جنت میں داخل ہو گئے۔ (سیر اعلام، جلد اول، ص 229)

اعرابی کا جذبہ جہاد

حضرت اشداد بن ہاد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان اختیار کیا اور آپ ﷺ کے پیچھے ہو لیا اور کہا کہ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ (سفر جہاد میں) چلوں گا۔ آپ نے ایک صحابی کو اس بارے میں وصیت فرمائی۔ (خیر

خبر رکھنے کی)

جب غزوۂ خیبر میں آپ ﷺ نے غنیمت کا مال تقسیم فرمایا تو اس اعرابی کا بھی حصہ لگایا اور یہ ساتھیوں کے جانور چرانے گیا ہوا تھا۔ جب یہ وہاں سے واپس آیا اور ساتھیوں نے اسے اس کا حصہ دیا تو اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ساتھیوں نے کہا یہ غنیمت کا حصہ ہے جو رسول پاک ﷺ نے تقسیم میں تمہیں دیا ہے۔اس نے کہا میں نے اس وجہ سے آپ ﷺ کا اتباع نہیں کیا۔ میں نے تو آپ ﷺ کا اتباع اس وجہ سے کیا ہے کہ میرے یہاں تیر لگے اور اپنے حلق کی طرف تیر ہی سے اشارہ کیا تا کہ میں شہید ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤں۔

ساتھی نے اس سے کہا۔ اگر تو نے سچ کہا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے سچا کر دکھائے گا۔ پھر ان اصحاب رسول اللہ نے دشمنوں سے جہاد کیا۔حتی کہ وہ اعرابی تیر لگنے سے زخمی ہوا۔ اس کو حضور ﷺ کے پاس اٹھا کر لایا گیا۔آپ ﷺ نے پوچھا یہ وہی ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا۔اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا معاملہ رکھا۔اللہ تعالیٰ نے اس کو سچا کر دکھایا۔

آپ ﷺ نے اس کو اپنے مبارک جبہ میں کفن دیا پھر آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر فرمایا ''اے میرے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے، ہجرت کر کے تیرے راستے میں نکلا ہے، شہید ہو کر قتل کیا گیا ہے اور میں اس پر گواہ ہوں۔(نسائی)

زیادہ سے زیادہ قتل ہو جائیں گے پھر کیا ہے
نبی کے دامن رحمت میں سو جائیں گے پھر کیا ہے
راہ حق میں یہی تو منزل مقصود ہے اپنی
شہادت پاگئے تو عاقبت محمود ہے اپنی
تمنا ہے کہ اڑ کر جا پڑے دل تیر قاتل پر
نظر روئے نبی پر ہو، گلا شمشیر قاتل پر

ماں کا جذبہ جہاد اپنی اولاد کے لئے

حضرت خنسارضی اللہ عنہا کی اپنے بیٹوں کو نصیحت

جنگ قادسیہ میں حضرت خنسا رضی اللہ عنہا نے اپنے چاروں بیٹوں کو یوں نصیحت فرمائی:
تمہیں یہ بات یادرکھنی چاہئے کہ آخرت کی باقی رہنے والی زندگی، دنیا کی فنا ہونے والی زندگی سے کس قدر بہتر ہے۔اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! تکالیف پر صبر کرو(اور کفار کے مقابلہ میں)صبر کرواور مقابلہ کے لئے تیار رہوتا کہ تم پورے کامیاب ہو۔
لہذا کل صبح کو جب تم صحیح سالم اٹھوتو بہت ہوشیاری سے لڑو۔ اللہ تعالیٰ سے دشمنوں کے مقابلے میں مدد مانگتے ہوئے آگے بڑھو۔جب تم دیکھو کہ لڑائی زور پر ہےتو اس کی گرم آگ میں گھس جاؤ۔کافروں کے سردار کا مقابلہ کرنا۔ان شاءاللہ جنت میں اکرام کے ساتھ کامیاب ہوکر رہو گے۔

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

حدیث شریف=حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔میں نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے ایک ایسی بات سنی کہ اگر وہ بات میرے منہ سے نکلتی تو مجھے اس کے مقابلہ میں ہر چیز سے عزیز ہوتی۔حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ، نبی پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ لوگوں کو مشرکین سے لڑنے کی دعوت دے رہے تھے۔حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہم اس طرح نہیں کہیں گے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم

نے کہا تھا۔ آپ اور آپ کا خدا جائے اور لڑیں، لیکن ہم آپ ﷺ کے دائیں بائیں، آگے پیچھے لڑیں گے۔ تو میں نے نبی کریم ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ ﷺ کا چہرہ انور خوشی سے چمکنے لگا اور اس کی بات نے آپ ﷺ کو خوش کر دیا۔ (بخاری (مترجم) جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث 1136، ص 542، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

جنگ بدر میں بہت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان نہتے اور غیر مسلح تھے۔ رسول پاک ﷺ نے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کو ایک لکڑی دی۔ یہ لکڑی ان کے ہاتھ میں پہنچ کر ایک لمبی چمکدار تلوار بن گئی۔ اسی تلوار سے انہوں نے جنگ بدر میں جہاد کیا۔ وہ تلوار بہت عرصہ تک حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہی، اسی سے تمام جہاد کئے اور لڑائیاں لڑیں۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مرتدین سے لڑتے ہوئے عکاشہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ (بیہقی)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں، میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو ایک پتھر پر دیکھا۔ یہ اس پر چڑھ کر آواز دے رہے تھے "اے مسلمانوں کی جماعت! کیا تم لوگ جنگ سے بھاگ رہے ہو؟ میں عمار بن یاسر ہوں۔ کیا تم جنگ سے بھاگ رہے ہو؟ میں عمار بن یاسر ہوں۔ آؤ میری طرف آؤ۔"

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ان کے کانوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ان کا کان کٹ کر لٹک گیا تھا اور حرکت کر رہا تھا اور وہ نہایت سخت لڑائی لڑ رہے تھے۔ (حاکم)

کمسن مجاہد حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

جب ہجرت کے دوسرے سال ماہ رمضان میں حق وباطل اور اسلام اور کفر کے پہلے معرکے یعنی بدر کے لئے نکلنے کی تیاری ہوئی تو جلیل القدر صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے کمسن بھائی حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو رسول پاک ﷺ نے واپس کرنا چاہا کہ یہ کمسن ہیں، دشمن سے کیا مقابلہ کرے گا، لیکن حضرت عمیر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ ان کا یہ جذبہ اور تڑپ دیکھ کر آپ ﷺ نے انہیں ساتھ چلنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور خود اپنے دست مبارک سے ان کے گلے میں تلوار لٹکائی۔ (مستدرک حاکم)

جہاد کی اجازت نہ ملنے پر ساری رات روتے رہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں مجھے رسول پاک ﷺ کی خدمت میں جہاد میں چلنے کے لئے پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے چھوٹا ہونے کی وجہ سے جہاد میں لے جانے کے لئے قبول نہیں فرمایا۔ میرے اوپر کبھی ایسی رات سخت نہیں گزری تھی۔ رنج کی وجہ سے ساری رات نیند نہیں آئی اور میں روتا ہی رہا کہ رسول پاک ﷺ نے جہاد میں لے چلنے کے لئے منظور نہیں فرمایا۔

پھر جب اگلا سال آیا تو میں پھر جہاد میں چلنے کے لئے پیش کیا گیا۔ جب حضور اکرم ﷺ نے منظور فرمالیا تو میں نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ (ابن عساکر)

شہادت کی نیت سے جہاد کا ارادہ کرنے والے کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نہیں روک سکتا

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جہاد کے لئے

ملک شام کی طرف چلے گئے اور ان کے چلے جانے کی وجہ سے مدینہ طیبہ میں فتویٰ کے کام میں خلل پیدا ہو گیا اور کوئی اہل مدینہ کو فتویٰ دینے والا نہ رہا تو میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی حاجت کے لئے روک لیا جائے اور فتویٰ دینے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا اور فرمایا جس آدمی نے شہادت کی نیت سے جہاد کا ارادہ کر لیا، میں اسے کیسے روک سکتا ہوں۔
(طبقات ابن سعد)

حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

حضرت ابو نوفل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ مکہ سے نکلے۔ اہل مکہ کو ان کی روانگی سے انتہائی قلق تھا۔ کوئی روٹی کھانے والا مکہ میں ایسا نہ بچا جو انہیں پہنچانے نہ نکلا ہو۔ جب یہ مکہ سے نکل کر ایک مقام پر کھڑے ہوئے تو لوگ بھی ان کے گرد اگرد کھڑے ہو گئے۔ وہ سب رو رہے تھے، جب انہوں نے لوگوں میں یہ صدمہ دیکھا تو کہا:

''اے لوگو! خدا کی قسم! میں تم لوگوں سے ناراض ہو کر نہیں جا رہا ہوں اور نہ ایک شہر کو چھوڑ کر دوسرا شہر اختیار کر رہا ہوں۔ لیکن یہ امر جہاد فی سبیل اللہ ایسا ہے کہ جس کے لئے کچھ لوگ نکلے تھے، جو نہ خاندانی تھے اور نہ دولت مند تھے۔ وہ اس جہاد کی بدولت ہم سے آگے بڑھ گئے۔ خدا کی قسم! اگر مکہ کے پہاڑ سونے کے ہو جائیں اور ہم ان کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دیں تب بھی ہم ان کے ایک دن کے ثواب کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ متقی وہ آدمی ہے جس نے یہ کام (جہاد) کیا۔ یہ کہہ کر اپنے گھر والوں کے ساتھ وہ ملک شام کے لئے روانہ ہو گئے۔ وہاں جا کر جہاد ہی میں لگے رہے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔'' (الاستیعاب)

ساتویں فصل

جذبہ جہاد سے سرشار
مسلمان خواتین کی داستانیں
جن کے جذبے پر زمین
وآسمان کو بھی رشک آیا

اسلام کی پہلی شہید خاتون

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا ان کے خاوند یاسر اور بیٹا عمار قریش کے ظلم وستم کا بار بار نشانہ بنے۔ ایک دفعہ امام المجاہدین ﷺ کا بازار سے گزر ہوا۔ دیکھا کہ قریش ان تینوں پر ظلم ڈھا رہے ہیں۔ ایسی دردناک سزا دے رہے ہیں کہ جس سے دیکھنے والے کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے انہیں دلاسہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے آل یاسر صبر کرو تمہارا ٹھکانہ جنت ہے''

ابوجہل نے حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو دردناک سزا دی لیکن ان کے پایہ استقلال میں کوئی لغزش نہ آئی۔ وہ چٹان کی طرح مضبوط رہیں۔ ابوجہل نے ہر چند انہیں کہا کہ تم اس دین سے کنارہ کشی اختیار کر لو لیکن انہوں نے ابوجہل کی بات نہیں مانی۔ اس کم بخت نے دو اونٹ منگوائے۔ دونوں کو مخالف سمت میں کھڑا کر دیا گیا۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی ایک ٹانگ ایک اونٹ سے اور دوسرے ٹانگ دوسرے اونٹ سے باندھ دی گئی پھر کہا باز آ جاؤ۔ اب بھی وقت ہے لیکن حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے اسلام کا دامن چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا۔ اس بدبخت نے حکم دیا کہ دونوں اونٹوں کو مخالف سمت میں بھگا دیا جائے اور خود ذلیل انسان نے حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے دل پر نیزہ دے مارا۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے جسم کو دو ٹکڑوں میں چیر دیا گیا۔ اس طرح انہیں اسلام کی پہلی شہید خاتون ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ یہ واقعہ ہجرت سے سات سال پہلے کا ہے۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے خاوند حضرت یاسر بھی دشمنوں کی اذیت ناک سزا کی تاب نہ لاتے ہوئے پردہ فرما گئے۔

اسلام کی بہادر اور عظیم بیٹیاں

وہ ایک بہادر بھائی کی دلیر بہن تھیں......!

اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ اور سربلندی کے لئے لڑی جانے والی جنگوں میں انہوں نے جوگراں نمایاں کارنامے سرانجام دیئے، بلاشبہ تاریخ ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

یہ خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا ذکر ہے۔ جب اسلامی لشکر دمشق کے علاقے میں دشمنانِ اسلام کے خلاف برسرِ پیکار تھے اور ہر روز ان کے مبارک قدم آگے ہی آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ ایک دن جرنیلِ اسلام حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ دشمن کا ایک بہت بڑا لشکر مسلمانوں سے مقابلے کے لئے پیش قدمی کرتا ہوا آ رہا ہے۔ آپ نے اس لشکر سے مقابلے کے لئے مسلمانوں میں سے ایک بہت بہادر اور دلیر شخص کو منتخب کیا۔ اس شخص کا نام ضرار بن ازور (رضی اللہ عنہ) تھا......!

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ وہ خوش قسمت شخص تھے جن کے والد محترم اور چچا جان بھی میدانِ جہاد ہی میں شہید ہوئے تھے اور اب وہ...... ان کے حسین نقوش پا پر محوِ سفر تھے۔ آپ کی جرأت و بہادر کا یہ عالم تھا کہ خود خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آپ کے بارے میں فرمایا۔

''ضرار موت سے بے خوف، فنِ حرب کا ماہر اور بہادروں سے بازی لے جانے والا ہے''

چنانچہ آپ کی قیادت میں پانچ سو مجاہدین کا مختصر سا لشکر دشمن سے مقابلہ کے لئے روانہ ہو گیا۔

یہ حضرات جب میدانِ جنگ میں پہنچے تو دیکھا کہ مدمقابل کی تعداد بارہ ہزار مسلح افراد ہے۔ اب بعض لوگوں کے ذہن میں آیا کہ واپس لوٹ جانا چاہئے۔ لیکن ضرار رضی اللہ عنہ ایسا

کیسے کر سکتے تھے...... وہ مرد میدان تھے...... میدان سے فرار ان کا شیوہ ہی نہیں تھا۔ چنانچہ آپ نے اس ٹڈی دل لشکر کے خلاف جنگ شروع کر دی...... ایک خونریز اور خطرناک جنگ...... جس میں ایک طرف اسلحہ اور افراد کی طاقت تھی اور دوسری طرف ایمان اور جذبے کی قوت...... مسلمان اپنی کم تعداد کے باجود بڑی بے جگری سے لڑے...... خود ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کے جوش کا یہ عالم تھا کہ ہاتھ میں نیزہ لئے وہ کافروں پر چڑھ دوڑتے تھے اور کشتوں کے پشتے لگا دیتے تھے، اس دن انہوں نے بے شمار کافروں کو قتل کیا حتی کہ لشکر کفار کے سپہ سالار کا بیٹا بھی ان کے ہاتھوں جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

لڑتے لڑتے دن ڈھل گیا...... اور شام ہو گئی...... اب مسلمان بہت تھک چکے تھے۔ اسی دوران کافروں نے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کے گرد جمع ہو کر ان کا محاصرہ کر لیا اور پھر اس تن تنہا مجاہد پر حملہ آور ہو کر زخمی کر کے انہیں گرفتار کر لیا۔ اس سالار کی گرفتاری نے مسلمانوں کی حالت کمزور کر دی...... لیکن اس کے باوجود بھی وہ لڑتے رہے۔

اسی اثناء میں حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کی خبر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ملی...... اپنے شیر صفت جرنیل کی گرفتاری پر آپ سخت پریشان ہو گئے۔ چنانچہ آپ نے فوری طور پر لشکر اسلام کو تیاری کا حکم دیا اور میدان جنگ کی جانب کوچ کر گئے جہاں حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کے بعد مجاہدین کی قیادت کرتے ہوئے برسرِ پیکار تھے۔

اللہ کی تلوار میں سے ایک تلوار سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ...... حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کی رہائی اور مسلمانوں کی مدد کے لئے اپنا لشکر لے کر روانہ ہوئے...... تو اثنائے راہ میں اچانک آپ نے بلند قامت، کوتاہ گردن گھوڑے پر ایک سوار کو دیکھا۔ جس کے ہاتھ میں ایک چمکدار، لمبا نیزہ تھا اور جس کی وضع قطع، شکل و شباہت سے دانائی اور باگیں کاٹنے اور

پھیرنے سے شجاعت ٹپکتی تھی۔ وہ سوار گھوڑے کی باگیں ڈھیلی چھوڑے، زین پر پوری طرح جمے ہوئے، زرہ کے اوپر سیاہ کپڑا پہنے، سبز عمامہ کا پٹکا کمر سے باندھے ہوئے تھا اور اس عمامے کو اس نے اپنے سینے سے پشت تک ڈال رکھا تھا۔ یہ ڈھکا چھپا پراسرار سوار فوج کے آگے آگے شعلہ جوالہ کی طرح جا رہا تھا۔ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے اس شان وشوکت کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا'' کاش کہ میں اس سوار سے واقف ہوتا کہ یہ کون ہے؟ واللہ یہ شخص نہایت دلیر اور بہادر معلوم ہوتا ہے'' یہ سوار چونکہ سب سے آگے آگے مشرکین کی طرف جا رہا تھا، اس لئے آپ بھی اس کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔

ادھر حضرت رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ نہایت استقلال اور بہادری کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کر رہے تھے کہ انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اپنی کمک کے لئے آتے دیکھا اور لشکر کے پہنچتے ہی اس سوار کو بھی رومیوں پر اس طرح گرتے دیکھا جس طرح باز چڑیا پر۔ اس کا ایک حملہ تھا جس نے ان کے لشکر پر تہلکہ مچا دیا۔ اس شہ سوار نے کشتوں کے پشتے لگا دیئے اور بڑھتے بڑھتے وسط لشکر روم میں گھستا چلا گیا۔ وہ کوندتی ہوئی بجلی تھی کہ آناً فاناً کافروں کے سروں پر گرتی ہوئی چمکتی، دو، چار کو بھسم کر کے پانچ سات کے بدن پر گر کے پھر اسی جگہ نمودار ہوئی۔ اس سوار کا نیزہ جس وقت لشکر کے درمیان میں بلند ہوا تو وہ کافروں کے خون سے سرخ ہو رہا تھا۔ پھر وہ سوار دوبارہ پلٹا اور بڑھ کر اس بے جگری کے ساتھ نڈر ہو کر حملہ کیا کہ لوگوں کو کاٹتے، لشکر کو چیرتے ہوئے بہادروں کی صفوں میں کھلبلی ڈال دی اور رومیوں میں بڑھ کر مسلمان لشکریوں کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

رافع بن عمیرہ الطائی رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکریوں کا خیال تھا کہ یہ خالد ہیں اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے سوا ایسے کارہائے نمایاں کون کر سکتا ہے؟ یہ اسی خیال میں تھے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ حضرت رافع بن عمیرہ الطائی نے زور سے چلا کر پوچھا۔

''اے دلیر! یہ سوار جو اپنی جان کو خدا کے راستے میں بے خوف وخطر پیش کر رہا ہے اور خدا کے دشمنوں کو بے دریغ قتل کر رہا ہے، کون ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''خدا کی قسم! میں اس سے خود ناواقف اور اس کی شجاعت، دلیری اور جرأت سے خود حیران اور متعجب ہوں''

حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''اے امیر! یہ عجیب شخص ہے کہ رومیوں کے لشکر میں گھس جاتا ہے اور دائیں بائیں نیزے مار مار کر لوگوں کو گرا دیتا ہے''

پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''مسلمانو! حمایت دین کے لئے متحد ہو جاؤ اور ایک متفقہ حملہ کر دو''

یہ حکم سنتے ہی بہادران اسلام نے باگوں کو درست کیا، نیزوں کو سنبھالا اور صف بندی کر کے کھڑے ہو گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ صف کے آگے کھڑے ہوئے۔ ارادہ تھا کہ دشمن پر حملہ کروں کہ اچانک وہی سوار جو خود خون میں لت پت اور اس کا گھوڑا پسینے میں غرق تھا، رومیوں کے لشکر سے شعلہ جوالہ کی طرح نکلا۔ رومیوں کا اگر کوئی سپاہی اس کے قریب آ جاتا تو پشت دے کر بھاگ جاتا تھا اور یہ تن تنہا رومیوں کے کئی کئی آدمیوں کے ساتھ رہا تھا۔ یہ دیکھتے ہی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی جمعیت کے ساتھ حملہ کر دیا اور جو رومی اس سوار پر حملہ کر رہے تھے، ان کے حملہ سے اس کو بچا لیا اور اس طرح یہ سوار مسلمانوں کے لشکر میں آ ملا۔ مسلمانوں نے اس کی طرف غور سے دیکھا۔ گویا وہ گلاب کے پھول کی ایک ارغوانی پنکھڑی تھی جو خون میں رنگی ہوئی تھی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے آواز دی اور کہا۔

''اے شخص! تو نے اپنی جان کو اللہ کی راہ میں خرچ اور اپنے غصہ کو اس کے دشمنوں پر صرف

کیا ہے۔ تجھے باری تعالیٰ جل مجدہ جزائے خیر عنایت کرے۔ بہتر ہوگا کہ تو اپنے نقاب کو کھول دے تاکہ معلوم ہو سکے کہ تو کون ہے''

لیکن اس سوار نے ان کے کہنے کی کچھ پرواہ نہیں کی اور قبل اس کے کہ آپ سے مخاطب ہو، لوگوں میں جا گھسا، اہل عرب نے چاروں طرف سے چیخنا اور کہنا شروع کر دیا۔

''خدا کے بندے امیر افواج اسلامیہ تجھے آواز دے رہا ہے مگر تو اس سے اعراض کرتا اور بھاگتا ہے۔ تجھے چاہئے کہ اس کے پاس جا کر اپنے نام، حسب اور نسب بتا تاکہ تیرے عہدے، ترقی اور مرتبہ میں سربلندی حاصل ہو''

مگر سوار نے اس کی بات کا بھی کچھ جواب نہ دیا۔ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس سوار کے متعلق کچھ معلوم نہ ہوسکا تو آپ خود بہ نفس نفیس اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا:

''سخت افسوس کی بات ہے کہ میرا اور تمام مسلمانوں کے دل تیرے حالات معلوم کرنے کے لئے بے چین ہیں اور تو اس قدر بے پرواہ! تو کون ہے؟

آخر آپ کے بے حد اصرار پر نقاب کے اندر سے نسوانی زبان میں اس سوار نے اس طرح کہنا شروع کیا۔

''اے امیر! میں آپ سے کسی نافرمانی کے باعث اعراض نہیں کر رہی ہوں، بلکہ مجھے آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے شرم آتی ہے، کیونکہ میں حجاب میں زندگی گزارنے والیوں میں سے ہوں۔ مجھ سے اصل میں یہ کام میرے درد دل نے کرایا ہے اور میرا رنج ہی مجھے یہاں تک کھینچ لایا ہے''

آپ نے فرمایا:

''تم کون ہو؟''

اس نے کہا:

’’ضرار جو قیدی ہیں میں ان کی بہن خولہ بنت ازور ہوں، قبیلہ مذحج کی چند عرب عورتوں میں بیٹھی ہوئی تھی کہ دفعتاً کسی نے مجھے ضرار کی گرفتاری کی خبر دی، میں فوراً سوار ہو کر یہاں پہنچی اور جو کچھ کام کیا، وہ خود آپ کے سامنے ہے‘‘

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا دل یہ سن کر بھر آیا۔ آپ رونے لگے اور فرمایا۔

’’ہم سب کو متفقہ حملہ کرنا چاہئے۔ مجھے خداوند تعالیٰ جل مجدہ کی ذات والا صفات سے امید ہے کہ ہم تمہارے بھائی تک پہنچ کر ان کو چھڑانے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔‘‘

حضرت خولہ نے کہا:

’’میں اس حملہ میں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ سب سے آگے رہوں گی‘‘

عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب تھا۔ جب خولہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھ کر حملہ کیا اور ان کے ساتھ ہی تمام مسلمان حملہ آور ہو گئے۔ خولہ بنت ازور کے حملہ نے رومیوں قافیہ تنگ کر دیا اور ان پر ان کا حملہ اتنا گراں گزرا کہ آپس میں سرگوشیاں ہونے لگیں۔

’’اگر تمام اہل عرب اسی سوار کی طرح بہادر اور جری ہیں تو ہم ان کے مقابلے کی تاب کبھی نہیں لا سکتے۔‘‘

جس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی جمعیت کے ساتھ حملہ کیا تو رومیوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ قدموں میں لغزش آ گئی۔ قریب تھا کہ پاؤں اکھڑ جائیں مگر کافروں کے سپہ سالار دروان نے یہ حالت دیکھ کر پکارنا شروع کیا:

’’اے قوم سنبھلو، ثابت قدم رہو، اگر تم نے ثابت قدمی دکھلائی تو یاد رکھو مسلمان اب بھاگے اور تمام اہل دمشق تمہاری مدد کو اب آئے‘‘

یہ سنتے ہی رومی پھر ڈٹ گئے، لیکن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے ساتھیوں کو لے کر اس بے جگری کے ساتھ حملہ کیا کہ رومیوں کے قدم اب کسی طرح نہ جم سکے اور لشکر تتر بتر

ہو کر متفرق ہو گیا۔

اس جنگ میں حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا یہ حال تھا کہ رومیوں کے دستے کے دستے چیرتی، ان کے درمیان میں گھس کر دائیں بائیں نیزہ مارتی چلی جاتی تھیں، ان کی آنکھیں اپنے پیارے بھائی کو چاروں طرف تلاش کرتی جاتی تھیں اور وہ زور زور سے پکارتی اور یہ اشعار پڑھتی جارہی تھیں:

''ضرار کہاں ہیں؟''

میں آج انہیں نہیں دیکھتی اور نہ انہیں میرے اقرباء اور میری قوم دیکھتی ہے۔

اے میرے اکلوتے اور ماں جائے بھائی!

میرے عیش کو تم نے مکدر کر دیا اور میری نیند کو کھو دیا''

ان کے یہ اشعار سن کر تمام مسلمان رونے لگے۔لڑائی برابر ہوتی رہی، لیکن باوجود تلاش کے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کا کہیں سراغ نہ ملا۔ اب آفتاب ڈھل چکا تھا، دونوں لشکر متفرق ہوئے، مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا اور ان گنت رومی مارے گئے۔ ہر ایک فوج اپنی اپنی قیام گاہ پر پہنچی۔مسلمانوں کی فتح سے رومیوں کے دل ٹوٹ چکے تھے اور ارادہ تھا کہ بھاگ جائیں مگر سپہ سالار کے خوف نے انہیں یہاں روک رکھا تھا۔

جس وقت مسلمان اپنی قیام گاہ پر پہنچے تو حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے ہر ایک سپاہی سے اپنے بھائی کے متعلق دریافت کرنا شروع کیا مگر کسی فرد نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے ضرار کو قیدی یا مقتول دیکھا ہے۔ جب انہیں بھائی کی طرف سے بالکل ناامیدی ہوگئی تو وہ رونے لگیں اور نہایت مایوسی کے عالم میں اپنے بھائی کو اس طرح یاد کرنے لگیں:

''ماں جائے بھائی! کاش مجھے یہ خبر ہوتی کہ آیا جنگل میں تمہیں ڈال دیا گیا یا کہیں ذبح کر ڈالا

تمہاری بہن تم پر قربان

افسوس مجھے یہی خبر ہو جاتی کہ میں تم سے کبھی پھر ملوں گی یا نہیں

بھائی! واللہ! تم نے اپنی بہن کے دل میں ایک ایسی سلگتی ہوئی چنگاری چھوڑی ہے جس کے شرارے کبھی ٹھنڈے نہیں ہو سکتے۔

تم اپنے والد جو کافروں کے قاتل تھے، ان سے جناب محمد ﷺ کے سامنے جا ملے

میری طرف سے تمہیں قیامت تک سلام پہنچتا رہے''

یہ باتیں سن کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور تمام مسلمان رونے لگے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ارادہ ہوا کہ اسی وقت دوبارہ حملہ کر دیا جائے، لیکن اتفاق سے اسی وقت آپ نے چند سوار رومی لشکر سے نکل کر مسلمانوں کی طرف بڑھتے دیکھے۔ جس وقت یہ سوار مجاہدین کے قریب پہنچے تو انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور پیادہ ہو کر لفون لفون (امان امان) پکارنے لگے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے فرمایا:

''ان کے امان مانگنے کو قبول کرو اور انہیں میرے پاس لاؤ''

حکم کے مطابق جب وہ حاضر کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ کون ہو؟

انہوں نے کہا کہ ہم دشمن کے سپاہی ہیں۔ آپ سے جنگ کی طاقت نہیں رکھتے، اس لئے صلح کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ ہمارے جس بہادر نے تمہارے سردار کے بیٹے کو قتل کر دیا تھا، اس کے متعلق تمہیں کچھ علم ہے یا نہیں؟

انہوں نے جواب میں کہا کہ ہمارے سردار دروان نے اس بہادر کو سو سواروں کے ساتھ خچروں پر سوار کر کے حمص کی جانب روانہ کر دیا تھا تا کہ وہ شاہ ہرقل کے سامنے پیش کیا جا سکے۔

یہ خبر سن کر حضرت خالد بہت خوش ہوئے، آپ نے فوراً حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ رافع! تم اپنے ساتھ سو تجربہ کار سواروں کو لے کر فوراً ہی چل پڑو اور دشمن کے اس دستے کا تعاقب کرو جو حضرت ضرار کو گرفتار کر کے لے جا رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ تم قریب ہی کہیں انہیں پا لو گے۔

سپہ سالار کا حکم سن کر حضرت رافع رضی اللہ عنہ فوراً تیار ہو گئے اور اپنے لئے سو سواروں کا بھی انتخاب کر لیا۔ لیکن قبل اس کے آپ روانہ ہوتے۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کو اس دستے کی روانگی کی خبر مل گئی۔ یہ پتہ چلتے ہی ان کے دل میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ہتھیار لگائے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

''ایہا الامیر! میں آپ کو طاہر و مطہر حضرت محمد خیر البشر ﷺ کا واسطہ دے کر درخواست کرتی ہیں کہ جو دستہ آپ روانہ کر رہے ہیں، مجھے بھی اس کے ہمراہ جانے کی اجازت دیں تا کہ میں بھی ان کی کوئی مدد کر سکوں''

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے انہیں بھی اجازت دے دی۔

مجاہدین کا یہ دستہ دشمن کے تعاقب میں روانہ ہوا تو حضرت خولہ رضی اللہ عنہا باقی مجاہدین سے پیچھے پیچھے چل رہی تھیں۔ جس وقت یہ دستہ سلیمہ کی سڑک پر پہنچا تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے ادھر ادھر دیکھا، جب انہیں اس جگہ سے گھوڑوں یا کسی فوج کے گزرنے کے آثار نظر نہ آئے تو آپ نے فرمایا کہ دوستو خوش ہو جاؤ، دشمن ابھی یہاں تک پہنچا نہیں ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنے مجاہدین کو وادی حیات میں چھپا دیا۔ یہ حضرات ابھی کمین گاہوں میں چھپے ہی تھے کہ دور سے گرد و غبار اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ یہ غبار قریب آیا تو معلوم ہوا کہ دشمنوں کا وہی دستہ ہے جو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو لئے جا رہا ہے۔ ان لوگوں نے حضرت ضرار کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا اور ان کے درمیان یہ عظیم مجاہد یہ اشعار پڑھتا جا رہا تھا:

''اے جاسوس!

میری قوم اور خولہ کو یہ خبر پہنچا دے کہ میں قیدی ہوں

اور مشکیں بندھا ہوا ہوں

شام کے بے دین اور کافر میرے آس پاس ہیں

اور وہ سب زرہ پہنے ہوئے ہیں

اے دل! تو غم وحسرت کے مارے مر جا

اور اے میری بہادری کے آنسو! میرے رخسار پر بہہ جا

کیا تو جانتا ہے کہ میں پھر ایک دفعہ اپنے خاندان اور خولہ کو دیکھ سکوں گا؟

اور میں اس عہد کو یاد دلاؤں گا جو ہمارے درمیان تھا''

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا یہ اشعار سنتے ہی بے قرار ہوگئیں اور کمین گاہ میں بیٹھے بیٹھے ہی پکار اٹھیں کہ بھائی جان! خداوند تعالیٰ جل مجدہ نے آپ کی دعاؤں کو قبول کرلیا۔ آپ کی گریہ وزاری کو سن لیا۔ میں ہوں آپ کی بہن خولہ!

یہ کہہ کر انہوں نے زور سے تکبیر کہی اور حملہ کر دیا۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمان بھی تکبیر پڑھ کر حملہ آور ہوگئے۔

اس دستے کے ایک مجاہد کہتے ہیں کہ میں بھی اس وقت اس جماعت میں تھا جس وقت ہم نے تکبیر کے نعرے لگائے تو الہام الٰہی کی بدولت ہمارے گھوڑے بھی خوشی میں آ کر زور زور سے ہنہنانے لگے۔ ہمارے ایک ایک سوار نے رومیوں کے ایک ایک سوار کو آگے رکھ لیا اور ابھی ایک گھنٹہ بھی گزرنے نہیں پایا تھا کہ ہمارا ہر سپاہی اپنے حریف کو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا۔ خداوند تعالیٰ جل مجدہ نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو رہائی دلوائی اور ہم نے رومیوں کے گھوڑوں اور اسلحہ پر قبضہ کرلیا۔

ایک اور مجاہد کہتے ہیں کہ ہم ابھی ان سو سواروں سے لڑنے میں مشغول تھے کہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کو چھڑایا، مشکیں کھولیں اور سلام کیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کو شاباش دی۔ مرحبا کہا اور ایک خالی گھوڑے پر جو دوڑتا ہوا پھر رہا تھا، سوار ہوگئے۔ ہاتھ میں ایک گرا ہوا نیزہ اٹھایا اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

''یارب! میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں

تو نے میری دعا قبول فرمائی
میرا رنج دور کر دیا اور میری بے چینی کو ہٹا دیا
تو نے میری تمنائیں پوری کر دیں
اور مجھے میری بہن سے ملوا دیا
میں آج اپنے دل کو اپنے دشمنوں سے تسکین دوں گا''
اور پھر دونوں بہن بھائی دشمنان اسلام کے خلاف مزید جنگوں کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔

☆......☆......☆

عظیم بھائی کی رہائی کے لئے دلیر بہن کی جانبازی وسرفروشی کے اس واقعہ کو ابھی کچھ زیادہ دن نہ گزر پائے تھے کہ ایک اور حیرت انگیز اور ایمان افروز واقعہ پیش آ گیا۔

ایک دن امین الامۃ سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ مسلمان مجاہدین کی خواتین کی حفاظت کے لئے ان کو کسی محفوظ مقام کی جانب لے جا رہے تھے، ان خواتین میں خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔ جبکہ ایک ہزار مسلمان مجاہدین عورتوں کی اس جماعت کی حفاظت کے لئے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ سفر جاری تھا کہ اچانک شام کے عیسائیوں نے اپنے ایک کمانڈر بولص اور ان کے بھائی پطرس کی قیادت میں اس مختصر سے لشکر پر حملہ کر دیا۔ عیسائیوں کی تعداد سولہ ہزار لشکریوں پر مشتمل تھی۔ اور دوسری طرف مسلمان بہت کم تعداد میں تھے۔ چنانچہ عیسائیوں نے بغیر کسی خاص مزاحمت کے کئی خواتین اسلام کو گرفتار کر لیا۔ ان گرفتار شدہ خواتین کو لے کر پطرس اور عیسائی جنگجوؤں کی ایک بڑی تعداد میدان جنگ سے روانہ ہو کر نہر استر یاق کے کنارے آ گئی۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ حالت دیکھی تو آپ کو بہت دکھ ہوا۔ تاہم آپ ہمت ہارنے والے نہیں تھے۔ چنانچہ آپ نے ایک ہزار مجاہدین ہی کو لے کر بولص کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ناپاک کافروں کے درمیان معرکہ کارزار گرم

ہوا۔غبار سروں پر بلند ہونے لگا اور اس زور وشور سے تلواریں چلیں کہ ارض سحو رلالہ زار بن گئی۔

اسی دوران ایک صحابی سہیل بن صباح رضی اللہ عنہ سرپٹ گھوڑا دوڑاتے ہوئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور انہیں صورتحال کی اطلاع دی۔آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور مسلمانوں کا لشکر لے کر میدان جنگ کی طرف روانہ ہوگئے۔مجاہدین کے اس لشکر میں حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

میدان جنگ میں پہنچ کر بہادران اسلام نے اس زور سے حملہ کیا کہ صلیبیں جھک گئیں۔ رومیوں کو اپنی ذلت وخواری کا یقین ہوگیا۔حضرت ضرار رضی اللہ عنہ آگ کے شعلہ کی طرح بولص کی طرف بڑھے،اس دشمن خدا نے جب آپ کی طرف دیکھا تو ہوش اڑ گئے،کانپنے لگا اور چونکہ ان کی بہادری،شجاعت اور سپہ گیری کے جوہر اس سے پہلے بھی وہ بچشم خود دیکھ چکا تھا،اس لئے انہیں دیکھ کر فوراً پہچان لیا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا:

''اے عربی!تمہیں اپنے دین کی قسم!اس شیطان کو مجھ سے علیحدہ رکھو،میرے پاس نہ آنے دو''

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں شیطان اسی وقت تو ٹھہروں گا جب تیرے کہنے پر تیرے پاس آنے سے رک جاؤں گا''

یہ کہہ کر آپ نے اچانک اس کے ایک نیزہ مارا۔بولص نے جس وقت اپنی طرف نیزہ آتا ہوا دیکھا تو جان بوجھ کر گھوڑے سے گر پڑا اور پیدل اپنے لشکر کی طرف بھاگا۔آپ بھی گھوڑے سے کود کر اس کے تعاقب میں دوڑے اور فرمایا:

''تو کہاں جاتا ہے؟ حالانکہ شیطان تیرے پیچھے پیچھے تیری طلب میں ہے''

اس نے جواب دیا:

''او دیہاتی!مجھے زندہ رہنے دے،میری زندگی کے ساتھ تمہاری عورتوں اور بال بچوں کی

بھی زندگی وابستہ ہے“

یہ سن کر آپ نے اس کے قتل سے ہاتھ روک دیا اور زندہ گرفتار کرلیا۔ ادھر مسلمانوں نے دل کھول کر رومیوں پر ایک حملہ کر کے ان کا ناطقہ بند کر دیا۔

معرکہ کے آخر میں حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو اپنی بہن کی گرفتاری کے متعلق علم ہوا تو آپ کو نہایت دکھ ہوا۔ آپ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں بھی اس کی اطلاع دی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”گھبراؤ نہیں! ہم نے ان کے سردار اور قوم کو گرفتار کر رکھا ہے۔ ہمیں اپنی عورتوں کی رہائی کے لئے دمشق ضرور چلنا چاہئے۔ ان قیدیوں کے عوض ہم اپنی عورتوں کو چھڑا لیں گے“

اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

”آپ باقی ماندہ عورتوں کو آہستہ آہستہ لے کر چلیں، میں خواتین کی رہائی کے لئے جا رہا ہوں“

آپ نے دو ہزار سوار منتخب کر کے اپنے ساتھ لئے اور گرفتار خواتین کی رہائی کے لئے روانہ ہو گئے۔ اس وقت حضرت ضرار رضی اللہ عنہ بھی حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور آپ کے لشکر کے آگے آگے چلتے ہوئے، یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

”یا رب......!

تو ہماری جن مصیبتوں کو دیکھ رہا ہے، انہیں دور کر دے

اور مجھے جلدی سے حسرت کی موت نہ دے

تاوقتیکہ میں اپنی بہن کو دیکھ لوں

میری یہی خواہش ہے دلی تمنا ہے

میرے دوستو! میرے ساتھ دشمن کی طرف چلو

تاکہ میں اپنی مراد اور مقصد کو جلدی سے پہنچ جاؤں

پھر اگر...... میں مر نہ جاؤں تو میری داڑھی منڈوا دینا‘‘

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یہ اشعار سن کر ہنسنے لگے۔

مجاہد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ قافلہ جو اپنی بہنوں کی رہائی کے لئے محوِ سفر تھا، چلتا چلتا جب نہر استریاق کے قریب پہنچا تو دور سے انہیں ایک ایسا غبار دکھائی دیا جس کے اندر تلواریں چمکتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’یہ عجیب بات ہے!‘‘

حضرت قیس نے کہا:

’’میرے خیال میں یہ دمشق کے باقی ماندہ سپاہی ہیں جو زندہ بچ کر واپس جا رہے ہیں‘‘

حضرت خالد نے فرمایا:

’’نیزے تان لو اور اس وقت تک تیار رہو، جب تک حقیقت حال معلوم نہ ہو جائے‘‘

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نیزوں کا رخ سامنے کی طرف کر لیا اور غبار کی طرف بڑھنے لگے۔

دوسری طرف ایک اور معرکہ برپا تھا......

☆......☆......☆

ہوا یوں کہ جب بولص کا بھائی پطرس خواتین عرب کو گرفتار کر کے نہر استریاق پر پہنچا تو اپنے بھائی کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے ٹھہر گیا۔ وہاں اس نے اپنے سامنے ان عورتوں کو بلا کر کھڑا کیا۔ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا سے زیادہ خوبصورت چونکہ اس کو کوئی عورت نظر نہ آئی اس لئے اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ میری ہے اور میں اس کا ہوں۔ اس کے بارے میں کوئی مجھ سے جھگڑا نہ کرے۔ لوگوں نے اس کی اس بات کو منظور کر لیا۔ پھر اسی طرح ہر ایک دمشقی ایک ایک عورت کی طرف اپنے ناپاک ہاتھ اٹھا اٹھا کر کہنے لگا کہ یہ عورت میرے لئے ہے۔ اس کے بعد انہوں نے بکریوں اور اس مال کو جو لوٹ کر لے گئے تھے، جمع کیا اور بولص کا

انتظار کرنے لگے۔

ان گرفتار شدہ عورتوں میں اکثر قوم حمیر، قبیلہ عمالقہ اور تبابعہ کی بڑی بوڑھیاں تھیں، جو گھوڑے کی سواری، راتوں رات سفر کرنے اور وقت پر قبائل عرب سے مقابلہ کرنے کی خوگر اور عادی تھیں۔ یہ سب عظیم اور غیرت مند خواتین آپس میں جمع ہوئیں اور حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا نے انہیں مخاطب کر کے کہا:

''حمیر کی بیٹیو! اور اے قبیلہ تبع کی یادگارو!

کیا تم اس بات پر رضامند ہو اور یہ چاہتی ہو کہ رومی کافر اور بے دین تم پر غالب آ جائیں؟ تم ان کی لونڈیاں، باندیاں بن کر رہو۔ کہاں گئی تمہاری وہ شجاعت اور کیا ہوئی تمہاری وہ غیرت جس کا چرچا عرب کی لونڈیوں میں اور جس کا ذکر عربی مجلسوں میں ہوا کرتا تھا؟ افسوس میں تمہیں غیرت وحمیت سے خالی اور شجاعت وبراعت سے دور دیکھ رہی ہوں۔ میرے نزدیک اس آنے والی مصیبت سے تمہارا قتل ہو جانا بہتر اور رومیوں کی خدمت کرنے سے مر جانا افضل ہے''

یہ سن کر عفیرہ بنت عفار حمیر یہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

''اے بنت ازور! تم نے ہماری شجاعت وبراعت، عقل ودانائی بزرگی اور مرتبہ کے متعلق جو کچھ بیان کیا، وہ واقعی سچ ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ ہمیں گھوڑے کی سواری کی عادت ہے اور دشمن کا رات کے وقت بھی قافیہ تنگ کر دینا آتا ہے۔ مگر یہ تو بتلائیے کہ جو شخص نہ گھوڑا رکھتا ہو، نہ نیزہ اس کے پاس کوئی ہتھیار ہو نہ تلوار، ایسا شخص کیا کر سکتا ہے؟ آپ کو معلوم ہے کہ ہمیں دشمن نے اچانک گرفتار کر لیا۔ ہمارے پاس اس وقت کوئی سامان نہیں، ہم بکریوں کی طرح ادھر ادھر بھٹکتے پھر رہے ہیں''

یہ سن کر حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

''قبیلہ تابعیہ کی بیٹیو! تمہاری غفلتوں کا کچھ ٹھکانا ہے؟ خیموں کی لکڑیاں اور ستون تو موجود ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم انہیں اٹھا اٹھا کر بدبختوں پر حملہ آور ہوں۔ ممکن ہے کہ ارحم الراحمین ہماری

مدد کرے اور ہم غالب آ جائیں۔ ورنہ کم از کم شہید ہی ہو جائیں تا کہ یہ کلنک کا ٹیکہ تو ہماری پیشانیوں پر نہ لگنے پائے''

عفیرہ بنت غفار رضی اللہ عنہ نے کہا:

''واللہ میرے نزدیک بھی یہ آپ کی رائے بہت زیادہ صحیح اور پسندیدہ ہے''

اس کے بعد ہر ایک عورت نے خیمہ کی ایک ایک لکڑی اٹھائی۔ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا خود بھی کمر باندھ کر ایک بڑی سی لکڑی کاندھے پر رکھ کر آگے ہوئیں۔ ان کے پیچھے عفیرہ بنت عفار، ام ابان بنت عتبہ، سلمہ بنت نعمان بن المتقر اور دیگر عورتیں چلیں۔

اسلام کی ان بہادر بیٹیوں نے ''ہل من مبارز'' کا نعرہ مارا اور جنگ کے لئے تیار ہو گئیں۔ اس وقت حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اپنی اس نسوانی فوج کو مخاطب کیا اور اس طرح تنظیم اور قواعد کا سبق دینے لگیں۔

زنجیر کی کڑیوں کی طرح ایک دوسرے سے ملی رہنا۔

متفرق ہرگز نہ ہونا

اگر خدانخواستہ تم متفرق ہو گئیں تو یاد رکھنا تمہارے سینوں کو نیزے توڑ دیں گے اور تمہاری گردنوں کو تلواریں کاٹ ڈالیں گی۔

تمہاری کھوپڑیاں اڑ جائیں گی اور تم سب یہیں ڈھیر ہو کر رہ جاؤ گی۔

یہ کہہ کر آپ نے قدم بڑھایا اور ایک رومی کے سر پر اس زور سے لکڑی ماری کہ وہ زمین پر گر پڑا اور مر گیا۔ رومیوں میں کھلبلی پڑ گئی۔ ایک نے دوسرے سے پوچھنا شروع کیا کہ کیا ہوا؟ اچانک لکڑیاں اٹھائے عورتوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو پطرس نے چیخ کر عورتوں سے کہا:

بدبختو یہ کیا کرتی ہو؟

حضرت عفیرہ بنت عفار الحمیر یہ نے جواب دیا

''آج ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ ان لکڑیوں کے ذریعے تمہارے دماغوں کو درست اور

تمہاری عمروں کو ختم کر کے اپنے اسلاف کے چہروں سے ننگ و عار کا دھبہ مٹا دیں‘‘

پطرس یہ سن کر ہنسا اور اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ تم پر تف ہے، تمہیں چاہئے کہ تم انہیں جدا جدا کر کے زندہ ہی پکڑ لو۔ تم میں سے جو شخص خولہ کو پکڑے اسے چاہئے کہ کسی برے کام کا خیال تک نہ لائے کیونکہ وہ میری ہے۔

پطرس کا یہ حکم سنتے ہی رومیوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر کر حلقہ باندھ لیا۔ وہ چاہتے تھے کہ ان تک پہنچیں مگر جیسے ہی کوئی شخص ان کے قریب پہنچتا تھا یہ پہلے لکڑیوں سے اس کے گھوڑے کے ہاتھ پیر توڑ دیتی تھیں اور جس وقت وہ سوار الٹے منہ گرتا تھا تو ضربیں مار مار کر اس کا سر توڑ دیتی تھیں، اس لئے ان تک کوئی نہ پہنچ سکا۔

ان بہادر خواتین نے اسی طرح تیس سوار موت کے گھاٹ اتار دیئے۔ پطرس یہ دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا۔ گھوڑے سے نیچے اُترا اور اس کے ساتھ اس کے ہمراہی بھی پیدل ہو گئے۔ پھر وہ سب نیزے اور تلواریں لے کر خواتین اسلام کی طرف بڑھے۔ خواتین آپس میں ایک دوسرے کی طرف لپکیں اور آپس میں کہنے لگیں:

’’ذلت کی زندگی سے عزت کے ساتھ مر جانا بہت زیادہ افضل ہے‘‘

اس کے بعد پطرس نے عورتوں کے مقابلے میں اگرچہ بہت ہاتھ پیر مارے مگر ان کی بہادری اور شجاعت کے سامنے کف افسوس ملنے کے سوا اور کچھ نہ کر سکا۔ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کی طرف اس نے دیکھا جو ایک شیرنی کی طرف دوڑ رہی تھیں اور ان کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے۔

ہم قبیلہ تبع اور حمیر کی لڑکیاں ہیں
ہمارے لئے تمہیں قتل کرنا کوئی مشکل کام نہیں
کیونکہ ہم لڑائی میں دہکتی ہوئی آگ ہیں
آج تم سخت عذاب میں مبتلا ہو گے!

پطرس نے جب آپ کی زبان سے یہ اشعار سنے، آپ کا حسن و جمال دیکھا اور قد رعنا ملاحظہ کیا تو آپ کے قریب آ کر کہنے لگا:

”اے عربیہ! تم اپنے ان کاموں سے باز آ جاؤ۔ کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ میں تمہارا مالک بن جاؤں؟ حالانکہ میں وہ شخص ہوں جس کی تمنا میں تمام عیسائی عورتیں رہتی ہیں، پھر میں زراعتی زمین، باغات، مال واسباب اور بہت زیادہ مویشیوں کا مالک اور بادشاہ ہرقل کے نزدیک ذی مرتبت اور صاحب عزت شخص ہوں اور یہ سب کچھ تمہارے لئے ہی ہے، تمہیں چاہئے کہ خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور اپنی جان کو اپنے ہاتھوں سے نہ گنواؤ“

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے جواباً فرمایا:

”کافر...... بدبخت...... فاجر کے بچے...... خدا کی قسم! اگر میرا بس چلے تو میں ابھی اس لکڑی سے تیرا سر توڑ کر بھیجا باہر نکال ڈالوں۔ واللہ! میں اپنی اونٹ اور بکریاں بھی تجھ سے نہ چراؤں چہ جائیکہ تو میری برابری اور ہمسری کا دعویٰ کرے“

پطرس یہ سن کر غصہ میں بھر گیا اور ساتھیوں سے کہنے لگا کہ تمام ملک شام اور گروہ عرب میں اس سے زیادہ اور کیا شرم کی بات ہوگی کہ عورتیں تم پر غالب آ جائیں۔ یسوع مسیح اور بادشاہ ہرقل کے خوف سے ڈرو اور انہیں قتل کر دو۔

رومی یہ سن کر جوش میں آ گئے اور سب نے مل کر خواتین پر یک لخت حملہ کر دیا۔ خواتین اس شدید حملہ کو صبر واستقامت سے برداشت کر رہی تھیں کہ اسی دوران انہوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکر کو دیکھا جو گرد وغبار اڑاتا ہوا ان کے قریب پہنچ چکا تھا۔ مجاہدین کی تلواریں چمکتی ہوئی خواتین کو نظر آ رہی تھیں۔

☆......☆......☆

ادھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کچھ فاصلے پر ٹھہر کر اپنے جان بازوں سے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے، جو مجھے اس صورتحال کی خبر دے۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے آگے

بڑھ کر خود کو پیش کیا اور پھر گھوڑے کی لگام ڈھیلی چھوڑ دی۔ وہ عورتوں کے قریب پہنچ کر واپس لوٹے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو خواتین اسلام کی دلیرانہ جنگ کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا:

''تعجب ہے...... رافع ان عورتوں کی تو حرب وضرب اکثر جگہ مشہور ہے، اگر صورتحال واقعی وہی ہے جیسے تم نے بیان کی ہے اور ان عورتوں نے ایسی ہی بہادری اور شجاعت دکھائی ہے تو یاد رکھو! انہوں نے مردوں اور عربوں کی لڑکیوں پر قیامت تک اپنا سکہ بٹھا کر اپنے سر سہرا باندھ لیا ہے اور عورتوں کی پیشانیوں سے ننگ و عار کا دھبہ دھو دیا ہے۔

لشکر اسلام کے ساتھ آنے والے دیگر مجاہدین نے بھی جب یہ صورتحال سنی تو خوشی کے مارے ان کے چہروں پر سرخی دوڑنے لگی۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے تو ایک والہانہ جوش و جذبہ کے ساتھ زبردست قسم کی چھلانگ لگائی، آپ کے جسم پر اس وقت جو پرانی سی چادر تھی، اسے اتار پھینکا، نیزہ ہاتھ میں لیا اور یہ سوچ کر گھوڑے پر سوار ہو گئے کہ سب سے پہلے میں ہی خواتین کی مدد کے لئے پہنچوں گا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ضرار! ذرا ٹھہرو، جلدی نہ کرو، جو شخص کسی کام کو صبر و استقلال سے کرتا ہے وہ ہمیشہ خوشی کے ساتھ اسے پورا کر لیتا ہے۔ لیکن جو لوگ جلد بازی کو اپنا شعار بنا لیتے ہیں، انہیں دامن مراد بھرنے کی کبھی توفیق نہیں ہوتی''

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''ایہا الامیر! مجھے اپنی بہن کی مدد اور نصرت کے لئے پہنچنے سے صبر نہیں آ رہا''

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ان شاء اللہ! فتح اور خوشی نزدیک ہے''

اس کے بعد آپ نے لشکر اسلام کے قریب گھوڑوں کو ترتیب کے ساتھ قطاروں میں کھڑا کیا، اسلامی پرچم کو بلند کیا اور خود لشکر کے درمیان میں پہنچ کر فرمایا:

”معاشر المسلمین! جس وقت تم دشمن کے قریب پہنچ جاؤ تو بکھر کر فوراً چاروں طرف سے انہیں گھیر لینا۔ اللہ سے امید ہے کہ وہ اس طرح ہماری خواتین کو رہائی عطا فرمائے گا اور ہمارے بچوں پر رحم کرے گا“

اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ لشکر کے آگے آگے چلے۔ رومی اس وقت عورتوں کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گئے، اچانک انہیں مسلمانوں کا لشکر دکھائی دیا۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے چیخ کر کہا:

”تبابعہ کی بیٹیو! اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر رحمت نازل ہوئی ہے اور اس نے محض اپنی مہربانی سے تمہارے دلوں کو خوش کر دیا ہے“

پطرس نے جس وقت فرزندان توحید کی فوج کو اس شان وشوکت سے اپنے سر پر آتے دیکھا کہ ان کے نیزے نیستان کی تیروں کی طرح ایک دوسرے سے چسپاں اور ان کی تلواریں برق کی مانند چمکتی ہوئی نظر آ رہی ہیں تو اس کا دل دھڑکنے لگا۔ ہاتھ پیر میں رعشہ آ گیا۔ شانے کا گوشت بھڑکنے لگا۔ باقی رومی بھی بوکھلا اٹھے اور ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ پطرس رومیوں کے درمیان سے نکلا اور عورتوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا:

”چونکہ ہماری بھی بہو، بیٹیاں، مائیں، بہنیں اور خالائیں ہیں اس لئے میرے دل میں تمہارے لئے محبت وشفقت آ گئی ہے۔ لہذا میں تمہیں اس صلیب کے صدقہ چھوڑتا ہوں۔ جب تمہارے مرد قریب آ جائیں تو انہیں میری اس بات کی اطلاع دے دینا“

یہ کہہ کر پطرس نے بھاگنے کا ارادہ کیا اور گھوڑے کی باگ موڑ دی، مگر قبل اس کے کہ وہ اپنا گھوڑا دوڑاتا، اس نے مسلمانوں کے لشکر کے درمیان سے دو سواروں کو دیکھا جن میں سے ایک زرہ پہنے ہوئے تھا اور دوسرا ننگے بدن، یہ دونوں سوار عربی گھوڑوں کی ننگی پیٹھ پر سوار نیزے ہاتھ میں لئے نکلے اور سرپٹ گھوڑے دوڑاتے ہوئے شیر کی طرح اس کی طرف لپکے۔ یہ دونوں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سپہ سالار افواج اسلامیہ اور دوسرے حضرت ضرار بن ازور رضی

اللہ عنہ تھے...... حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا نے جب اپنے بھائی کو دیکھا تو آواز دی اور کہنے لگیں:

''بھائی جان! کہاں چلے؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد اور تعاون سے تو ہمیں پہلے ہی مستغنی کر دیا''

پطرس حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگا:

''تم اپنے بھائی کے پاس چلی جاؤ، اگرچہ تمہاری جدائی مجھے ناگوار گزرے گی، مگر میں تمہیں ان کے حوالے کرتا ہوں''

یہ کہہ کر اس نے بھاگنا چاہا مگر حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے فرمایا:

''تم ہماری طرف دوستی اور مہربانی کا ہاتھ بڑھاؤ اور ہماری طرف سے بے رخی اور کج ادائی ہو، یہ ہم عربوں کا شیوہ نہیں ہے، تم اپنی خواہش کی تلاش میں مگن رہو''

یہ کہہ کر آپ اس کے سامنے آ گئیں...... پطرس بولا

''میرے دل سے تمہاری محبت نکل چکی ہے، اس لئے مجھے اب اپنی صورت نہ دکھلاؤ''

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''مگر مجھے تو ہر حالت میں تیرا ساتھ دینا چاہئے''

یہ کہہ کر آپ اس کی طرف لپکیں

ادھر حضرت خالد اور حضرت ضرار رضی اللہ عنہما بھی پطرس پر جھپٹے۔ باقی مسلمانوں نے بھی اسی کی طرف رخ کیا۔ پطرس نے جب یہ منظر دیکھا تو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو کہنے لگا:

''اے عربی! یہ لو...... اپنی بہن کو لے لو...... یہ تمہیں مبارک ہو...... یہ میری طرف سے تمہیں ایک ہدیہ ہے''

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''بہت اچھا! میں نے تیرا ہدیہ قبول کیا مگر میرے پاس اس وقت اس ہدیہ کا بدلہ دینے کو سوائے میرے اس نیزے کی نوک کے اور کچھ نہیں ہے...... لے اسے لے لے''

اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی:

ترجمہ''جب تمہیں کوئی دعا دے تو تم بھی اسے اس سے اچھی یا وہی دعا لوٹا دیا کرو''

پھر آپ نے پطرس پر حملہ کر دیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کا نیزہ اس کے دل میں لگا اور ادھر حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے بڑھ کر اس کے گھوڑے کے پیروں پر ایک ضرب رسید کی۔ گھوڑا چکرا کر سر کے بل گر پڑا اور وہ دشمن خدا زمین پر آ گرا۔ اس کے گرتے گرتے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے اپنا نیزہ اس کے پہلو میں گاڑ دیا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پکار اٹھے:

''شاباش! یہی وہ نیزہ ہے جس سے حملہ کرنے والا کبھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھتا''

اس کے بعد مسلمانوں نے رومیوں پر زبردست یلغار کی اور انہیں گھیر گھیر کر تین ہزار رومیوں کو جہنم واصل کر دیا۔ اس خونریز معرکہ میں حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے تیس رومی کافر قتل کئے اور آپ کی بہادر بہن حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لکڑی سے ہی بہت سے رومیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆......☆......☆

جنگ یرموک مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ایک تاریخی جنگ تھی، جو سرزمین شام میں لڑی گئی۔ اس جنگ میں لشکر کفار چونکہ تعداد میں بہت زیادہ تھا اور مسلمان ان کے مقابلہ میں بہت تھوڑے...... اس لئے یہ جنگ کئی دنوں تک جاری رہی اور مسلمان حوصلہ مندی کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرتے رہے۔ اس جنگ کے دوران ایک مرحلہ ایسا بھی آیا جب مسلمان مردوں کے حوصلے پست ہونے لگے اور ان کی صفوں میں سستی اور انتشار پھیلنے لگا۔ ایسے موقع پر خواتین اسلام نے ہمت و جوانمردی کے ایسے جوہر دکھائے کہ جنگ کا پانسہ ہی پلٹ گیا۔ ان خواتین میں

خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں!

یرموک کے میدان میں جب مسلمانوں پر عرصہ حیات بالکل تنگ ہو گیا۔ مسلمان کثرت سے شہید ہونے لگے اور رومی ان میں آ کر مل گئے تو قریشی خواتین نے مردانہ وار اٹھ کر دشمن کا مقابلہ کیا۔ جنگ برابر جاری تھی، شعلے بھڑک رہے تھے کہ خواتین نے اپنی قومی حمیت اور القابات کو زور زور سے پکار کر لڑنا شروع کیا اور اپنے فرزندوں کے گھوڑوں کے چہروں پر لکڑیاں مار مار کر انہیں میدان جنگ کی طرف لوٹا دیا۔ یہ بہادر خواتین خود بھی برابر لڑ رہی تھیں کہ اچانک رومیوں نے ان پر ایک سخت حملہ کر دیا۔ اس حملہ کی تاب نہ لا کر کئی قبائل کی خواتین پسپا ہونے لگیں۔ لیکن اس وقت حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا اور دیگر بہادر خواتین ان عورتوں کی طرف بڑھیں اور ان کے چہروں اور سرو پر لکڑیاں مار مار کر کہنے لگیں کہ تم ہمارے درمیان سے نکل جاؤ، تم نے ہماری جماعت کو بھی سست کر دیا۔ یہ سن کر وہ خواتین پھر لڑائی کی طرف مڑیں اور بے خوف وخطر ہو کر لڑنے لگیں۔

جنگ یرموک کے ایک مجاہد حازم بن معن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس جنگ کے دوران جب ہم دشمن کی کثرت اور دباؤ کی وجہ سے بھاگ کر عورتوں کی طرف آئے تو ان عورتوں نے ہمارے چہروں پر مار مار کر ہمیں واپس جنگ کی طرف لوٹنے پر مجبور کر دیا۔ وہ مارتی جاتی تھیں اور چیخ چیخ کر کہتی جاتی تھیں:

اللہ اللہ لاتمغوا الاسلام بھزمتکم واتقوا اللہ ربکم

(اللہ بہت بڑا ہے لوگو! اپنی شکست سے اسلام میں رخنہ نہ ڈالو اور اپنے پروردگار سے ڈرو)

حضرت عیاض بن سہیل طائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یرموک کی جنگ میں......خولہ بنت ازور، خولہ بنت ثعلبہ انصاریہ، کعوب بن مالک، سلمی بنت ہاشم، نعم بنت قناص، ہند بن عتبہ، لبنی بنت جریر......رضی اللہ عنہن ......کمر کس کر، لاٹھیاں لے کر عورتوں کے آگے آگے تھیں اور

خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا یہ اشعار پڑھتی جا رہی تھیں:

اے وفادار عورتوں سے بھاگنے والو!

ان عورتوں سے جو خوبصورت ہیں اور صاحب اولاد ہیں

کیا تم انہیں دشمنوں کے سپرد کر رہے ہو

جو ہماری لڑکیوں کے ساتھ ہمارے مالک ہو جائیں گے

یہ کافر بڑی بدکاری سے تجاوز کرنے والے ہیں

ہم بہت پراگندہ حال ہو جائیں گی!

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا ایسے ہی اشعار پڑھ پڑھ کر مسلمانوں کو ترغیب دلاتی رہیں حتی کہ شکست خوردہ مسلمان ان کے یہ اشعار سن کر ایک مرتبہ پھر میدان جنگ کی طرف لوٹ آئے۔

حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یرموک کی جنگ میں رومیوں میں سے ایک کافر نے مسلمانوں پر حملہ کیا تو حضرت خولہ رضی اللہ عنہا آگے بڑھیں اور تلوار سے اس کا مقابلہ کرنے لگیں۔ آپ کی تلوار آپکے ہاتھ سے گر گئی اور اس کافر کی تلوار آپ کے سر پر آ کر لگی۔ سر سے خون جاری ہو گیا اور آپ زمین پر گر پڑیں۔ آپ کی سہیلی حضرت عفیرہ رضی اللہ عنہا نے انہیں زمین پر گرتے دیکھا تو چلائیں اور کہا کہ خدا کی قسم ضرار! اپنی بہن کی وجہ سے غمگین ہو گئے۔ یہ کہتے ہی آپ نے اس رومی پر حملہ کیا اور اس کو تلوار کا ایک ایسا جچا تلا ہاتھ مارا کہ اس کا سر دور جا گرا۔ پھر آپ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں، ان کے سر اپنے زانوؤں پر رکھا اور پوچھنے لگیں کہ کیا حال ہے؟

اس وقت حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے سر سے خون بہہ رہا تھا جس کی وجہ سے آپ کے سر کے بال لالے کے پھول کی طرح سرخ ہو چکے تھے، کہنے لگیں:

''اچھی ہوں...... خدا کا شکر ہے...... مگر میرا یہ خیال ہے کہ میں چند گھڑی کی مہمان ہوں...... اگر تمہیں میرے بھائی ضرار کا کچھ پتہ ہو تو بتاؤ''

حضرت عفیرہ بولیں:

''اے بنت ازور! مجھے ان کے متعلق کچھ معلوم نہیں''

یہ سن کر حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اس طرح دعا کی:

''الٰہی! مجھے میرے بھائی کا بدلہ بنا دیجئے اور ان کی وجہ سے اسلام کو کوئی درد نہ پہنچائیے''

پھر حضرت عفیرہ رضی اللہ عنہا نے ان کو اٹھانے کی بہت کوشش کی مگر وہ نہ اٹھ سکیں۔ چنانچہ چند عورتوں نے مل کر انہیں اٹھایا اور ان کے خیمے میں لا کر لٹا دیا۔ جب رات ہوگئی تو سب نے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ وہ تندرستوں کی طرح لوگوں کو پانی پلا رہی ہیں اور سر کے زخم کا ان پر کوئی اثر نہیں۔ اتنے میں حضرت ضرار رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے، آپ نے جب اپنی پیاری بہن کے سر پر زخم دیکھا تو فرمانے لگے کہ یہ کیا ہوا؟

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''یہ ایک کافر نے تلوار ماری تھی، جسے عفیرہ نے قتل کر دیا''

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے کہا:

''بہنا! تمہیں خوش ہو جانا چاہئے کہ میں نے تمہارے ایک زخم کے بدلے کافروں کے بہت سے زخم کھول دیئے اور بے شمار کافروں کو قتل کر ڈالا ہے''

یہ خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا اور ان جیسی دوسری بہادر خواتین ہی کی ثابت قدمی اور قربانی تھی جس نے مسلمانوں کے حوصلے بلند کر دیئے اور بالآخر وہ یرموک کی تاریخی جنگ جیتنے میں کامیاب ہوگئے۔

سلام اے خولہ......رضی اللہ عنہا......کہ آج بھی تیرے حسین نقوش پا......اسلام کی غیرت مند اور بہادر بیٹیوں کے لئے......بہترین راہنما ہیں......!!

آٹھویں فصل

مجاہدین اسلام

اور

جذبہ جہاد

حضرت طارق بن زیاد علیہ الرحمہ کا جذبہ جہاد

جنگ کا آغاز

رمضان کا مہینہ تھا، 27 ویں شب تھی، مسلمان رات بھر عبادت و ریاضت، ذکر و تلاوت اور دعاؤں میں مشغول رہے۔ تلواریں اور خنجر تیز کر لئے گئے، گھوڑوں پر زینیں کس لی گئیں، افق پر سحر کے آثار نمودار ہوئے تو سرزمین اندلس پر مجاہدین کی اذانیں ہوا کے دوش پر دور دور تک سنائی دے رہی تھیں۔ نماز فجر کے بعد مجاہدین اسلام میدان جنگ میں صف آراء ہوئے۔ یہ 27 رمضان المبارک 92ھ (19 جولائی 711ء) کی تاریخی صبح تھی۔

یہ وہی یادگار دن تھا جس میں طارق بن زیاد کے دل سے نکلنے والی دعاؤں کو اقبال مرحوم کے تخیل نے زبان بخش کر اس شہرہ آفاق نظم میں ڈھال دیا۔

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

خیاباں میں ہے منتظر لالہ کب سے
قبا چاہیئے اس کو خون عرب سے

جنگ کے نقارے پر چوٹ پڑی اور دونوں لشکر ایک دوسرے پر پل پڑے۔ بارہ ہزار افراد پر مشتمل اسلامی لشکر کے اکثر سپاہی پیدل تھے۔ ان کے پاس ننگی تلواروں، عربی کمانوں اور نیزوں کے سوا کوئی اسلحہ نہ تھا، جبکہ راڈرک کی اکثر فوج گھڑسوار تھی۔ وہ زرہ بکتروں میں ملبوس تھے اور ہر قسم کا بہترین اسلحہ انہیں مہیا تھا۔ ان کے لئے خوراک و رسد اور کمک کی بھی کوئی کمی نہ تھی، خود راڈرک بڑے غرور کے ساتھ قلب لشکر میں پہیوں والے شاندار مرصع تخت پر بیٹھا تھا۔ اس تخت کے آگے دو گھوڑے جوتے گئے تھے۔ راڈرک اس متحرک تخت پر بیٹھے بیٹھے اپنی فوج کا جائزہ لے رہا تھا اور اسے احکامات دے رہا تھا۔

گھمسان کی جنگ میں دونوں فریقوں کا جوش و خروش قابل دید تھا۔ نصرانیوں کے گھڑسوار دستے جب گرد و غبار کے بادل اڑاتے، پیادہ مسلم سپاہیوں پر حملہ آور ہوتے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ ان کے سامنے آنے والی ہر شے تہہ و بالا ہو جائے گی اور مزاحمت کرنے والے مسلمان گھوڑوں کے سموں تلے کچلے جائیں گے، مگر صحابہ کرام کے تربیت یافتہ تابعین کی سرکردگی میں لڑنے والے بربر مجاہدین اپنی جگہ سے ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹتے۔ ان کی صفوں میں ذرہ برابر رخنہ پیدا نہ ہوتا، وہ حملہ آور گھڑسواروں کو نیزوں کے انیوں اور تلواروں کی دھاروں پر رکھ لیتے اور ان کی بڑی تعداد کو خاک و خون میں لت پت کر کے بقیہ دشمنوں کو پیچھے ہٹ جانے پر مجبور کر دیتے۔

یہ یادگار جنگ ایک دو نہیں، پورے آٹھ روز تک بڑی شدت سے جاری رہی، شروع میں عیسائیوں کے حوصلے اپنی تعداد کی کثرت کے باعث بلند تھے۔ مجاہدین اسلام کی عددی کمی کو اپنی فتح کا پیش خیمہ سمجھ رہے تھے مگر چند روز کے خونریز معرکوں نے نصرانیوں کو یہ یقین دلا دیا کہ ان کا مقابلہ ایک ایسی قوم سے ہے جس کو محض عددی اکثریت اور اسلحہ کی برتری کی بناء پر شکست دینا ناممکن ہے۔

شاندار فتح

5 شوال کو دونوں فریق لڑتے لڑتے نڈھال ہو چکے تھے تاہم مسلمانوں کے حوصلے بلند تھے اور ان کی روحانی قوت اور ایمانی جوش وجذبے میں کوئی فرق نہیں آیا تھا جبکہ نصرانیوں کے نہ صرف کس بل نکل چکے تھے، ان کی ہمت بھی جواب دے چکی تھی۔ لڑائی کے دوران مجاہدین نے نصرانیوں میں کم ہمتی کے آثار محسوس کر کے ان کے دونوں بازوؤں پر چند جارحانہ حملے کر کے ان کی صفیں چیر دیں اور انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ لشکر کے دائیں اور بائیں حصے کی شکست کے باوجود راڈرک لشکر کے مرکزی دستے کو بڑی پامردی سے لڑاتا رہا، یہ دیکھ کر طارق بن زیاد اپنے کچھ جانثاروں کے ساتھ حریف کے قلب کی صفوں میں گھس گئے، ان کی نظر راڈرک پر پڑی تو للکار کر کہا ''یہ ہے عیسائیوں کا بادشاہ'' اور اس کے محافظوں کے گھیرے کو توڑتے ہوئے اس کی طرف بڑھے، راڈرک موت کو اپنی طرف لپکتے دیکھ کر بدحواس ہو کر بھاگ نکلا اور پھر اس کا کچھ پتہ نہ چلا۔ دریائے گواڈلیٹ کے کنارے دلدل میں اس کا سفید گھوڑا پھنسا ہوا ملا۔ اس کا ایک جواہرات سے مرصع زرتار کرتا اور ایک سنہرا موزہ بھی اس دلدل میں پایا گیا جس سے یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ جان بچانے کے لئے دریا میں کود کر غرق ہو چکا ہے۔ راڈرک کے فرار ہوتے ہی دشمن نے میدان خالی کر دیا۔ لاشوں کو شمار کیا گیا تو تین ہزار مسلمان شہید ہوئے تھے جبکہ عیسائی مقتولین ان گنت تھے۔

اظہارِ مسرت

وادی لکہ کا یہ معرکہ اندلس کی فتح کی کلید بن گیا۔ عیسائی اس کے بعد کہیں قدم جما کر نہ لڑ سکے اور مسلمان دشمنوں کے شہروں کو آسانی سے فتح کرتے چلے گئے۔ طارق بن زیاد نے ان فتوحات کی مسرت میں چند عربی اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

''ہم آبنائے میں ایسی کشتیوں پر سوار ہوئے جن کی درزیں ڈامر سے بند کی گئی تھیں۔

اس امید میں کہ اللہ نے ہم سے ہماری جان، مال اور اہل وعیال کو خرید لیا ہے، اس جنت کے بدلہ میں جس میں جب بھی ہمیں کسی شے کی خواہش ہوگی، وہ ہمیں مل جائے گی۔ ہمیں اس کی کچھ پرواہ نہیں کہ کس طرح ہماری جانیں لگاتار قربان ہو رہی ہیں، اس لئے کہ ہمیں اس سے کہیں زیادہ قابل قدر شے (یعنی جنت) بدلے میں حاصل ہو رہی ہیں''

فاتح بیت المقدس سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ کا جذبہ جہاد

فاتح بیت المقدس حضرت صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ جب بیت المقدس کو فتح کرنے نکلے تو ان کے ساتھ جذبہ ایمانی اور جذبہ جہاد سے سرشار سترہ ہزار فوج تھی، جنگ سے ایک دن پہلے حضرت صلاح الدین الدین ایوبی علیہ الرحمہ نے سترہ ہزار فوج سے خطاب کیا۔

''اے میرے مجاہدو! یہاں سے مصر بہت دور ہے مگر جنت بہت قریب ہے، اگر اب بھی کسی کو مصر جانا ہے تو وہ مصر چلا جائے اور جسے جہاد کرنا ہے وہ ہمارے ساتھ چلے''

اللہ اللہ! یہ سننا تھا کہ ساری کی ساری اسلامی فوج نے حضرت صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ کی آواز پر لبیک کہا۔

صلاح الدین ایوبی پر یہودیوں کا وار

جب عیسائیوں اور یہودیوں نے حضرت صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ کا جوش ایمانی دیکھا تو حسین وجمیل عورتوں سے اس پر وار کیا۔

عورتیں بن سنور کر حضرت صلاح الدین ایوبی کے دربار میں آگئیں تاکہ وہ شہوت پرستی کا شکار ہو۔

مگر اللہ اکبر! حضرت صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ جس کی نظروں میں سرکار اعظم ﷺ

کے جلوے بسے ہوئے تھے، وہ کہاں ان عورتوں کی طرف دیکھتا۔

یہودی، عیسائی کیا دیکھتے ہیں کہ جب وہ عورتیں حضرت صلاح الدین ایوبی کے دربار سے نکلتی ہیں تو سرکار اعظم ﷺ کا کلمہ پڑھ کر نکلتی ہیں۔

صلاح الدین ایوبی رو پڑے

مسلمانوں کی جذبہ جہاد سے سرشار سترہ ہزار فوج نے تین لاکھ یہودیوں کو جہنم رسید کیا۔ آخر کار مسلمانوں نے بیت المقدس فتح کرلیا۔ یہ وہ بیت المقدس ہے جہاں سے سرکار اعظم ﷺ کا سفر معراج شروع ہوا۔

اسلامی تاریخ کے اعتبار سے سفر معراج کی شب رجب شریف کی ستائیسویں رات ہے اور اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ نے مسلمان مجاہدین کے جوش ایمانی کی بدولت یہ انعام دیا کہ جس دن حضرت صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ نے بیت المقدس فتح کیا۔ اس دن رجب کے مہینے کی چھبیس تاریخ تھی۔

جب مسلمان مجاہد آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے، تو کیا دیکھا حضرت صلاح الدین ایوبی سجدے میں جا کر رو رہے ہیں۔ مسلمان مجاہدین نے کہا کہ آج تو فتح کا دن ہے۔ خوشی کا دن ہے، آج یہ رونا کیسا؟

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی نگاہیں اللہ تعالیٰ کی عطا سے دور تک دیکھتی ہیں۔ حضرت صلاح الدین ایوبی نے کہا ''تمہاری نگاہیں بیت المقدس کی فتح پر ہیں اور میری نگاہیں یہ دیکھ رہی ہیں کہ جیسے بیت المقدس آج آزاد ہوا ہے۔ کل اسی طرح مسلمانوں سے چھین لیا جائے گا۔

افسوس! صد افسوس! آج بیت المقدس ہم سے چھین لیا گیا۔ آج قبلہ اول یہودیوں کے قبضے میں ہے۔

نویں فصل

تاجدارِ کائنات امام المجاہدین صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات

اور

دورِ نبوی کے 40 سرایا

تاجدار کائنات امام المجاہدین ﷺ کے غزوات

حضور اکرم ﷺ کے غزوات مبارک جن میں آپ بنفس نفیس تشریف لے گئے۔ ابن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اور مسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق ستائیس ہیں اور باقی حضرات نے ان کی تعداد پچیس بتائی ہے اور بعض حضرات کے نزدیک اٹھائیس جبکہ بعض روایات سے ان کے علاوہ تعداد بھی معلوم ہوتی ہے اور وہ سرایا جن میں آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا (اور خود تشریف نہیں لے گئے) ابن سعد اور حافظ دمیاطی علیہ الرحمہ کے قول کے مطابق 56 ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرایا کی تعداد 47 ہے۔ جبکہ بعض نے 48 اور بعض نے 36 کی تعداد بھی بتائی ہے۔ واللہ اعلم

غزوۃ الابواء

اسے غزوہ ودان بھی کہتے ہیں، ودان ایک بڑی بستی کا نام ہے، جو ابواء کے مقام سے چھ یا آٹھ میل کے فاصلے پر ہے، ابواء مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک گاؤں ہے۔ اس کا نام ابواء اس لئے پڑا کہ اس علاقے میں سیلاب بہت زیادہ آتے تھے۔

اس غزوہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ صرف مہاجر مسلمان تھے۔ آنحضرت ﷺ قریش کے ایک تجارتی قافلے کا راستہ روکنے اور بنی ضمرہ کی سرکوبی کے لئے 12 صفر 2 ہجری میں تشریف لے گئے۔ اس غزوہ میں لڑائی نہیں ہوئی اور بنی ضمرہ کے ساتھ صلح کا معاہدہ ہوگیا۔

غزوہ بواط

''بواط'' ینبع کے پہاڑ کا نام ہے۔ اسی کی نسبت سے اس غزوہ کا نام ''غزوہ بواط'' پڑ گیا۔ یہ غزوہ ربیع الاول کے مہینے میں اور ایک قول کے مطابق ربیع الثانی کے مہینے میں پیش آیا۔ اس غزوہ

میں بھی آپ ﷺ قریش کے ایک تجارتی قافلے پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے تھے، جس کا سردار امیہ بن خلف تھا، اس قافلے میں دو ہزار پانچ سو اونٹ تھے جن پر تجارتی سامان لدا ہوا تھا۔

''بواط'' پہنچنے سے پہلے قریش کا قافلہ نکل چکا تھا۔ اس لئے آپ ﷺ اس دفعہ بھی بغیر جنگ کئے واپس مدینہ تشریف لے آئے۔

غزوۃ العشیر ہ

''عشیرہ'' بھی ایک مقام کا نام ہے، آنحضرت ﷺ اس غزوہ کے لئے ڈیڑھ سو صحابہ اور ایک قول کے مطابق دو سو صحابہ کے ساتھ قریش کے تجارتی قافلے کے تعاقب کے لئے نکلے، اس قافلے کا امیر ابوسفیان تھا۔ اس کے ساتھ ستائیس آدمی تھے اور ایک قول کے مطابق انتالیس آدمی تھے۔ اس قافلے کے ساتھ پچاس ہزار دینار تھے اور ایک ہزار اونٹ تھے جن پر سامان تجارت لدا تھا۔

عشیرہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ تجارتی قافلہ چند دن پہلے گزر کر ملک شام کی طرف جا چکا ہے، چنانچہ آنحضرت ﷺ بغیر جنگ کئے واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ البتہ اس موقع پر آپ ﷺ نے بنی مدلج کے ساتھ امن کا معاہدہ فرمالیا۔

غزوہ بدر الاولیٰ

یہ ابن اسحق کی روایت کے مطابق غزوۃ العشیر ہ کی چند راتوں کے بعد پیش آیا۔ آپ ﷺ اس میں کرز بن جابر الفہر ی کے پیچھے نکلے تھے۔ یہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے مدینہ کی چراہ گاہوں اور مویشیوں پر حملہ کیا تھا۔ آپ ﷺ اس کی تلاش میں روانہ ہوئے اور ایک وادی میں قیام فرمایا جس کا نام سفوان تھا، یہ وادی بدر کے قریب ہے،

اس لئے اس غزوہ کا نام غزوہ بدر الاولیٰ پڑ گیا۔ آپ ﷺ کی آمد کی خبر سن کر زین جابر الفہری بھاگ گیا۔ اس لئے اس غزوہ میں بھی لڑائی نہیں ہوئی۔

غزوۃ بدر الکبریٰ

یہ عظیم الشان معرکہ جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت بخشی اور کافروں کے راؤسا کو ہلاک فرمایا، سترہ رمضان المبارک 2ھ کی صبح پیش آیا۔

غزوہ بنی سلیم

ابن اسحق علیہ الرحمہ کی روایت ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ بدر سے واپس تشریف لے آئے، تو ابھی آپ ﷺ نے سات راتیں بھی قیام نہیں فرمایا تھا کہ آپ ﷺ خود بنی سلیم سے مقابلہ کے لئے نکلے اور آپ ﷺ کدر نامی چشمے تک پہنچ گئے۔ وہاں آپ ﷺ نے تین دن قیام فرمایا اور کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ (السیرۃ النبویہ لابن ہشام)

غزوہ بنی قینقاع

2ھ شوال کی پندرہ یا سولہ تاریخ، جبکہ آپ ﷺ کی ہجرت کا بیسواں مہینہ شروع ہو چکا تھا۔ یہ غزوہ پیش آیا۔ مدینہ منورہ میں موجود یہودیوں میں سے یہ سب سے پہلا قبیلہ تھا جس نے عہد شکنی کی اور حضور اکرم ﷺ کو سختی سے جواب دیا اور جنگ کے لئے قلعہ بند ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے قلعے کا سخت محاصرہ کر لیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر رعب ڈال دیا اور وہ یہ معاہدہ کر کے قلعے سے اتر آئے کہ ان کے اموال مسلمانوں کے ہوں گے اور ان کی عورتیں

اور بچے خود ان کے رہیں گے۔ قلعے سے اترنے کے بعد آپ ﷺ نے ان کی مشکیں باندھ دیں اور اس کام پر حضرت منذر بن قدامہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کی منت سماجت کرنے پر انہیں قتل کرنے کی بجائے اپنے مال و اسباب سمیت جلا وطن ہونے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ وہ اذرعات کی طرف چلے گئے۔ (طبقات ابن سعد)

غزوہ سویق

5 ذی الحجہ 2 ھ میں آپ ﷺ دو سو سواروں کو لے کر ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے کے لئے نکلے، مگر مشرکین بھاگ گئے اور جاتے وقت خود کو ہلکا کرنے کے لئے ستو کی تھیلیاں پھینکتے گئے، اسی مناسبت سے اس غزوہ کا نام سویق پڑ گیا۔ سویق عربی میں ستو کو کہتے ہیں۔

غزوہ غطفان

اس غزوہ کو غزوہ انمار اور غزوہ ذی امر بھی کہتے ہیں۔ یہ ربیع الاول 3 ھ میں پیش آیا۔ آپ نے مدینہ منورہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا اور خود چار سو پچاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ روانہ ہوئے مگر اس غزوہ میں بھی لڑائی نہیں ہوئی۔

غزوہ بنی سلیم

اس کو غزوہ نجران یا بجران بھی کہتے ہیں یہ جگہ حجاز کا معدن ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کچھ دن قیام فرمایا، دشمن بھاگ چکے تھے اس لئے جمادی الاولیٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی فرمائی۔ یہ پہلے والے غزوہ بنی سلیم کے علاوہ ہے اور سیرت کی کتابوں میں غزوہ

نجران کے نام سے مشہور ہے۔

غزوہ احد

یہ غزوہ 7 شوال 3 ھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بتیسویں مہینے کے آغاز میں پیش آیا اس لڑائی میں مسلمانوں کی تعداد سوتھی جبکہ مشرکین کا لشکر تین ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ان کے پاس سات سو زرہیں دوسو گھوڑے تین ہزار اونٹ تھے جبکہ مسلمانوں کے پاس صرف دو گھوڑے تھے ابتداء میں جتنے مشرک بھی مقابلے کے لئے نکلے مسلمانوں نے انہیں خاک وخون میں تڑپا دیا یہاں تک کہ جب مشرکوں کا جھنڈا اٹھانے والا کوئی نہیں رہا تو ایک عورت نے یہ جھنڈا اٹھالیا یہ دیکھ کے پھر مشرک لڑنے کے لئے تیار ہو گئے لیکن جب آخری جھڈا بردار بھی قتل ہو گیا تو مشرک بھاگ کر بے تحاشہ دوڑنے لگے اوران میں سے کوئی پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھتا تھا اوران کی عورتیں ہلاکت ہلاکت پکار رہی تھی مسلمان ان کا پیچھا کر رہے تھے۔اسی اثنا میں پیچھے درے پر مقرر مسلمان تیراندازوں میں سے اکثر نے اپنی وہ جگہ چھوڑ دی جس پر حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مقرر فرمایا تھا۔ چنانچہ خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابوجہل [جو دونوں اس وقت مشرکین کے ساتھ تھے] نے پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔جس سے مسلمانوں کو بہت نقصان ہوا۔اسی اثنا میں شیطان نے حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ اڑا دی جس سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے مگر حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم ڈٹ کر لڑتے رہے

غزوہ حمراءالاسد

اتوار کی صبح 16 شوال 3 ھ میں یہ غزوہ پیش آیا قریش مکہ جب غزوہ احد سے واپس مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو انہیں راستے میں خیال آیا کہ ہم نے اپنا کام مکمل نہیں کیا چنانچہ ہمیں واپس

جا کر مدینہ منورہ پر حملہ کرنا چاہئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ خود مقابلے کے لئے نکل پڑے اور آپ کے زخمی صحابہ نے بھی بھر پور ساتھ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسم نے مدینہ منورہ سے نکل کر آٹھ میل دور حمراء الاسد نامی مقام پر پڑاؤ ڈالا مشرکین کو جب اسکی اطلاع ملی تو وہ خوف زدہ ہو کر مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور انہوں نے مدینہ منورہ پر حملے کا ارادہ منسوخ کر دیا۔

غزوہ بنی نضیر

یہ غزوہ ربیع الاول 4ھ میں پیش آیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا چھتیسواں مہینہ شروع ہوا تھا یہودیوں کے قبیلے بنی نضیر نے عہد شکنی اور شرارت کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کر لیا کئی دن کے محاصرے اور مسلمانوں کے ہاتھوں اپنے باغات کی تباہی کے بعد ان کے دلوں پر اللہ تعالی نے رعب طاری کر دیا اور انہوں نے صلح کی درخواست کی چنانچہ انہیں اسلحہ کے سوا باقی اتنا سامان جو ان کے اونٹ اٹھا سکیں لے کر جلا وطن ہونے کی اجازت دے دی گئی ان میں سے اکثر نے خیبر کا رخ کیا جبکہ بعض شام جا کر آباد ہو گئے اس واقعے کے بیان میں قرآن مجید کی سورہ حشر نازل ہوئی۔

غزوہ ذات الرقاع

یہ غزوہ جمادی الاولٰی 4ھ میں پیش آیا رقاع کپڑے کے چیتھڑوں کو کہتے ہیں حضرت ابو موسٰی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس غزوہ میں چلتے چلتے ہمارے پاؤں پھٹ گئے تھے اور ہم نے ان پر کپڑوں کے چیتھڑے لپیٹ لئے تھے اسی مناسبت سے اس غزوے کا نام ذات الرقاع پڑ گیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ رقاع اس جگہ کے ایک درخت یا پہاڑ کا نام تھا اس کی طرف یہ غزوہ منسوب ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ بنی

محارب بنی ثعلبہ اور بنی غطفان کے مقابلے کے لئے نکلے تھے اس غزوے میں آپ نے صحابہ کرام کو صلوٰۃ الخوف بھی پڑھائی۔

غزوہ بدر صغریٰ

اس غزوے کو غزوہ بدر موعد بھی کہتے ہیں۔ یہ غزوہ شعبان 4ھ میں پیش آیا گذشتہ سال احد کے موقع پر ابوسفیان سے آئندہ سال بدر کے مقام پر جنگ کا وعدہ تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ تشریف لائے اور آٹھ دن تک قیام فرمایا۔ ابوسفیان بھی مکہ سے نکلا مگر اسے ہمت نہ ہوئی اور راستے سے لوٹ گیا۔

غزوہ دومتہ الجندل

ربیع الاول 5ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دومۃ الجندل نامی مقام کی طرف سے بہت بڑے لشکر کے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کے ارادے کا علم ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو لے کر روانہ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اپنے لشکر کے ساتھ چلتے تھے اور دن کو چھپ جاتے تھے جب دومۃ الجندل والوں کو اس لشکر کی اطلاع ملی تو وہ بھاگ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیس ربیع الثانی 5ھ میں واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

غزوہ خندق یا احزاب

یہ غزوہ شوال 5ھ میں پیش آیا جب مشرکین نے مدینہ منورہ پر مشترکہ چڑھائی کی اور ابوسفیان کی قیادت میں قریش، عینیہ بن حصن کی قیادت میں غطفان کے مشرک بنوفزارہ بنومرہ

اور اشجع قبائل کے مشرکین کے ساتھ مل کر دس ہزار کی تعداد میں مدینہ منورہ کی طرف بڑھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تین ہزار مسلمانوں کو جمع فرمایا اوران کے مشورے سے مدینہ کے باہر خندق کھودی، مشرکین کا لشکراس خندق کے پاس آ کررک گیا۔ خندق کے دوسری طرف مسلمانوں کا لشکر تھا۔ بیس دن سے زائد دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے پڑے رہے اور تیروں اور پتھروں کا تبادلہ ہوتا رہا۔ آخر کار مشرکین میں انتشار اور پھوٹ پڑ گئی اور اللہ تبارک وتعالٰی نے سخت طوفانی ہوا بھیج دی جس نے ان کے پورے لشکر کو الٹ کر رکھ دیا اور اس طرح مشرکین ناکام واپس لوٹ گئے۔

غزوہ بنی قریظہ

غزوہ خندق سے واپسی پر صبح کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو لے کر مدینہ منورہ واپس تشریف لائے اور سب نے اپنا اسلحہ رکھ دیا ظہر کے وقت جبرئیل امین تشریف لائے اور فرمانے لگے یا رسول اللہ کیا آپ نے اسلحہ اتار دیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا فرشتوں نے تو ابھی تک اسلحہ نہیں اتارا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالٰی نے آپ کو بنو قریظہ کی طرف کوچ کا حکم دیا ہے میں ان کی طرف جا کر انہیں لرزاتا ہوں۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرما دیا کہ جو مسلمان بھی فرمانبردار ہے وہ عصر کی نماز بنو قریظہ میں جا کر پڑھے۔ یہ 23 ذی القعدہ 5ھ بدھ کے دن کا واقعہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین ہزار صحابہ کرام تھے اور لشکر میں چھتیس گھوڑے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کا محاصرہ فرمالیا اور یہ محاصرہ پچیس راتوں تک جاری رہا بنو قریظہ والے سخت تنگی میں پڑ گئے اور اللہ تعالٰی نے ان کے قلوب میں رعب ڈال دیا چنانچہ وہ قلعوں سے اتر آئے اور ان کی خواہش پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ان کے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا آپ نے یہ

فیصلہ فرمایا کہ ان کے بالغ مردوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو باندیاں اور غلام بنا لیا جائے۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو فرمایا کہ آپ نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فیصلے کو جاری فرما دیا اور بنو قریظہ کے چھ سو یا سات سو اسلام دشمن یہودیوں کو قتل کر دیا گیا۔

غزوہ بنی لحیان

یہ غزوہ ربیع الاول 6ھ میں پیش آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو سو سواروں کے ہمراہ حضرت حبیب بن عدی رضی اللہ عنہ، حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء رجیع کا بدلہ لینے کے لئے تشریف لے گئے مگر بنو لحیان بھاگ کر پہاڑوں میں چھپ گئے۔

غزوہ ذی قرد

یہ غزوہ 6ھ میں حدیبیہ سے پہلے ہوا ذی قرد نامی مقام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں کی چراگاہ تھی۔ عیینہ بن حصن فزاری نے اس پر حملہ کر دیا حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کمال بہادری کا ثبوت دیتے ہوئے ان سب کا اکیلے مقابلہ کیا اور تمام اونٹنیاں بھی چھڑا لیں اور مال غنیمت بھی حاصل فرمایا۔ ادھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانچ سو یا سات سو افراد کو لے کر نکلے۔

غزوہ بنی مصطلق

اس کو غزوہ مریسیع بھی کہتے ہیں ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق یہ شعبان 6ھ میں پیش آیا

جبکہ ابن سعد کی روایت کے مطابق یہ غزوہ خندق سے پہلے شعبان 5 ھ میں پیش آیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ حارث بن ابوضرار نے مسلمانوں پر حملے کے لئے بہت ساری فوج جمع کر لی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت تیز رفتاری سے ان کی طرف کوچ فرمایا اوران کے مویشیوں کے پانی پلانے کی ایک جگہ پر انہیں پایا اور فوراً ان پر حملہ کر دیا وہ لوگ اس حملے کی تاب نہ لا سکے ان میں سے دس آدمی مارے گئے اور باقی سب مرد عورت بچے بوڑھے گرفتار ہو گئے۔ مسلمانوں کے ہاتھ دو ہزار اونٹ پانچ ہزار بکریاں اور دو سو گھرانے آئے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلے کے سردار کی بیٹی حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں لے لیا تو مسلمانوں نے تمام قیدی رہا کر دیئے۔

غزوہ حدیبیہ

یہ غزوہ ذی قعدہ 6 ھ میں پیش آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چودہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ عمرے کے لئے نکلے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کے ستر اونٹ بھی تھے۔ مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روکنے کے لئے جنگ کا ارادہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو روک لیا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام سے موت پر اور میدان جنگ سے نہ بھاگنے پر بیعت لی مگر پھر لڑائی کی بجائے صلح ہو گئی۔

غزوہ خیبر

خیبر قلعوں والے ایک شہر کا نام ہے۔ غزوہ حدیبیہ سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم محرم 7 ھ میں خیبر کے لئے روانہ ہوئے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خیبر

کے قریب صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین۔

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے خیبر تباہ ہو گیا بے شک جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو پھر ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بہت بری ہوتی ہے۔

یہودی آپ ﷺ کے لشکر کو دیکھ کر گلیوں میں بھاگنے لگے۔ آپ ﷺ نے لڑنے والوں کو قتل کیا اور باقی کو قیدی بنایا۔

عمرۃ القضاء

اس کا نام قصاص بھی ہے علامہ سہیلی نے اسی نام کو ترجیح دی ہے بعض اہل سیر نے اسے غزوات میں شمار نہیں کیا محمد بن اسحٰق کی روایت ہے کہ خیبر سے واپسی پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال تک مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور آپ مختلف سرایا کو روانہ فرماتے رہے۔ پھر ذی قعدہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے سال کے عمرے کو قضا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے جب آپ عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی لگام حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پکڑ رکھی تھی

فتح مکہ

مسلمانوں کا دس ہزار کا لشکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت مبارکہ میں رمضان 8ھ میں مکہ میں داخل ہوا اور بعض حضرات نے مجاہدین کی تعداد بارہ ہزار بتائی ہے۔

غزوہ حنین

اسے غزوہ ہوازن بھی کہتے ہیں یہ غزوہ 6 شوال 8 ھ میں پیش آیا۔ مسلمانوں نے جب مکہ مکرمہ فتح کر لیا تو حنین میں مقیم ہوازن اور ثقیف کے قبیلوں کو بھی خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں مسلمان ان پر حملہ نہ کر دیں چنانچہ یہ سارے قبائل اور ان کی تمام شاخیں اپنے سردار مالک بن عوف نضری کی قیادت میں جمع ہو گئیں ان کی تعداد بیس ہزار تھی یہ لشکر مسلمانوں کی طرف سے روانہ ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بارہ ہزار کا لشکر لے کر نکلے ان میں دس ہزار کا مدنی لشکر اور دو ہزار اہل مکہ تھے ابتداء میں مسلمانوں کو ہوازن اور ثقیف کے تیر اندازوں نے پیچھے دھکیل دیا مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہزاروں تیر اندازوں کے درمیان ڈٹے رہے اور مسلمانوں کو آوازیں دیتے رہے بالآخر مسلمان جمع ہو گئے اور دشمنوں کو شکست ہوئی اور ان کے چھ ہزار افراد مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہو گئے جبکہ ان کے علاوہ چوبیس ہزار اونٹ چالیس ہزار سے زائد بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی مسلمانوں کے ہاتھ لگی۔

غزوہ طائف

شوال 8 ھ ہی میں غزوہ طائف پیش آیا حنین میں شکست کے بعد ثقیف کے لوگ طائف واپس آ کر قلعہ بند ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر سمیت تشریف لا کر ان کا محاصرہ کر لیا اہل طائف نے خوفناک تیر اندازی کی جس سے بارہ مسلمان شہید ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دبابہ اور منجنیق بھی استعمال فرمائی کئی صحابہ کرام دبابہ میں بیٹھ کر قلعہ کی دیوار میں نقب لگانے کے لئے آگے بڑھے تو اہل قلعہ نے اوپر سے لوہے کی گرم سلاخیں برسانا شروع کر دیں جس کی وجہ سے انہیں پیچھے ہٹنا پڑا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے باغات کاٹنے کا حکم دیا تو انہوں نے آپ کو اللہ اور قرابتوں کے واسطے دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ اور قرابتوں

کے لئے ان کو چھوڑ دیتا ہوں پھر آپ نے قلعے کے پاس یہ آواز لگوائی کہ جو غلام بھی قلعے سے اتر کر آ جائے گا وہ آزاد ہے چنانچہ بارہ تیرہ غلام نیچے اتر آئے ان میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوفل بن معاویہ دیلمی رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا کہ تمھاری کیا رائے ہے نوفل رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ لومڑی اپنے بھٹ میں ہے اگر آپ یہاں ٹھہرے رہے تو اسے پکڑ لیں گے اور اگر آپ چھوڑ دینگے تو وہ آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو واپسی کے اعلان کا حکم دے دیا۔ کچھ دنوں بعد اہل طائف خود مسلمان ہو گئے اور ان کے سردار آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بااسلام ہو گئے۔

غزوہ تبوک

رجب 9ھ بروز جمعرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار جانثاروں کے ساتھ تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ روم کے بادشاہ ہرقل نے نصارائے عرب کے بلانے پر اپنا لشکر جرار مسلمانوں کے مقابلے کے لئے روانہ کر دیا تھا اور انہیں ایک سال کی تنخواہ پیشگی دے دی تھی اور اس لشکر کا اگلا حصہ بلقاء تک پہنچ چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت گرمی، قحط اور مشکل کے وقت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نکلنے کا حکم دیا چنانچہ مخلص اہل ایمان اس حالت میں بھی نکل کھڑے ہوئے جبکہ منافق بہانے بنانے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترغیب دینے پر مالدار مسلمانوں نے خوب اپنا مال خرچ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعائیں حاصل کیں جبکہ بعض غریب مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور جہاد میں نکلنے کے لئے سواری مانگنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس تو سواریاں نہیں ہیں اس پر وہ روتے روتے واپس ہو گئے اور ان کے اس رونے کا تذکرہ قرآن مجید نے بھی کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سے زائد راتیں تبوک میں قیام فرمایا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔

یہ وہ غزوات تھے جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس تشریف لے گئے۔

سبحان اللہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تو آٹھ سال کے عرصے میں ستائیس یا اٹھائیس بار ہاتھوں میں اسلحہ اٹھا کر میدانوں میں نکلیں جبکہ آپ صلی للہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کے دعوے کرنے والے کچھ لوگ زندگی بھر جہاد کا نام تک نہ لیں کیا آج ہماری زندگیاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی سے زیادہ قیمتی ہیں؟ کیا ہمارے اوقات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قیمتی ہیں؟ یا نعوذ باللہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مصروف ہیں؟ یا ہم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ذمے داریاں ہیں؟ کچھ بھی نہیں بلکہ بات تو صرف ایمان کی ہے بے شک جس میں ایمان ہوگا وہ یہ سن کر کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اتنی بار جہاد کے لئے نکلے تھے کبھی چین سے گھر نہیں بیٹھے گا بلکہ وہ بھی جنت اور نجات کے ان میدانوں کی طرف دیوانہ وار دوڑے گا۔

دورِ نبوی ﷺ کے 40 سرایا

(1) سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

سن وقوع: رجب 1ھ/ جنوری 623ء

قائد سریہ: حضرت حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

تعداد مجاہدین: 2

مقام روانگی: نخلہ

مدمقابل قافلہ: قریش

(2) نام سریہ حمزہ

سن وقوع: رمضان 1ھ/ مارچ 623ء

قائد سریہ: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

تعداد مجاہدین: 30

مقامِ روانگی: سیف البحر

مقابل: قریش کے تین سوار

(3) سریہ عبیدہ بن حارث

سن وقوع: شوال 1ھ/ اپریل 623ء

قائد سریہ: حضرت عبداللہ بن حارث

تعداد مجاہدین: 60 یا 80

روانگی: رابغ

مدمقابل: قریش کے دوسو سوار

(4) سریہ سعد بن ابی وقاص

سن وقوع: ذوالقعدۃ 1ھ/ مئی 623ء

قائد سریہ: حضرت سعد بن ابی وقاص

تعداد مجاہدین: 20

مقام روانگی: خرار

مدمقابل: قافلہ قریش

(5) قتل عصماء یہودیہ

سن وقوع: 26 رمضان 2ھ/ فروری 624ء

قائد سریہ: حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہما

تعداد مجاہدین: ایک

مقام روانگی: مدینہ

مدمقابل: عصماء یہودیہ

(6) قتل ابی عفک یہودی

سن وقوع: شوال 2ھ/ مارچ 624

قائد سریہ: حضرت سالم بن عمیر

تعداد مجاہدین: ایک

مقام روانگی: مدینہ

مدمقابل: ابی عفک یہودی

(7) سریہ ابی سلمہ

سن وقوع: یکم محرم الحرام 3ھ/ دسمبر 624ء

قائد سریہ: ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ

تعداد مجاہدین: ڈیڑھ سو

مقام روانگی: بنو ہذیل

مدمقابل: طلیحہ مع لشکر

(8) قتل کعب بن اشرف

سن وقوع: ربیع الاول سن 3ھ/ اگست 624ء

قائد سریہ: حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ

تعداد مجاہدین: ایک

مقام روانگی: مدینہ

مدمقابل: کعب بن اشرف یہودی

(9) سریہ زید بن حارثہ

سن وقوع: جمادی الاولیٰ 3ھ/ اکتوبر 624ء

قائد سریہ: حضرت زید بن حارثہ

تعداد مجاہدین: 100

مقام روانگی: راہ عراق

مدمقابل: قافلہ قریش

(10) قتل ابی رافع

سن وقوع: جمادی الثانی 3ھ/نومبر 624ء

قائد سریہ: حضرت عبداللہ بن عفک رضی اللہ عنہ

تعداد مجاہدین: پانچ

مقام روانگی: خیبر کے قریب

مدمقابل: ابو رافع

(11) سریہ عبداللہ بن انس

سن وقوع: 5 محرم 4ھ/ جون 625

قائد سریہ: عبداللہ بن انس رضی اللہ عنہ

تعداد مجاہدین: ایک

مقام روانگی: بیر معو نہ

مدمقابل: خالد بن سفیان ہذلی

(12) سریہ القراء

سن وقوع: صفر 4ھ/ جولائی 625ء

قائد سریہ: منذر بن عمرو ساعدی

تعداد مجاہدین: 70

مقام روانگی: قرطار

مدمقابل: عامر بن حفیل اور اس کا قبیلہ

(13) سریہ محمد بن مسلمہ

سن وقوع: 10 محرم 6ھ/مئی 627ء

قائد سریہ: محمد بن مسلمہ انصاری

تعداد مجاہدین: 30

مقام روانگی: غمر

مدمقابل: بنی حنیفہ ثمامہ بن اثمال کا لشکر

(14) سریہ عکاشہ بن محض

سن وقوع: ربیع الآخر 6ھ/ اگست 627ء

قائد سریہ: عکاشہ بن محض رضی اللہ عنہ

تعداد مجاہدین: 40

مقام روانگی: ذی القیصہ

مدمقابل: اہل غمر

(15) سریہ محمد بن مسلمہ

سن وقوع: ربیع الآخر 6ھ/ اگست 627ء

قائد سریہ: محمد بن مسلمہ

تعداد مجاہدین: 10

مقام روانگی: ذی القیصہ

مدمقابل: بنی ثعلبہ، بنی عوال

(16) سریہ ابوعبیدہ بن جراح

سن وقوع: ربیع الآخر 6ھ/ اگست 627ء

قائد سریہ: ابوعبیدہ بن جراح

تعداد مجاہدین: 40

مقام روانگی: ذی القیصہ

مدمقابل: بنی ثعلبہ، بنی عوال

(17) سریہ جموح

سن وقوع: ربیع الآخر 6ھ/ اگست 627ء

قائد سریہ: حضرت زید بن حارثہ جموم بنی سلیم

(18) سریہ عیص

سن وقوع: جمادی الاولیٰ 6ھ/ستمبر 627ء

قائد سریہ: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

تعداد مجاہدین: 170

مقام روانگی: عیص

مدمقابل: قافلہ قریش

(19) سریہ طرف

سن وقوع: جمادی الاولیٰ 6ھ/ستمبر 627ء

قائد سریہ: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

تعداد مجاہدین: 15

مقام روانگی: طرف

مدمقابل: بنی ثعلبہ

(20) سریہ حسمی

سن وقوع: جمادی الاولیٰ 6ھ/ستمبر 627ء

قائد سریہ: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

تعداد مجاہدین: 500

مقام روانگی: حِسمی

مدمقابل: ہنید جذامی، قبیلہ جزام

(21) سریہ وادی القریٰ

سن وقوع: رجب 6ھ/نومبر 627ء

قائد سریہ: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

مقام روانگی: وادی القریٰ

مدمقابل: بنی فزارہ

(22) سریہ دومتہ الجندل

سن وقوع: شعبان 6ھ/ دسمبر 627ء

قائد سریہ: حضرت عبدالرحمن بن عوف

تعداد مجاہدین: 700

مقام روانگی: دومتہ الجندل

مدمقابل: اہل دومتہ الجندل

(23) سریہ فدک

سن وقوع: شعبان 6ھ/ دسمبر 627ء

قائد سریہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ

تعداد مجاہدین: 100

مقام روانگی: فدک

مدمقابل: بنوسعد

(24) سریہ ام قرفہ

سن وقوع: 7 رمضان 6ھ/ جنوری 628ء

قائد سریہ: حضرت زید بن حارثہ

تعداد مجاہدین: چند مسلمان

مقام روانگی: بنی فزارہ

مدمقابل: بنی فزارہ

(25) سریہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

سن وقوع: شوال 6ھ/ فروری 628ء

قائد سریہ: حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

تعداد مجاہدین: 30

مقام روانگی: مدینہ

مدمقابل: یہودی

(26) سریہ بعث عمرو بن امیہ

سن وقوع: شوال 6ھ/فروری 628ء

قائد سریہ: حضرت عمرو بن امیہ

تعداد مجاہدین: 2

مقام روانگی: مکہ

مدمقابل: قافلہ ابوسفیان

(27) سریہ کرز بن جابر فہری

سن وقوع: شوال 6ھ/فروری 628ء

قائد سریہ: حضرت کرز بن جابر رضی اللہ عنہ

تعداد مجاہدین: 30

مقام روانگی: تعاقت میں

مدمقابل: عکل اور عرینہ کے کچھ لوگ

(28) سریہ اخرم بن ابی العوجا

سن وقوع: ذی الحجہ 7ھ/اپریل 629ء

قائد سریہ: حضرت اخرم رضی اللہ عنہ

تعداد مجاہدین: 50

مقام روانگی: بنی سلیم

مدمقابل: بنی سلیم

(29) سریہ غالب بن عبداللہ

سن وقوع: صفر 8ھ/مئی 629ء

قائد سریہ: حضرت غالب بن عبداللہ قریشی

تعداد مجاہدین: ایک چھوٹی جماعت

مقام روانگی: مقام کدیر

مدمقابل: بنی ملوح

(30) سریہ عمرو بن العاص

سن وقوع: جمادی الثانی 8ھ/ستمبر 629ء

قائد سریہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

تعداد مجاہدین: 260

مقام روانگی: ذات السلاسل

مدمقابل: بنی قضاء

(31) سریہ ابوعبیدہ

سن وقوع: رجب 8ھ/ اکتوبر 629ء

قائد سریہ: حضرت ابوعبیدہ بن جراح

تعداد مجاہدین: 300

مقام روانگی: سیف البحر

مدمقابل: قبیلہ جہنہ

(32) سریہ عینیہ بن حصن فزاری

سن وقوع: محرم 9ھ/ اپریل 630ء

قائد سریہ: حضرت عینیہ بن حصن رضی اللہ عنہ

تعداد مجاہدین: 50

مقام روانگی: سقیا

مدمقابل: بنو تمیم

(33) بعث ولید بن عقبہ

سن وقوع: 9ھ/ 630ء

قائد سریہ: ولید بن عقبہ

مقام روانگی: بنی مصطلق

مدمقابل: بنی مصطلق

(34) سریہ عبداللہ بن عوسجہ

سن وقوع: صفر 9ھ/ مئی 630ء

مدمقابل: بنی عمرو بن حارثہ

(35) سریہ قطبہ بن عامر

سن وقوع: صفر 9ھ/ مئی 630ء

قائد سریہ: حضرت قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

تعداد مجاہدین: 20

مقام روانگی: خثعم

مدمقابل: خثعم

(36) سریہ ضحاک بن سفیان

سن وقوع: ربیع الاول 9ھ/ جون 630ء

قائد سریہ: حضرت ضحاک بن سفیان

مدمقابل: سفیان کلابی

(37) سریہ علقمہ بن مجزز مدلی

سن وقوع: 9 ربیع الاول 9ھ/ جون 630ء

قائد سریہ: حضرت علقمہ بن مجزز

تعداد مجاہدین: 300

مقام روانگی: جدہ

مدمقابل: کفار حبشہ

(38) سریہ علی بن ابی طالب

سن وقوع: 9 ربیع الاول 9ھ/ جون 630ء

قائد سریہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

تعداد مجاہدین: 200

مقام روانگی: قبیلہ طی

مدمقابل: قبیلہ طی

(39) سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

سن وقوع: ربیع الثانی 9ھ/ جولائی 630ء

قائد سریہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

تعداد مجاہدین: ایک جماعت

مقام روانگی: نجران

مدمقابل: اہل نجران

(40) سریہ علی رضی اللہ عنہ

سن وقوع: رمضان 10ھ/ دسمبر 631ء

قائد سریہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

تعداد مجاہدین: 300

مقام روانگی: یمن

مدمقابل: اہل یمن

نبی ﷺ کی تلواریں

حضور اکرم ﷺ کے پاس کئی تلواریں تھیں۔ آیئے! ان کے مختصر تذکرے سے اپنے ایمان کو جلا بخشتے ہیں۔

الماثور: یہ آپ کو اپنے والد کی طرف سے وراثت میں ملی تھی اور آپ ﷺ اسے اپنے ساتھ مدینہ منورہ لائے تھے۔

العضب: غزوہ بدر میں جاتے وقت یہ تلوار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے پیش کی

تھی۔

ذوالفقار: غزوہ بدر کے مال غنیمت میں ہاتھ آئی اور پھر تمام جنگوں میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رہی، اس کا وسط ریڑھ کی ہڈی کے مشابہ تھا۔ اس تلوار کے قبضے، دھار، پٹے اور نیام کے نچلے حصے میں چاندی استعمال ہوئی تھی۔

الصمصام: (کاٹنے والی مضبوط، جو کبھی نہ مڑ سکے) یہ حضرت عمر بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو ہدیہ کی تھی۔

القلعی: یہ قلعہ نامی جگہ سے ملی تھی۔

البتار: بہت خوب کاٹنے والی

الرسوب: جسم میں گھس کر ڈوبنے والی۔ ایک روایت کے مطابق یہ وہ تلوار ہے جو ملکہ سبا نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تحفہ میں دی تھی۔

المخذم: کاٹنے والی تلوار

القضیب: بہت زیادہ کاٹنے والی

نبی الملاحم ﷺ کے نیزے اور برچھیاں

حضور اکرم ﷺ کے پاس پانچ نیزے تھے جن میں تین تو آپ ﷺ کو بنو قیقاع سے ہاتھ لگے تھے۔ ایک نیزہ المثوی نام کا تھا۔ یہ نام اس لئے پڑا کہ یہ نیزہ جسے لگتا تھا، وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا تھا (بلکہ وہیں دم توڑ دیتا تھا) باقی نیزوں کے نام ''ریان، ابیضاء، اطہر، المز'' تھے۔

آپ ﷺ کے پاس برچھی تھی جس کا نام ''البتعہ'' تھا۔ اس کا تذکرہ علامہ سہیلی علیہ الرحمہ

نے کیا ہے اور ایک بڑی برچھی تھی اس کا نام ''البیضاء'' تھا جبکہ ایک چھوٹی برچھی ''العزۃ'' نام کی تھی۔ آپ ﷺ چلتے وقت اسے ہاتھ میں رکھتے اور عید کے دن آپ ﷺ کے آگے نیزہ بردار کے ہاتھ میں یہی نیزہ ہوتا تھا، اسی نیزے کو عیدگاہ میں بطورِ سُترہ گاڑ دیا جاتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی زرہیں

آپ ﷺ کے پاس سات زرہیں تھیں:

1۔ ذات الوصول

2۔ ذات الوشاح

3۔ ذات الحواشی

4۔ السعدیہ: یہ سعد نامی ایک علاقہ کی طرف منسوب ہے، جہاں زرہیں بنتی تھیں، بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی زرہ تھی، جو آپ علیہ السلام نے جالوت کو قتل کرتے وقت پہن رکھی تھی۔

5۔ فضہ

6۔ البتراء

7۔ الخزیق

آپ ﷺ کے خود (جنگی ٹوپیاں)

آپ ﷺ کے پاس لوہے کے دو خود (جنگی ٹوپیاں) تھیں۔

1۔ الموشح

2۔ السبوغ یا ذو السبوغ، یہی خود فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کے سر مبارک پر تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی کمانیں

حضور اکرم ﷺ کے پاس پانچ کمانیں تھیں۔

1۔الروحاء

2۔ الصفر اء

3۔البیضاء۔ یہ آپ ﷺ کو بنو قینقاع سے ملی تھی۔

4۔الزوراء

5۔ الکتوم، اس کا یہ نام اس لئے پڑا کہ تیر مارتے وقت اس کی آواز بہت کم ہوتی تھی، یہ غزوہ احد میں ٹوٹ گئی۔ اسے الزوہرا بھی کہا گیا۔

بعض روایات میں ایک اور کمان کا بھی تذکرہ ہے، اس کا نام ''السداد'' تھا اور اس کے ساتھ جو ترکش تھا اس کا نام ''الکافور'' تھا اور اس کے ساتھ پٹہ بھی تھا جس کا حلقہ چمڑے کا اور سرا چاندی کا تھا اور آپ ﷺ کے ایک ترکش کا نام ''ذوالجمع'' تھا (حضور اکرم ﷺ کی یہ تمام کمانیں نبع اور سوحظ نامی درختوں کی لکڑی سے بنی ہوئی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے 38 نامور کمانڈر صحابہ رضی اللہ عنہم

نمبر	اسمائے گرامی	کب اسلام لائے	مقام شہادت یا وفات	سن شہادت ووفات
1	حمزة بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ	ابتدأ۔ بدری صحابی	شہادت بمقام احد	3ھ/624ء
2	عبیدة بن الحارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ	ابتدأ۔ بدری صحابی	شہادت بمقام بدر	2ھ/623ء
3	عبداللہ بن جحش الاسدی رضی اللہ عنہ	ابتدأ۔ بدری صحابی	شہادت بمقام احد	3ھ/624ء
4	عمیر بن عدی الخطمی الاوسی رضی اللہ عنہ	ابتدأ	شہادت بمقام احد	3ھ/624ء
5	سالم بن عمیر الاوسی رضی اللہ عنہ	ابتدأ۔ بدری صحابی	وفات بمقام مدینہ	دور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
6	محمد بن مسلمة الاوسی الانصاری رضی اللہ عنہ	ابتدأ۔ بدری صحابی	وفات بمقام مدینہ	64ھ/623ء
7	سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	ابتدأ۔ بدری صحابی	وفات بمقام مدینہ	55ھ/675ء
8	زید بن حارثہ الکلبی رضی اللہ عنہ	ابتدأ۔ بدری صحابی	شہادت بمقام موتہ	8ھ/629ء
9	عبداللہ بن انیس الجہنی رضی اللہ عنہ	ابتدأ	وفات بمقام غزة	54ھ/673ء
10	عبداللہ بن جبیر الاوسی الانصاری رضی اللہ عنہ	ابتدأ۔ بدری صحابی	شہادت بمقام احد	3ھ/624ء
11	ابوسلمة بن عبدالاسد المخزومی رضی اللہ عنہ	ابتدأ۔ بدری صحابی	شہادت بمقام مدینہ	4ھ/625ء
12	المنذر بن عمر الساعدی الخزرجی رضی اللہ عنہ	ابتدأ۔ بدری صحابی	شہادت بمقام بیئر معونہ	4ھ/625ء
13	مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ	ابتدأ۔ بدری صحابی	شہادت بمقام الرجیع	4ھ/625ء
14	حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ	ابتدأ۔ بدری صحابی	شہادت بمقام بزاختہ	11ھ/632ء
15	ابوعبیدة بن الجراح رضی اللہ عنہ	ابتدأ۔ بدری صحابی	وفات بمقام عمواس	18ھ/639ء

16	عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ	ابتداً۔ بدری صحابی	وفات بمقام مدینہ	32ھ/652ء
17	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	ابتداً۔ بدری صحابی	شہادت بمقام کوفہ	40ھ/660ء
18	عبداللہ بن عتیک الخزرجی رضی اللہ عنہ	ابتداً	شہادت بمقام یمامہ	11ھ/632ء
19	عبداللہ بن رواحۃ الخزرجی رضی اللہ عنہ	ابتداً۔ بدری صحابی	شہادت بمقام موتہ	8ھ/629ء
20	کرز بن جابر رضی اللہ عنہ	ہجرت کے بعد	شہادت بمقام مکہ	8ھ/629ء
21	عمرو بن امیۃ الضمری رضی اللہ عنہ	غزوہ احد کے بعد	وفات بمقام مدینہ	دور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
22	عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہ	ابتداً۔ بدری صحابی	شہادت بمقام مدینہ	23ھ/643ء
23	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	ابتداً۔ بدری صحابی	وفات بمقام مدینہ	13ھ/534ء
24	بشیر بن سعد الخزرجی رضی اللہ عنہ	ابتداً۔ بدری صحابی	شہادت بمقام عین التمر	12ھ/633ء
25	غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ	ابتداً	وفات بمقام عین التمر	12ھ/633ء
26	ابن ابی العوجاء السلمی رضی اللہ عنہ	فتح مکہ سے قبل	شہادت بمقام دیار بنی سلیم	7ھ/628ء
27	شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ عنہ	ابتداً۔ بدری صحابی	شہادت بمقام یمامہ	11ھ/629ء
28	کعب بن عمیر الغفاری رضی اللہ عنہ	ابتداً	شہادت بمقام ذات اطلاح	8ھ/629ئ
29	جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	ابتداً	شہادت بمقام موتہ	8ھ/629ء
30	ابوقتادۃ بن ربعی الانصاری رضی اللہ عنہ	ابتداً	وفات بمقام مدینہ	54ھ/673ء
31	خالد بن الولید رضی اللہ عنہ	فتح مکہ سے قبل	وفات بمقام حمص	21ھ/641ء
32	عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ	فتح مکہ سے قبل	وفات بمقام قاہرہ	43ھ/664ء
33	سعد بن زید الاوسی رضی اللہ عنہ	ابتداً۔ بدری صحابی	وفات بمقام قاہرہ	43ھ/664ء
34	الطفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ	ابتداً	شہادت بمقام یمامہ	11ھ/632ء

35 عیینۃ بن حصن الفزاری رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے قبل وفات بمقام مدینہ دور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

36 قطبہ بن عامر الخزرجی رضی اللہ عنہ ابتدأ۔ بدری صحابی وفات بمقام مدینہ دور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

37 الضحاک بن سفیان الکلانی رضی اللہ عنہ ابتدأ شہادت بمقام بلاد بنی سلیم 11ھ/632ء

38 علقمہ بن مجزز المدالجی رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے قبل شہادت بمقام بلاد حبشہ 20ھ/640ء

باب 7

وضو کے فضائل و برکات

قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں

وضو کے فضائل و برکات

القرآن:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ (سورۂ مائدہ، آیت 6)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ۔

القرآن:

وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ (سورۂ توبہ، آیت 108)

ترجمہ: اور اللہ خوب پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

وضو آدھا ایمان ہے

حدیث شریف: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات ﷺ نے فرمایا، وضو آدھا ایمان ہے۔ (مسلم، باب فضل الوضوء حدیث 534)

اعضاءِ وضو کو زیور سے سنوارا جائے گا

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، مومن کا زیور قیامت کے دن وہاں تک پہنچے گا، جہاں تک وضو کا پانی

پہنچا ہے یعنی اعضاء کے جن حصوں تک وضو کا پانی پہنچے گا وہاں تک زیور پہنایا جائے گا۔ (مسلم باب تبلغ الحلیۃ، حدیث 586)

اعضاءِ وضو قیامت کے دن چمکدار ہوں گے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، میری اُمّت قیامت کے دن اس حال میں بلائی جائے گی کہ ان کے ہاتھ پاؤں اور چہرے وضو میں ڈھلنے کی وجہ سے روشن اور چمکدار ہوں گے لہٰذا جو شخص اپنی روشنی کو بڑھانا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے بڑھائے۔
(بخاری، باب فضل الوضوء حدیث 136)

کامل وضو کرنے والے کے تمام گناہ معاف

حدیث شریف: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کونین ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو بندہ کامل وضو کرتا ہے یعنی ہر عضو کو اچھی طرح تین مرتبہ دھوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ (مسند بزار، مجمع الزوائد)

وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھنے کی فضیلت

حدیث شریف: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو شخص مستحباب اور آداب کا اہتمام کرتے ہوئے اچھی طرح وضو کرے پھر

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

پڑھے، اس کے لئے یقینی طور پر جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ (مسلم، باب الذکر المستحب عقب الوضوء، حدیث 553)

آخرت کے لئے ثواب ذخیرہ کر دیا جاتا ہے

حدیث شریف: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کے بعد

سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

پڑھتا ہے تو ان کلمات کو ایک کاغذ پر لکھ کر اس پر مہر لگا دی جاتی ہے جو قیامت تک نہیں توڑی جائے گی یعنی اس کے ثواب کو آخرت کے لئے ذخیرہ کر دیا جائے گا۔ (مستدرک)

تین مرتبہ ہر عضو دھونا سنت ہے

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا جو وضو میں ایک ایک مرتبہ ہر عضو کو دھوتا ہے تو یہ فرض کے درجے میں ہے اور جو وضو میں دو دو مرتبہ ہر عضو کو دھوتا ہے تو اسے اجر کے دو حصے ملتے ہیں اور جو وضو میں تین تین مرتبہ ہر عضو کو دھوتا ہے تو یہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کا وضو ہے۔ (مسند احمد)

وضو کی برکت سے ہر گناہ جھڑ جاتا ہے

حدیث شریف: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا: جو آدمی نماز کے ارادے سے وضو کرنے کے لئے اٹھتا ہے پھر اپنے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوتا ہے تو اس کے ہتھیلیوں کے گناہ پانی کے پہلے قطرہ کے ساتھ ہی جھڑ جاتے ہیں۔ پھر جب کلی کرتا ہے، ناک میں پانی ڈالتا ہے اور ناک صاف کرتا ہے تو اس کی زبان اور ہونٹوں کے گناہ پانی کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی جھڑ جاتے ہیں۔ پھر جب اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے کان

اور آنکھ کے گناہ پانی کے پہلے قطرہ کے ساتھ ہی جھڑ جاتے ہیں۔ پھر جب ہاتھوں کو کہنیوں تک اور پیروں کو ٹخنوں تک دھوتا ہے تو اپنے ہر گناہ اور غلطی سے اس طرح پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا ہو۔ پھر جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس نماز کی وجہ سے درجہ بلند فرماتا ہے اور اگر بیٹھا رہتا ہے تو بھی گناہوں سے پاک وصاف ہو کر بیٹھا رہتا ہے۔ (مسند احمد)

وضو پر وضو کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ ارشاد فرماتے ہیں، جو شخص وضو ہونے کے باوجود تازہ وضو کرتا ہے، اسے دس نیکیاں ملتی ہیں۔

(ابوداؤد، باب الرجل یجدد الوضوء، حدیث 62)

آٹھواں باب

مسواک کی فضیلت احادیث کی روشنی میں

مسواک کی فضیلت

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری اُمّت مشقت میں پڑ جائے گی تو میں ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (مسلم' باب السواک' حدیث 589)

مسواک کرنا پیغمبروں کی سنت میں سے ہے

حدیث شریف: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار چیزیں پیغمبروں کی سنتوں میں سے ہیں۔ حیا کا ہونا' خوشبو لگانا' مسواک کرنا' اور نکاح (ترمذی' باب ما جاء فی فضل التزویج والحث علیہ' حدیث 1080)

مسواک پروردگار کی خوشنودی کا ذریعہ ہے

حدیث شریف: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا' مسواک منہ کو صاف کرنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔ (نسائی' باب الترغیب فی السواک' حدیث 5)

تلاوت قرآن کیلئے مسواک کے ذریعے اپنے منہ صاف رکھو

حدیث شریف: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا' جب بندہ مسواک کر کے نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو فرشتہ اس کے پیچھے کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کی تلاوت خوب دھیان سے سنتا ہے' پھر اس کے بہت قریب آ جاتا ہے' یہاں تک کہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھ دیتا ہے۔ قرآن کریم کا جو بھی لفظ اس نمازی کے منہ سے نکلتا ہے' سیدھا فرشتہ

کے پیٹ میں پہنچتا ہے (اور اس طرح یہ فرشتوں کا محبوب بن جاتا ہے) اس لئے تم اپنے منہ قرآن کریم کی تلاوت کے لئے صاف ستھرے رکھو یعنی مسواک کا اہتمام کرو۔ (مسند بزار، مجمع الزوائد)

مسواک والی دو رکعتیں، ستر رکعتوں سے افضل

حدیث شریف: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسواک کر کے دو رکعتیں پڑھنا بغیر مسواک کئے ستر رکعتیں پڑھنے سے افضل ہے۔
(بزار، مجمع الزوائد)

نواں باب

تلاوتِ قرآن کی فضیلت

قرآنِ مجید اور احادیث کی روشنی میں

تلاوت قرآن کی فضیلت

القرآن: يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے۔ (سورۂ یونس، آیت 57)

القرآن:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ: اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔

القرآن:

اُتْلُ مَآ اُوْحِىَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ (سورۂ عنکبوت، آیت 45)

ترجمہ: اے محبوب پڑھو جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی۔

القرآن:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

وَاَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرۡجُوۡنَ تِجَارَۃً لَّنۡ تَبُوۡرَ (سورۂ فاطر، آیت 29)

ترجمہ: بے شک وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم رکھتے اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں۔

تلاوت قرآن کسی اور سے سننا بھی سنت ہے

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا میں آپ کو پڑھ کر سناؤں؟ جبکہ آپ پر قرآن اترا ہے؟ آپ نے فرمایا' میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ کسی دوسرے سے قرآن سنوں۔ چنانچہ میں نے آپ کے سامنے سورۂ نساء پڑھی یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچا (اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمّت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو اپنی اُمّت پر گواہ بنائیں گے) تو آپ ﷺ نے فرمایا' بس اب رک جاؤ۔ میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ آپ کی چشمان کرم سے آنسو جاری ہیں۔ (بخاری' باب فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید حدیث 4582)

تلاوت کرنے والے کو دگنا عطا کیا جائے گا

حدیث شریف: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے یہ حدیث قدسی بیان فرمائی:

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے جس شخص کو قرآن شریف کی مشغولی کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی' میں اس کو دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں اور اللہ

کے کلام کو سارے کلاموں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسے خود اللہ کو تمام مخلوق پر فضیلت ہے۔
(ترمذی، باب فضائل القرآن، حدیث 2926)

تلاوت کرنے والوں کا آسمان پر ذکر ہوتا ہے

حدیث شریف: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے مجھ سے فرمایا: قرآن کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کا اہتمام کیا کرو۔ اس عمل سے آسمانوں میں تمہارا ذکر ہوگا اور یہ عمل زمین میں تمہارے لئے ہدایت کا نور ہوگا۔ (شعب الایمان)

تلاوت کرنے والے کی قرآن شفاعت کرے گا

حدیث شریف: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن کریم ایسی شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت قبول کی گئی اور ایسا جھگڑا کرنے والا ہے کہ اس کا جھگڑا تسلیم کرلیا گیا جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے یعنی اس پر عمل کرے اس کو یہ جنت میں پہنچا دیتا ہے اور جو اس کو پیٹھ پیچھے ڈال دے یعنی اس پر عمل نہ کرے، اس کو یہ جہنم میں گرا دیتا ہے۔ (صحیح ابن حبان)

تلاوت کرنے والے کی قرآن سفارش کرے گا

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندہ کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا اے میرے رب! میں نے اس کو کھانے اور نفسانی خواہش پوری کرنے سے روکے رکھا، میری شفاعت اس کے بارے میں قبول فرما۔ قرآن کہے گا میں نے اسے رات کو سونے سے روکا (کہ یہ رات کو نوافل میں میری تلاوت کرتا تھا) میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ چنانچہ دونوں اس کے لئے شفاعت کریں گے۔ (مسند احمد، طبرانی)

سورۂ فاتحہ کی برکات

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی (سورۂ فاتحہ کے آخر میں) آمین کہتا ہے تو اسی وقت فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں۔ اگر اس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جاتی ہے' اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ (بخاری' باب فضل التامین' حدیث 781)

سورۂ واقعہ فقر کو دور کرتی ہے

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس شخص نے ہر رات سورۂ واقعہ پڑھی' اس پر فقر نہیں آئے گا۔ (شعب الایمان)

سورۂ ملک قبر کے عذاب سے نجات دلانے والی ہے

حدیث شریف: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک قبر پر خیمہ لگایا۔ ان کو علم نہ تھا کہ وہاں قبر ہے' اچانک اس جگہ کسی کو سورۂ ملک پڑھتے ہوئے سنا تو سرورِ کائنات ﷺ سے آ کر عرض کیا کہ میں نے ایک جگہ خیمہ لگایا تھا' مجھے معلوم نہ تھا کہ وہاں قبر ہے۔ اچانک میں نے اس جگہ کسی کو سورۂ ملک آخر تک پڑھتے ہوئے سنا۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ یہ سورت اللہ کے عذاب سے روکنے والی ہے اور قبر کے عذاب سے نجات دلانے والی ہے۔ (ترمذی' باب ماجاء فی فضل سورۃ الملک' حدیث 289)

دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنے پر جنت میں ایک محل

حدیث شریف: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ نے

فرمایا جس شخص نے دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی۔ اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے ایک محل بنادے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ پھر تو میں بہت زیادہ پڑھا کروں گا۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا' اللہ بھی بہت زیادہ اور بہت عمدہ ثواب دینے والا ہے۔ (مسند احمد)

تین سورتیں ہر شر سے حفاظت کرتی ہیں

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (مجھے) سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہو' میں چپ رہا۔ پھر فرمایا کہو' میں چپ رہا۔ پھر فرمایا کہو' میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! کیا کہوں؟ ارشاد فرمایا' صبح شام سورۂ اخلاص' سورۂ فلق اور سورۂ ناس تین مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ یہ سورتیں ہر (تکلیف دینے والی) چیز سے تمہاری حفاظت کریں گی۔ (ابو داؤد' باب مایقول اذا اصبح' حدیث 5082)

کثرت سے تلاوت کرنے والے پر رشک کرنا چاہئے

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ دو ہی شخصوں پر رشک کرنا چاہئے۔ ایک وہ جس کو اللہ نے قرآن شریف عطا کیا ہو اور دن رات اس کی تلاوت میں مشغول رہتا ہو۔ دوسرا وہ جس کو اللہ نے مال عطا فرمایا ہو اور وہ دن رات اس کو خرچ کرتا ہو۔ (مسلم' باب فضل من یقوم بالقرآن' حدیث 1893)

تلاوت کرنے والے کی مثال مُشک کی کھلی تھیلی کی سی ہے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: قرآن سیکھو' پھر اس کو پڑھو' اس لئے کہ جو شخص قرآن سیکھتا ہے اور پڑھتا ہے اور تہجد میں اس کو پڑھتا رہتا ہے' اس کی مثال اس کھلی تھیلی کی سی ہے جو مشک سے بھری ہوئی ہو کہ اس کی

خوشبو تمام مکان میں پھیلتی ہے اور جس شخص نے قرآن سیکھا پھر باوجود اس کے کہ قرآن اس کے سینے میں ہے وہ سوجاتا ہے یعنی اس کو تہجد میں نہیں پڑھتا' اس کی مثال اس مشک کی تھیلی کی طرح ہے جس کا منہ بند کر دیا گیا ہو۔ ترمذی' باب ماجاء فی سورۃ البقرہ' حدیث 2876)

ہر آیت کے بدلے ایک درجہ بلند

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: صاحبِ قرآن قیامت کے دن (اللہ کے دربار میں) آئے گا تو قرآن اللہ سے عرض کرے گا' اس کو جوڑا عطا فرما' اللہ کی طرف سے اس کو کرامت کا تاج پہنایا جائے گا۔ پھر وہ درخواست کرے گا اے میرے رب! اور پہنا تو اللہ کی طرف سے اکرام کا جوڑا پہنایا جائے گا۔ پھر وہ درخواست کرے گا اے رب! اس شخص سے راضی ہو جا تو اللہ اس سے راضی ہو جائے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجوں پر چڑھتا جا اور (اس کے لئے) ہر آیت کے بدلہ میں ایک نیکی بڑھا دی جائے گی۔ (ترمذی' باب ان الذی لیس فی حوضہ من القرآن کالبیت الحزب' حدیث 2915)

سو آیات کی تلاوت ساری رات عبادت کے برابر

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص رات میں سو آیات کی تلاوت کرے' وہ اس رات عبادت گزاروں میں شمار کیا جائے گا۔ (مستدرک)

حافظِ قرآن کا محشر میں مقام

حدیث شریف: ابوداؤد' احمد اور حاکم نے معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے قرآن کو پڑھا اور اس کو پورا یاد کیا اور اس پر عمل بھی کیا تو اس کے باپ کو قیامت کے

دن ایک تاج پہنایا جائے گا' جس کی روشنی دنیا میں آئے ہوئے آفتاب کی روشنی سے بہتر ہوگی۔ تو پھر تمہارا خود اپنا اس شخص کی نسبت کیا خیال ہے جو کہ اس پر عمل کرے۔

حافظ قرآن اپنے گھر والوں میں دس افراد کی شفاعت کرے گا

حدیث شریف: ترمذی' ابن ماجہ اور احمد نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے قرآن کو پڑھا اور سے یاد کرلیا اور اس کے حلال کو حلال سمجھا اور اس کے حرام کو حرام مانا' اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کے گھر والوں میں سے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت فرمائے گا جن کے لئے دوزخ واجب ہوگئی ہوگی۔

حافظ قرآن کے جسم کو آگ نہ چھوئے گی

حدیث شریف: طبرانی نے عصمت بن مالک سے روایت کی ہے کہ اگر قرآن کسی کھال میں ہو تو اس کو آگ نہ چھوئے گی۔

تلاوت قرآن گھر میں کرنے کی فضیلت

حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے۔ اس میں خیر و برکت کی کثرت ہوتی ہے اور جس گھر میں قرآن نہیں پڑھا جاتا اس کی خیر و برکت گھٹ جاتی ہے۔ (بزّار)

لیٹتے ہوئے ایک سورت پڑھنے کی فضیلت

حدیث شریف: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو مسلمان لیٹتے ہوئے کتاب اللہ کی کوئی سورت پڑھ لیتا ہے۔ اللہ پاک اس پر ایک فرشتہ کو محافظ مقرر کر دیتا ہے

وہ فرشتہ کسی اذیت دینے والی چیز کو اس کے پاس نہیں آنے دے گا' یہاں تک کہ جب تک وہ مسلمان بیدار ہوتا ہے اس وقت وہ فرشتہ بھی اپنی خدمت سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔(دارمی)

قرآن مجید عظیم دولت ہے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن ایسی تونگری ہے کہ اس کے بعد فقیر ہوتا ہی نہیں اور نہ اسکے برابر کوئی اور تونگری ہے۔(طبرانی)

قرآن سے خالی دل ویران مکان کی طرح ہے

حدیث شریف: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک وہ شخص جس کے پیٹ میں قرآن کا کچھ حصہ نہیں ہے' وہ اس گھر کی طرح ہے جو ویران ہو۔(ترمذی)

صبح کو ایک آیت سیکھنا سو رکعت سے بہتر ہے

حدیث شریف: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک یہ بات کہ تو صبح کو قرآن کی ایک آیت سیکھے' تیرے لئے نماز کی ایک سو رکعت ادا کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

(ابن ماجہ)

قرآن کو دیکھ کر پڑھنا ہزار درجہ اجر ہے

حدیث شریف: حضرت اوس بن اوس الثقفی سے مرفوعاً روایت ہے۔ایک آدمی کا بغیر مصحف میں نظر کئے قرآن پڑھنا ہزار درجہ اجر کا باعث ہے اور جبکہ مصحف میں دیکھ کر پڑھنا اس کے اجر کو دوگنا کرنا ہے۔ یہاں تک کہ دو ہزار درجات تک پہنچ جاتا ہے(نظر کرنے کا ثواب' قرآن کو اٹھانے' چھونے اور اس میں تفکر کر کے معانی کے استنباط کرنے وغیرہ کا ثواب جمع ہو جاتا ہے یا یہ کہ قرآن کو دیکھنا ایک عبادت ہے اور اسے پڑھنا دوسری عبادت ہے)(طبرانی' بیہقی)

قرآن کی تلاوت کے ساتھ ساتھ غور و تامل بھی کرنا چاہئے

☆......امام غزالی کیمیائے سعادت ص 183 میں فرماتے ہیں کہ توریت میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تیرے بھائی کا خط تجھے پہنچے تو اگر راہ میں ہوتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے۔ راستہ سے الگ ہو بیٹھتا ہے اور اس کا ایک ایک حرف پڑھتا ہے اور اس میں غور و تامل کرتا ہے اور یہ کتاب میرا خط ہے۔ میرے بندے تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اس میں غور و تامل کرے اور اس پر کاربند رہے اور تو اس سے انکار کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا اور جو تو پڑھتا بھی ہے تو غور و تامل نہیں کرتا۔

کیمیائے سعادت ص 631 پر فرماتے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ قرآن کو جلد از جلد پڑھ کر ختم کرنا چاہتے ہیں۔ صرف زبان سے پڑھ رہے ہیں اور دل اس سے بالکل غافل ہیں۔ ان کی تمام تر کوشش یہی ہوتی ہے کہ جلد سے جلد ایک ختم ہو جائے پھر کہتے ہیں کہ ہم نے اتنے بار ختم کیا اور آج اتنی منزلیں ختم کر لیں۔ افسوس کہ یہ نہیں جانتے کہ قرآن کی ہر آیت مقدس نامہ ہے جو حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کے نام بھیجا ہے۔

تو پڑھتے وقت چاہئے کہ جہاں گناہ گاروں کے لئے وعید ہو وہاں خوف میں غرق ہو جائے' جہاں خوشخبری ہو وہاں مسرور ہو۔ مثالوں اور واقعات سے عبرت حاصل کرے اور نصیحتیں دل کے کانوں سے سنے۔

دسواں باب

مسلمانوں کا احترام اور تعظیم اور ان پر ظلم کرنے کی مذمت احادیث کی روشنی میں

احترام مسلم

مسلمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچاؤ

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مسلمانوں کو ستایا نہ کرو' ان کو عار نہ دلایا کرو اور ان کی لغزشوں کو نہ تلاش کیا کرو۔ (صحیح ابن حبان)

مسلمان کو ناحق مارنا رب کی ناراضگی کا باعث ہے

حدیث شریف: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا' جس شخص نے کسی مسلمان کی پیٹھ کو ننگا کر کے ناحق مارا' وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔ (الطبرانی فی الکبیر والاوسط' مجمع الزوائد جلد 6' ص 384)

مسلمان کو قتل کرنا کفر ہے

حدیث شریف: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا' مسلمان کو گالی دینا بے دینی ہے اور (اسے) قتل کرنا کفر ہے۔ (بخاری' باب ما ینہی من السباب واللعن' حدیث 6044)

مسلمان کو گالی دینے والا ہلاکت کے قریب ہے

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' مسلمان کو گالی دینے والا اس آدمی کی طرح ہے جو ہلاکت و بربادی کے قریب

ہو۔(الطبرانی فی الکبیر، الجامع الصغیر، جلد 2، ص 38)

مسلمانوں پر ظلم کرنے والے کا قیامت کے دن انجام

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس کوئی درہم (پیسہ) اور (دنیا کا) سامان نہ ہو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میری اُمّت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن بہت سی نماز، روزہ، زکوٰۃ (اور دوسری مقبول عبادتیں) لے کر آئے گا، مگر حال یہ ہوگا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا تو اس کی نیکیوں میں سے ایک حق والے کو (اس کے حق کے بقدر) نیکیاں دی جائیں گی۔ ایسے ہی دوسرے حق والے کو اس کی نیکیوں میں سے (اس کے حق کے بقدر) نیکیاں دی جائیں گی۔ پھر اگر دوسروں کے حقوق چکائے جانے سے پہلے اس کی ساری نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو (ان حقوق کے بقدر) حقداروں اور مظلوموں کے گناہ (جو انہوں نے دنیا میں کئے ہوں گے) ان سے لے کر اس شخص پر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسلم باب تحریم الظلم، حدیث 6579)

مومن کی عزت کعبۃ اللہ سے بھی زیادہ ہے

حدیث شریف: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کو دیکھ کر (تعجب سے) ارشاد فرمایا۔ لا الہ الا اللہ (اے کعبہ!) تو کس قدر پاکیزہ ہے، تیری

خوشبو کس قدر عمدہ ہے اور تو کتنا زیادہ قابل احترام ہے' (لیکن) مومن کی عزت واحترام تجھ سے زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو قابل احترام بنایا ہے اور (اسی طرح) مومن کے مال' خون اور عزت کو بھی قابل احترام بنایا ہے اور (اسی احترام کی وجہ سے) اس بات کو بھی حرام قرار دیا ہے کہ ہم مومن کے بارے میں ذرا بھی بدگمانی کریں (الطبرانی فی الکبیر' مجمع الزوائد' جلد 3' ص 630)

قیامت سے پہلے مسلمان بھائی سے معافی مانگ لی جائے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی پر بھی اپنے (دوسرے مسلمان) بھائی کا اس کی عزت وآبرو سے پہلے معاف کرالے جس دن نہ دینار ہوں گے' نہ درہم (اس دن سارا حساب نیکیوں اور گناہوں سے ہوگا لہذا) اگر اس ظلم کرنے والے کے پاس کچھ نیک عمل ہوں گے تو اس کے ظلم کے بقدر نیکیاں لے کر مظلوم کو دے دی جائیں گی۔ اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو مظلوم کے اتنے ہی گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ (بخاری باب من کانت لہ مظلمۃ عندالرجل' حدیث 2449)

بدترین سود مسلمان بھائی کی آبروریزی کرنا ہے

حدیث شریف: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا' بدترین سود اپنے مسلمان بھائی کی آبروریزی کرنا ہے (یعنی اس کی عزت کو نقصان پہنچانا ہے' چاہے کسی طریقے سے ہو' مثلاً غیبت کرنا' حقیر سمجھنا' رسوا کرنا وغیرہ

وغیرہ)(طبرانی فی الاوسط، الجامع الصغیر، جلد 2، ص 22)

مسلمان پر ہتھیار اٹھانے والا مومن نہیں

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے، وہ ہم میں سے نہیں۔
(مسلم، باب قول النبی من حمل علینا السلاح، حدیث 280)

مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ مت کرو

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے اس لئے کہ اس کو معلوم نہیں کہ کہیں شیطان اس کے ہاتھ سے ہتھیار کھینچ لے اور وہ (ہتھیار اشارے اشارے میں مسلمان بھائی کے جالگے اور اس کی سزا میں وہ اشارہ کرنے والا) جہنم میں جاگرے۔ (بخاری، باب قول النبی حمل علینا السلاح فلیس منا، حدیث 7076)

مومن کا قتل اللہ کے نزدیک

حدیث شریف: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا، مومن کا قتل کیا جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساری دنیا کے ختم ہوجانے سے زیادہ بڑی بات ہے۔(نسائی باب تعظیم الدم، حدیث 3995)

مومن کا قاتل جہنمی ہے

حدیث شریف: حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما، سرکار اعظم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ اگر آسمان و زمین والے سب کے سب کسی مومن کے قتل کرنے میں شریک ہوجائیں تو بھی اللہ تعالیٰ ان سب کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا۔ (ترمذی، باب الحکم فی الدعا، حدیث 1398)

مسلمانوں میں جدائی کرنے والے بدترین لوگ ہیں

حدیث شریف: حضرت عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آئے اور بدترین بندے چغلیاں کھانے والے، دوستوں میں جدائی کروانے والے اور اللہ تعالیٰ کے پاک دامن بندوں کو کسی گناہ یا کسی پریشانی میں مبتلا کرنے کی کوشش میں لگے رہنے والے ہیں۔ (مسند احمد، مجمع الزوائد)

جھوٹی قسم کھا کر مسلمان کا حق مت مارو

حدیث شریف: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس شخص نے (جھوٹی) قسم کھا کر کسی مسلمان کا کوئی حق لے لیا تو اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کے لئے دوزخ واجب کردی ہے اور جنت کو حرام کردیا ہے۔ ایک شخص نے سوال کیا یارسول اللہ ﷺ! اگرچہ وہ کوئی معمولی ہی چیز ہو (تب بھی یہی سزا ہوگی)؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگرچہ پیلو (کے درخت) کی ایک ٹہنی ہی کیوں نہ ہو (مسلم، باب وعید من اقتطع حق مسلم،

حدیث 353)

اپنے مسلمان بھائی کو کبھی حقیر نہ سمجھو

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، خرید وفروخت میں خریداری کی نیت کے بغیر محض دھوکہ دینے کے لئے بولی میں اضافہ نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے بے رحمی اختیار نہ کرو اور تم میں سے کوئی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے بن کر بھائی بھائی رہو۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر زیادتی کرتا ہے اور (اگر کوئی دوسرا اس پر زیادتی کرے) تو اس کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا اور نہ اس کو حقیر سمجھتا ہے (اس موقع پر رسول پاک ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے تین مرتبہ ارشاد فرمایا) تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔ انسان کے برا ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ مسلمان کا خون اس کا مال اس کی عزت و آبرو دوسرے مسلمان کے لئے حرام ہے۔ (مسلم، باب تحریم ظلم المسلم، حدیث 6541)

مذاق میں اپنے مسلمان بھائی کی چیز نہ چھپاؤ

حدیث شریف: حضرت بزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے سامان کو نہ مذاق میں لے اور نہ حقیقت میں (بلا اجازت) لے۔ (ابوداؤد، باب من یاخذ الشیء من مزاح، حدیث 5003)

حدیث شریف: حضرت عبدالرحمٰن بن ابولیلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمیں نبی پاک ﷺ کے صحابہ نے یہ قصہ سنایا کہ وہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جارہے تھے کہ ان میں سے ایک صحابی کو نیند آ گئی۔ دوسرے آدمی نے جاکر (مذاق میں) اس کی رسی لے لی (جب سونے والے کی آنکھ کھلی اور اسے اپنی رسی نظر نہیں آئی) تو وہ پریشان ہوگیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کو ڈرائے۔ (ابوداؤد' باب من یاخذ الشیء من مزاح' حدیث 5004)

گیارہواں باب

ذکر اللہ کی فضیلت
قرآن مجید اور
احادیث کی روشنی میں

رب تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (سورۂ بقرہ، آیت 152)

ترجمہ: سوتم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں۔

ذکراللہ کو اپنے اوپر لازم کرلو

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن یسر سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ اسلام کے احکام بہت ہیں۔ مجھے کوئی ایسی چیز بتایئے جو میں اپنے اوپر لازم کرلوں۔آپ نے فرمایا تم اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے ہمیشہ تر رکھو(ابن ماجہ)

ذکر کے وقت ہونٹوں پر رحمت

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب بندہ میرے ذکر سے اپنے ہونٹ ہلاتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔(ابن ماجہ)

عذاب سے نجات دلانے والا عمل

☆...... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کے ذکر سے زیادہ اور کوئی عمل اللہ کے عذاب سے نجات دینے والا نہیں ہے۔

(ابن ماجہ، الجامع الاحکام القرآن، جلد 2، ص 172)

ذکر کی مجلس کی فضیلت

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما دونوں حضرات اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا' جو جماعت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو' فرشتے اس جماعت کو گھیر لیتے ہیں۔ رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے' سکینہ ان پر نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر فرشتوں کی مجلس میں فرماتا ہے۔ (مسلم حدیث 6855' باب فضل الاجتماع' علی تلاوۃ القرآن)

ذکر کے حلقے جنت کے باغات ہیں

حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب جنت کے باغوں پر گزرو تو خوب چرو' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! جنت کے باغ کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا ذکر کے حلقے۔
(ترمذی حدیث 3510' باب اسماء اللہ الحسنیٰ)

ذکر اللہ کرنے والا عذاب سے بری

حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کی آنکھوں سے کچھ آنسو پر گر پڑیں تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہیں دے گا۔ (مستدرک للحاکم)

ذکر کرنے والے زندہ' نہ کرنے والے مردہ

حدیث شریف: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا' ان دونوں کی مثال زندہ اور مردے کی طرح

ہے۔ذکرکرنے والا زندہ اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس گھر کی مثال جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہو زندہ شخص کی طرح ہے۔یعنی وہ آباد ہے اور جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہوتا ہو تو وہ مردہ شخص کی طرح ہے یعنی ویران ہے۔(بخاری و مسلم)

ذکر کرنے والوں کو محشر میں آسانی

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا' مفرد لوگ بہت آگے بڑھ گئے۔صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مفرد لوگ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مرمٹنے والے' ذکر ان کے بوجھوں کو ہلکا کردے گا' چنانچہ وہ قیامت کے دن ہلکے پھلکے آئیں گے۔(ترمذی)

ذکراللہ' راہِ خدا میں مال خرچ کرنے سے بھی افضل

حدیث شریف: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور وہ اُن کو تقسیم کررہا ہو اور دوسرا شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر (کرنے والے) افضل ہیں۔(طبرانی' مجمع الزوائد)

کثرت سے ذکراللہ کرنے والا نفاق سے بری ہے

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرے' وہ نفاق سے بری ہے۔(طبرانی' مجمع الزوائد)

موت کے وقت بھی زبان پر ذکراللہ ہو

حدیث شریف: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری آخری گفتگو جو رسول

اللہ ﷺ سے وصال کے وقت ہوئی‘ وہ یہ تھی کہ میں نے پوچھا: تمام اعمال میں محبوب ترین عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیا ہے؟ ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے سب سے افضل عمل اور اللہ تعالیٰ کے سب سے قرب دلانے والا عمل بتائیے۔ ارشاد فرمایا: تمہاری موت اس حال میں آئے کہ تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔ (مسند بزار‘ مجمع الزوائد)

ذکر والی زبان جسے ملی‘ اسے ہر خیر مل گئی

حدیث شریف: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں ایسی ہیں جس کو وہ مل گئیں‘ اس کو دنیا وآخرت کی ہر خیر مل گئی۔

شکر کرنے والا دل

ذکر کرنے والی زبان

مصیبتوں پر صبر کرنے والا بدن

اور ایسی بیوی جو نہ اپنے نفس میں خیانت کرے‘ یعنی پاک دامن رہے اور نہ شوہر کے مال میں خیانت کرے (طبرانی‘ مجمع الزوائد)

ذکر کی توفیق رب کا احسان عظیم ہے

حدیث شریف: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی طرف سے روزانہ دن رات بندوں پر احسان اور صدقہ ہوتا رہتا ہے لیکن کوئی احسان کسی بندے پر اس سے بڑھ کر نہیں کہ اس کو اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کی توفیق نصیب فرمادے۔ (طبرانی‘ مجمع الزوائد)

ذکر اللہ کے بغیر گزرے ہوئے لمحات پر جنت میں بھی افسوس ہوگا

حدیث شریف: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا جنت والوں کو جنت میں جانے کے بعد دنیا کی کسی چیز پر افسوس نہیں ہوگا۔سوائے اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزری ہوگی۔(طبرانی' بیہقی' جامع الصغیر)

نرم نرم بستروں پر ذکر کرنے والے جنت کے اعلیٰ درجوں پر ہونگے

حدیث شریف: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا' بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نرم نرم بستروں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اس ذکر کی برکت سے ان کو جنت کے اعلیٰ درجوں میں پہنچا دیتا ہے۔(ابویعلیٰ' مجمع الزوائد)

ذکر کی مجلس کے تمام شرکاء کو مغفرت کی بشارت

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار کریم ﷺ نے فرمایا: فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کی تلاش میں گھومتی پھرتی ہے۔جب وہ کسی ایک جماعت کو پالیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ہوتی ہے تو ایک دوسرے کو پکار کر کہتے ہیں کہ آؤ یہاں تمہاری مطلوبہ چیز ہے۔اس کے بعد وہ سب فرشتے مل کر آسمان دنیا تک ان لوگوں کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے پوچھتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے زیادہ باخبر ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے ہیں؟ فرشتے جواب میں کہتے ہیں۔وہ تیری پاکی' بڑائی' تعریف اور بزرگی بیان کرنے میں مشغول ہیں۔پھر اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے پوچھتا ہے۔کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم! انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ارشاد ہوتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟

فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو اور بھی زیادہ عبادت میں مشغول ہوتے اور اس سے بھی زیادہ تیری تسبیح اور تعریف کرتے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے جنت کا سوال کر رہے تھے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اے رب انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو اور بھی زیادہ جنت کے شوق تمنا اور اس کی طلب میں لگ جاتے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی قسم! اے رب انہوں نے جہنم کو نہیں دیکھا۔ ارشاد ہوتا ہے اگر دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر دیکھ لیتے تو اور بھی زیادہ اس سے ڈرتے اور بھاگنے کی کوشش کرتے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اچھا تم گواہ رہو۔ میں نے ان مجلس والوں کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ ایک شخص کے بارے میں عرض کرتا ہے کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے والوں میں شامل نہیں تھا بلکہ وہ اپنی کسی ضرورت سے مجلس میں آیا تھا (اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا تھا) ارشاد ہوتا ہے۔ یہ لوگ ایسی مجلس والے ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی (ہماری رحمت سے) محروم نہیں ہوتا۔ (بخاری شریف)

ذکر کی مجلس میں شریک گناہ گار پر بھی رحمت

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ عنہٗ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی چلنے پھرنے والی ایک جماعت ہے جو ذکر کے حلقوں کی تلاش میں ہوتی

ہے۔ جب وہ ذکر کے حلقوں کے پاس آتی ہے اور ان کو گھیر لیتی ہے تو اپنا ایک قاصد (پیغام دے کر) اللہ تعالیٰ کے پاس آسمان پر بھیجتی ہے۔ وہ ان سب کی طرف سے عرض کرتا ہے۔ ہمارے رب! ہم تیرے ان بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری نعمتوں کی بڑائی بیان کر رہے ہیں۔ تیری کتاب کی تلاوت کر رہے ہیں، تیرے نبی رحمت ﷺ پر درود شریف بھیج رہے ہیں اور اپنی آخرت اور دنیا کی بھلائی مانگ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ان کو میری رحمت سے ڈھانپ دو۔ فرشتے کہتے ہیں ہمارے رب ان کے ساتھ ساتھ ایک گنہ گار بندہ بھی تھا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ان سب کو میری رحمت سے ڈھانپ دو کیونکہ یہ ایسے لوگوں کی مجلس ہے کہ ان میں بیٹھنے والا بھی (ہماری رحمت سے) محروم نہیں ہوتا۔ (مسند بزار، مجمع الزوائد)

ذکر کرنے والے کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا جاتا ہے

حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے جمع ہوں اور ان کا مقصود صرف رب تعالیٰ کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس مجلس کے ختم ہونے پر) اعلان کرتا ہے کہ بخشے بخشائے اٹھ جاؤ۔ تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا۔ (مسند احمد، طبرانی، مسند ابو یعلیٰ، مسند بزار، مجمع الزوائد)

سو مرتبہ "سبحان اللہ" کہنے پر اجر

حدیث شریف: حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول پاک ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز ایک ہزار نیکیاں کمانے سے عاجز ہے؟ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک نے سوال کیا: ہم

میں سے کوئی آدمی ایک ہزار نیکیاں کس طرح کما سکتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''سبحان اللہ'' سو مرتبہ پڑھے۔ اس کے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے ایک ہزار گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (مسلم' باب فضل التہلیل والتسبیح والدعاء' حدیث 6852)

سبحان اللہ وبحمدہ کی فضیلت

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص ''سبحان اللہ وبحمدہ'' پڑھتا ہے' اس کے لئے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔ (مسند بزار' مجمع الزوائد)

کلماتِ طیبات کی فضیلت

حدیث شریف: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص ''لا الہ الا اللہ'' کہتا ہے۔ اسکے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ جو شخص ''سبحان اللہ وبحمدہ'' سو مرتبہ پڑھتا ہے اس کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ایسی حالت میں تو کوئی بھی (قیامت میں) ہلاک نہیں ہو سکتا (کہ نیکیاں ہی رہیں گی) سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا (بعض لوگ پھر بھی ہلاک ہوں گے اس لئے کہ) تم میں سے ایک شخص اتنی نیکیاں لے کر آئے گا کہ اگر پہاڑ پر رکھ دی جائیں تو وہ دب جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلے میں وہ نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جس کی چاہے گا' مدد فرمائے گا اور ہلاک ہونے سے بچا لے گا۔ (مستدرک' ترغیب والترہیب)

تسبیح کی فضیلت

حدیث شریف: قبیلہ بنو سلیم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول رحمت شفیع

اُمّت ﷺ نے ان باتوں کو میرے ہاتھ یا اپنے دست مبارک پر گن کر فرمایا ''سبحان اللہ'' کہنا آدھے ترازو کو ثواب سے بھر دیتا ہے اور ''الحمدللہ'' کہنا پورے ترازو کو ثواب سے بھر دیتا ہے اور ''اللہ اکبر'' کا ثواب زمین و آسمان کے درمیان کی خالی جگہ کو پر کر دیتا ہے۔(ترمذی' باب فیہ حدیثان التسبیح نصف المیزان' حدیث 3519)

سمندر کے جھاگ کے برابر بھی گناہ معاف

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: زمین پر جو شخص بھی ''لا الہ الا اللہ' واللہ اکبر' ولاحول ولاقوۃ الا باللہ'' پڑھتا ہے تو اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ خواہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (ترمذی' باب ماجاء فی فضل التسبیح والتکبیر والتحمید' حدیث 3460)

بارہواں باب

سچی توبہ کے فضائل
و برکات
احادیث کی روشنی میں

سچی توبہ کے فضائل و برکات

توبہ کرنے والے پر رحمت

حدیث شریف: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اے میرے بندے! بے شک جب تک تو میری عبادت کرتا رہے گا اور مجھ سے (مغفرت) کی امید رکھے گا میں تجھ کو معاف کرتا رہوں گا۔ چاہے تجھ میں کتنی ہی برائیاں کیوں نہ ہوں۔ میرے بندے! اگر تو زمین بھر گناہ کے ساتھ بھی مجھ سے اس حال میں ملے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو میں بھی زمین بھر مغفرت کے ساتھ تجھ سے ملوں گا یعنی بھرپور مغفرت کر دوں گا۔ (مسند امام احمد)

توبہ کرنے والے پر کرم

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سرور کونین ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کوئی بندہ گناہ کر لیتا ہے پھر (نادم ہو کر) کہتا ہے میرے رب! میں تو گناہ کر بیٹھا' اب تو مجھے معاف فرما دے' تو اللہ تعالیٰ (فرشتوں کے سامنے) فرماتا ہے کہ کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو معاف کرتا ہے اور اس کو پکڑ بھی سکتا ہے (سن لو) میں نے اپنے بندے کی مغفرت فرما دی۔ پھر وہ بندہ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے' گناہ سے رکا رہتا ہے پھر کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو (نادم ہو کر) کہتا ہے میرے رب! میں تو ایک اور گناہ کر بیٹھا تو اس کو بھی معاف فرما دے تو اللہ تعالیٰ (فرشتوں سے) فرماتا ہے' کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف فرماتا ہے اور اس پر پکڑ بھی کر سکتا ہے؟ (سن لو) میں نے اپنے بندے کی مغفرت فرما دی۔ پھر وہ بندہ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گناہ سے رکا

رہتا ہے۔

اس کے بعد پھر کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو (نادم ہوکر) کہتا ہے۔ میرے رب! میں تو ایک اور گناہ کر بیٹھا تو اس کو بھی معاف فرمادے تو رب تعالیٰ (فرشتوں سے) فرماتا ہے۔ کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف فرماتا ہے اور اس پر پکڑ بھی فرما سکتا ہے؟ (سن لو) میں نے اپنے بندے کی مغفرت فرمادی۔ بندہ جو چاہے کرے یعنی ہر گناہ کے بعد توبہ کرتا رہے۔ میں اس کی توبہ قبول کرتا رہوں گا۔ (بخاری، باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ، حدیث 7507)

توبہ کرنے والوں پر اللہ خوش ہوتا ہے

حدیث شریف: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس شخص کی خوشی کے بارے میں کیا کہتے ہو جس کی اونٹنی کسی سنسان جنگل میں اپنی رسی گھسیٹتی ہوئی نکل جائے، جہاں نہ کھانا ہو نہ پانی، اور اس اونٹنی پر اس شخص کا کھانا اور پانی رکھا ہوا ہو اور وہ اس اونٹنی کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک جائے پھر وہ اونٹنی ایک درخت کے تنے کے پاس سے گزرے تو اس کی نکیل درخت کے تنے میں اٹک جائے اور اس شخص کو وہ اونٹنی اس تنے میں اٹکی ہوئی مل جائے؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس کو بہت ہی زیادہ خوشی ہوگی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنو! اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی اس شخص کو (ایسے سخت حال میں مایوس ہونے کے بعد) سواری کے مل جانے سے ہوتی ہے (مسلم، باب فی الحض علی التوبۃ والفرح بہا، حدیث 6959)

توبہ کرنے والوں پر رب تعالیٰ کا دستِ رحمت

حدیث شریف: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رات بھر اپنا دست رحمت بڑھائے رکھتا ہے تاکہ دن کا گنہ گار رات کو توبہ کرلے اور دن بھر اپنا دست رحمت بڑھائے رکھتا ہے تاکہ رات کا گنہ گار دن میں توبہ کرلے (اور یہ سلسلہ جاری رہے گا) یہاں تک کہ سورج مغرب سے نکلے (اس کے بعد کوئی توبہ قبول نہیں ہوگی) (مسلم، باب قول التوبۃ من الذنوب حدیث 6989)

موت کی آخری علامت تک توبہ کرلیں

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک غرغرہ یعنی نزع کی کیفیت شروع نہ ہوجائے (ترمذی، باب ان اللہ یقبل توبۃ العبد، حدیث 3537)

ف = موت کے وقت جب بندے کی روح جسم سے نکلنے لگتی ہے تو حلق کی نالی میں ایک قسم کی آواز پیدا ہوتی ہے جسے غرغرہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد زندگی کی کوئی امید نہیں رہتی۔ یہ موت کی یقینی اور آخری علامت ہوتی ہے لہذا اس علامت کے ظاہر ہونے کے بعد توبہ کرنا یا ایمان لانا معتبر نہیں ہوتا۔

گناہ سرزد ہونے پر فوراً توبہ کرنی چاہئے

حدیث شریف: حضرت ام عصمہ عوصیہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: کوئی مسلمان گناہ کرتا ہے تو جو فرشتہ اس کے گناہ لکھنے پر مقرر ہے، وہ اس گناہ کو لکھنے سے تین گھڑی یعنی کچھ دیر کے لئے ٹھہر جاتا ہے۔ اگر اس نے ان تین گھڑیوں کے دوران کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ سے اپنے اس گناہ کی معافی مانگ لی تو وہ فرشتہ آخرت میں اسے

اس گناہ پر مطلع نہیں کرے گا اور نہ قیامت کے دن (اس گناہ پر) اسے عذاب دیا جائے گا۔ (مستدرک)

گناہ سرزد ہونے پر فوراً توبہ کرنی چاہئے

حدیث شریف: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول رحمت ﷺ نے فرمایا: یقیناً بائیں طرف کا فرشتہ گنہ گار مسلمان کے لئے چھ گھڑیاں (کچھ دیر) قلم کو (گناہ کے لکھنے سے اٹھائے رکھتا ہے یعنی نہیں لکھتا' پھر اگر یہ گنہ گار بندہ نادم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے گناہ کی معافی مانگ لیتا ہے تو فرشتہ اس گناہ کو نہیں لکھتا ورنہ ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔ (طبرانی' مجمع الزوائد)

توبہ کی برکت سے تنگ دستی اور غم دور ہوتے ہیں

حدیث شریف: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص پابندی سے استغفار کرتا رہتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔ ہر غم سے اسے نجات عطا فرماتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ (ابوداؤد' باب فی الاستغفار حدیث 1518)

کثرت سے استغفار کرو

حدیث شریف: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص یہ چاہے کہ قیامت کے دن) اس کا نامہ اعمال اس کو خوش کر دے تو اسے کثرت سے استغفار کرتے رہنا چاہئے۔ (طبرانی' مجمع الزوائد)

تیرھواں باب

مومن کی اہم خوبی
حُسنِ اخلاق
قرآن مجید اور
احادیث کی روشنی میں

مومن کی اہم خوبی ”حُسن اخلاق“

القرآن:

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

ترجمہ: وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں (سورۂ آل عمران، آیت 134)

القرآن:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا
(سورۂ فرقان، آیت 63)

ترجمہ: اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ
(سورۂ لقمان، آیت 18 تا 19)

ترجمہ: اور کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسارہ کج نہ کر اور زمین میں اتراتا نہ چل بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا فخر کرتا اور میانہ چال چل اور اپنی آواز کچھ پست کر بے شک سب آوازوں میں بری آواز گدھے کی۔

دن' رات عبادت کرنے والے کے درجہ کو حاصل کرنے والا

حدیث شریف: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مومن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے روزہ رکھنے والے اور رات بھر عبادت کرنے والے کے درجہ کو حاصل کر لیتا ہے۔

(ابوداؤد' باب فی حسن الخلق' حدیث 4798)

کامل ترین ایمان والے کون؟

حدیث شریف: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: کامل ترین ایمان والوں میں سے وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور جس کا برتاؤ اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے زیادہ نرم ہے۔ (ترمذی' باب فی استکمال الایمان' حدیث 2612)

حُسن سلوک سے کائنات کو اپنا بنایا جا سکتا ہے

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو اپنے مال سے تو غلاموں کو خریدتا ہے پھر ان کو آزاد کرتا ہے' وہ بھلائی کا معاملہ کر کے آزاد آدمیوں کو کیوں نہیں خریدتا جبکہ اس کا ثواب بہت زیادہ ہے؟ یعنی جب وہ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرے گا تو لوگ اس کے غلام بن جائیں گے۔ (الجامع الصغیر' جلد 2' ص 149)

اپنے مسلمان بھائی سے خوش ہو کر ملنے پر اجر

حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو خوش کرنے کے لئے اس طرح ملتا ہے جس طرح رب تعالیٰ پسند فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے خوش کر دے گا۔ (الطبرانی فی الصغیر' مجمع الزوائد' جلد 8' ص 353)

میزان میں سب سے بھاری چیز

حدیث شریف: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا (قیامت کے دن) مومن کے ترازو میں اچھے اخلاق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہیں ہوگی (ابوداؤد' باب فی حسن الخلق' حدیث 4799)

تواضع پر انعام' تکبر کرنے پر سزا

حدیث شریف: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو اللہ تعالیٰ کی (رضامندی حاصل کرنے) کے لئے تواضع کو اختیار کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرماتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے خیال اور اپنی نگاہ میں تو چھوٹا ہوتا ہے لیکن لوگوں کی نگاہ میں اونچا ہوتا ہے۔

اور جو تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو گرا دیتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کی نگاہوں میں چھوٹا ہو جاتا ہے اگرچہ خود اپنے خیال میں بڑا ہوتا ہے لیکن دوسروں کی نظروں میں وہ کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہو جاتا ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان' جلد 6' ص 276)

رب کے نزدیک سب سے بڑھ کر عزت والا

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے بارگاہ میں عرض کیا۔ اے میرے رب! تیرے بندوں میں تیرے نزدیک زیادہ عزت والا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وہ بندہ جو بدلہ لے سکتا ہو اور پھر معاف کر دے۔

(بیہقی فی شعب الایمان، جلد 3، ص 319)

خادم کی غلطیوں کو روزانہ ستر مرتبہ معاف کرو

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں (اپنے) خادم کی غلطی کو کتنی مرتبہ معاف کروں؟ آپ علیہ السلام خاموش رہے۔ انہوں نے پھر وہی عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں (اپنے) خادم کو کتنی مرتبہ معاف کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا روزانہ ستر مرتبہ۔ (ترمذی، باب ماجاء فی العفو عن الخادم، حدیث 1949)

شفقتِ رسالت مآب ﷺ

حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں دس سال سرورِ کونین ﷺ کی خدمت کی۔ میں نوعمر لڑکا تھا۔ اس لئے میرے سارے کام رسول اللہ ﷺ کی مرضی کے مطابق نہیں ہو پاتے تھے یعنی نوعمری کی وجہ سے مجھ سے بہت سی کوتاہیاں بھی ہو جاتی تھیں (لیکن دس سال کی اس مدت میں) کبھی آپ علیہ السلام نے مجھے اُف تک بھی

نہیں فرمایا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ تم نے یہ کیوں کیا۔ یا یہ کیوں نہ کیا۔ (ابوداوٗد باب فی الحلم واخلاق النبی حدیث 4774)

غصہ پر قابو پانے والا طاقتور ہے

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: طاقتور وہ نہیں جو (اپنے مقابل کو) پچھاڑ دے بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پالے۔ (بخاری باب الحذر من الغضب حدیث 6114)

غصہ پی جانے والے پر انعام

حدیث شریف: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص غصہ کو پی جائے جبکہ اس میں غصہ کے تقاضہ کو پورا کرنے کی طاقت بھی ہو (لیکن اس کے باوجود جس پر غصہ ہے اس کو کوئی سزا نہ دے) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو ساری مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اس کو اختیار دے گا کہ جنت کی حوروں میں سے جس حور کو چاہے اپنے لئے پسند کرلے۔ (ابوداوٗد باب من کظم غیظا حدیث 4777)

اللہ تعالیٰ کو محبوب دو خصلتیں

حدیث شریف: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے قبیلہ عبد قیس کے سردار حضرت اشج رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں۔ ایک حلم یعنی نرمی اور برداشت دوسرے جلد بازی سے کام نہ کرنا۔ (مسلم باب الامر بالایمان باللہ تعالیٰ حدیث 117)

چودھواں باب

دعا کی فضیلت و اہمیت اور دعا کی قبولیت کے مقامات احادیث کی روشنی میں

دعا کی فضیلت واہمیت

دعا عبادت کا مغز ہے

حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
دعا عبادت کا مغز ہے (ترمذی، باب منہ الدعاء مخ العبادۃ، حدیث 3371)

دعا عبادت ہی ہے

حدیث شریف: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا دعا عبادت ہی ہے۔ (ترمذی، باب ومن سورۃ المومن، حدیث 3247)

دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے

حدیث شریف: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دعا کے سوا کوئی چیز تقدیر کے فیصلہ کو ٹال نہیں سکتی اور نیکی کے سوا کوئی چیز عمر کو نہیں بڑھا سکتی اور آدمی (بسا اوقات) کسی گناہ کے کرنے کی وجہ سے روزی سے محروم کردیا جاتا ہے۔ (مستدرک)

دعا مانگنا ہر صورت فائدہ مند ہے

حدیث شریف: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: زمین پر جو مسلمان بھی اللہ تعالیٰ سے کوئی ایسی دعا کرتا ہے جس میں کوئی گناہ یا قطع رحمی کی بات نہ ہو تو اللہ تعالیٰ یا تو اس کو وہی عطا فرما دیتا ہے جو اس نے مانگا ہے یا کوئی تکلیف اس دعا (کی برکت) سے دور فرما دیتا ہے یا اس کے لئے اس کے برابر اجر کا ذخیرہ کر دیتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا: جب یہ بات ہے تو ہم بہت زیادہ دعائیں کریں گے۔ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بھی بہت زیادہ دینے والا ہے۔(ترمذی' باب انتظار الفرج وغیر ذلک حدیث 3573)

دعا مانگنے والوں کو خالی نہیں لوٹایا جاتا

حدیث شریف: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں بہت زیادہ حیا کی صفت ہے وہ بغیر مانگے بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔ جب آدمی رب تعالیٰ کے سامنے مانگنے کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو انہیں ان ہاتھوں کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے حیا آتی ہے۔(ترمذی' باب ان اللہ حیی کریم' حدیث 3556)

دعا مانگنے والے کے ساتھ رب کی رحمت ہوتی ہے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تاجدار کائنات ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ

میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جس وقت وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ (مسلم باب فضل الذکر والدعاء حدیث 6829)

دعا سے بڑھ کر کوئی بلند چیز نہیں

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ بلند مرتبہ کوئی چیز نہیں ہے۔ (ترمذی، باب ما جاء فی فضل الدعاء حدیث 3370)

سختیوں کے وقت سے زیادہ خوشحالی میں دعا کرے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ سختیوں اور بے چینیوں کے وقت اس کی دعا قبول فرمائے تو اسے چاہئے کہ وہ خوشحالی کے زمانے میں زیادہ دعا کیا کرے۔ (ترمذی، باب ما جاء ان دعوۃ المسلم مستجابۃ حدیث 3382)

دعا مومن کا ہتھیار ہے

حدیث شریف: حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا مومن کا ہتھیار ہے، دین کا ستون ہے اور زمین و آسمان کا نور ہے۔ (مستدرک)

دعا کی قبولیت میں جلد بازی نہ کرے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا' بندہ جب تک گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ کرے اس کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے' بشرطیکہ وہ جلد بازی نہ کرے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ! جلد بازی کا کیا مطلب ہے؟ ارشاد فرمایا' بندہ کہتا ہے میں نے دعا کی پھر دعا کی لیکن مجھے تو قبول ہوتی نظر نہیں آتی۔ پھر اکتا کر دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے۔(مسلم' باب بیان انہ یستجاب للداعی' حدیث 6936)

دعا مانگتے وقت نگاہیں نیچی رکھی جائیں

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا لوگ نماز میں دعا کے وقت اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز آ جائیں ورنہ ان کی بینائی اچک لی جائے گی۔(مسلم' باب النہی عن رافع البصر' الی السماء فی الصلوٰۃ)

اجتماعی دعا کی برکت

حدیث شریف: حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو جماعت ایک جگہ جمع ہو اور ان میں سے ایک دعا کرے اور دوسرے آمین کہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا ضرور قبول فرماتا ہے۔(مستدرک)

ہر رات میں ایک قبولیت کی گھڑی ہوتی ہے

حدیث شریف: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ہر رات میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ مسلمان بندہ اس میں دنیا و آخرت کی جو خیر مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرماتا ہے۔ (مسلم، باب فی اللیل ساعۃ مستجاب فیھا الدعاء حدیث 1770)

آدھی رات میں دعا مانگنے والوں پر کرم

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو رب تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف تجلی خاص فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرے، میں اس کی دعا قبول کروں گا؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے میں اس کی مغفرت کروں؟ (بخاری، باب الدعاء والصلوٰۃ من آخر اللیل حدیث 1145)

پانچ کلمات کے ذریعہ مانگنے والے کو عطا کیا جاتا ہے

حدیث شریف: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو شخص بھی ان پانچ کلمات کے ذریعہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا فرماتا ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا

شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
(طبرانی، مجمع الزوائد)

اسم اعظم کیا ہے؟

حدیث شریف: حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کیا میں تم کو اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم نہ بتادوں کہ جس کے ذریعہ سے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور سوال کیا جائے تو پورا فرماتا ہے؟ یہ وہ دعا ہے کہ جس کے ذریعہ حضرت یونس علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو تین اندھیروں میں پکارا تھا:

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ
(تین اندھیروں سے مراد رات، سمندر اور مچھلی کے پیٹ کے اندھیرے ہیں)

ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ دعا حضرت یونس علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے۔ یا تمام ایمان والوں کے لئے عام ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ کیا تم نے رب تعالیٰ کا ارشاد نہیں سنا:

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ

رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مسلمان اس دعا کو اپنی بیماری میں چالیس مرتبہ پڑھے، اگر وہ اس مرض میں فوت ہو جائے تو اس کو شہید کا ثواب دیا جائے گا اور اگر اس بیماری سے اسے شفا مل گئی تو اس شفا کے ساتھ اس کے تمام گناہ معاف فرما دیئے جائیں گے۔ (مستدرک للحاکم)

پانچ قسم کی دعائیں خاص طور پر قبول ہوتی ہیں

حدیث شریف: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ قسم کی دعائیں خاص طور پر قبول کی جاتی ہیں۔ مظلوم کی دعا جب تک وہ بدلہ نہ لے لے، حج کرنے والے کی دعا جب تک وہ لوٹ نہ آئے، مجاہد کی دعا جب تک وہ واپس نہ آئے، بیمار کی دعا جب تک وہ صحت یاب نہ ہو اور ایک بھائی کی دوسرے بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعا۔ پھر نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اور ان دعاؤں میں سب سے جلدی قبول ہونے والی وہ دعا ہے جو اپنے کسی بھائی کے لئے اس کی پیٹھ پیچھے کی جائے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

تین دعاؤں کو رد نہیں کیا جاتا

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین دعائیں خاص طور پر قبول کی جاتی ہیں جن کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ (اولاد کے حق میں) باپ کی دعا، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا (ابوداؤد، باب الدعا بظہر الغیب، حدیث 1536)

دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں؟

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تم نیکی کا حکم کرو ورنہ تم پر کسی ظالم بادشاہ کو مسلط کر دیا جائے گا جو تمہارے چھوٹے پر رحم نہیں کرے گا اور تمہارے نیک لوگ دعا کریں گے مگر ان کی دعائیں قبول نہیں ہوں گی وہ معافی مانگیں گے مگر ان کو معافی نہیں ملے گی۔ (بحوالہ از کتاب: مکاشفۃ القلوب امام غزالی علیہ الرحمہ)

معلوم ہوا کہ دعاؤں کی قبولیت میں رکاوٹ کا ایک سبب نیکی کا حکم نہ دینا ہے۔ آج ہم نے واقعی نیکی کی دعوت کو عام کرنا چھوڑ دیا ہے۔

اپنے لئے تو سبھی جیتے ہیں

ہم نیک اعمال کرتے ہیں۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر نیک اعمال کرتے ہیں اس کا فائدہ ہماری ذات کو ہوتا ہے اور یہ ہم پر ضروری بھی ہے کہ ہم ان فرائض کو ادا کریں لیکن اس کا فائدہ ہماری ذات کو ہوتا ہے اس کے ثمرات و برکات صرف ہمیں ملیں گے۔ اس لئے یہ کوئی کمال نہیں ہوا۔ مومن کی شان تو یہ ہے کہ وہ پیغامِ حق اور نصیحت کی باتیں دوسرے مسلمان بھائیوں تک پہنچائے۔

کیونکہ ایسے مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جن کو علمِ دین اور حق باتوں کے بارے میں معلومات نہیں ہوتی وہ عقائد کے معاملہ میں بالکل کورے ہوتے ہیں۔ ایسے مسلمان بھائیوں کو عقائد کے بارے میں سمجھایا جائے تاکہ ان کا ایمان محفوظ رہے اور ساتھ ساتھ اصلاحی باتیں بھی بتائی جائیں تاکہ ان کے دل میں عمل کا جذبہ بھی بیدار ہو۔ یہ ہے دوسروں کے لئے زندگی گزارنا جو کہ ہم پر لازم ہے۔

یہ حدیث شریف آپ نے سنی ہوگی کہ مومن وہ ہے جو اپنے لئے پسند کرے وہی چیز اپنے مومن بھائی کے لئے بھی پسند کرے۔ ہم الحمدللہ مومن ہیں۔ نماز، روزہ اور اس کے علاوہ دینی مجالس میں جانا، عقائد اصلاح سے بھرپور لٹریچر جو ہم اپنے لئے پسند کرتے ہیں تو ہمارا یہ فرض ہے کہ یہی معاملات ہم اپنے مسلمان بھائیوں، اپنے گھر والوں، اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور اپنے دوستوں کے لئے بھی پسند کریں تاکہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہم سے

پوچھ گچھ نہ ہو۔

اپنے مسلمان بھائیوں کے عقائد اور اصلاح کی فکر کرنا چھوڑ دینا بھی دعاؤں کی قبولیت میں رکاوٹ کا سبب ہے لہذا ہمیں یا شیخ اپنی دیکھ والے کام کو چھوڑ کر ہر مسلمان کے عقائد اور اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔

جلدی مچانے والوں کی دعا قبول نہیں ہوتی

''احسن الوعاء'' میں آداب دعا بیان کرتے ہوئے مولانا نقی علی خان صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دعا کے قبول ہونے میں جلدی نہ کریں۔ حدیث شریف میں ہے کہ خدائے تعالیٰ عزوجل تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں کرتا۔

(1)......جو گناہ کی دعا مانگے۔

(2)......ایسی بات چاہے کہ قطع رحم ہو۔

(3)......ایسا شخص جو دعا کی قبولیت میں جلدی کرے کہ میں نے جو دعا مانگی وہ اب تک قبول نہیں ہوئی۔

ایسا شخص گھبرا کر دعا چھوڑ دیتا ہے اور قبولیت سے محروم رہ جاتا ہے۔

''احسن الوعا الآداب الدعاء'' پر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ نے حاشیہ تحریر فرمایا ہے۔ ایک مقام پر دعا کی قبولیت میں جلدی مچانے والوں کو آپ نے اپنے مبارک انداز اور بہت علمی انداز میں سمجھایا ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

دنیاوی افسروں کے آرزومندوں کو دیکھا جاتا ہے کہ تین تین برس تک انتظار میں گزارتے ہیں۔ صبح وشام ان کے دروازے پر دوڑتے ہیں اور وہ (افسران) ہیں کہ رخ نہیں ملاتے، جواب نہیں دیتے، جھڑکتے، دل تنگ ہوتے، ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ امیدواری میں لگایا تو بیگار (بیکار محنت سر پر) ڈالی۔ یہ حضرت گرہ (یعنی امیدوار جیب) سے کھاتے، گھر سے منگواتے،

بیکار بیگار (فضول محنت) کی بلاء اٹھاتے ہیں اور وہاں برسوں گزریں۔ ہنوز (یعنی ابھی تک) روز اول ہے مگر یہ نہ امید توڑیں، نہ پیچھا چھوڑیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے دروازے پر اول تو آتا ہی کون ہے؟ اور آئے بھی تو اکتاتے گھبراتے کل کا ہوتا کام آج ہو جائے۔ ایک ہفتہ کچھ پڑھتے گزارا اور شکایت ہونے لگی صاحب! پڑھا تو تھا کچھ اثر نہ ہوا۔ یہ احمق اپنے لئے اجابت (یعنی قبولیت) کا دروازہ خود بند کر لیتے ہیں۔ سرکار اعظم ﷺ فرماتے ہیں کہ:

''تمہاری دعا قبول ہوتی ہے جب تک تم جلدی نہ کرو کہ میں نے دعا کی تھی قبول نہ ہوئی''

دعا کی قبولیت میں تاخیر کا ایک اور سبب

محترم حضرات! دعا کی قبولیت میں تاخیر کی کافی مصلحتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں جو ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔

سرکار اعظم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا کوئی پیارا دعا کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ یاالٰہی! جل جلالہ تیرا بندہ تجھ سے کچھ مانگتا ہے۔ حکم ہوتا ہے کہ ٹھہرو! ابھی نہ دو تاکہ پھر مانگے کہ مجھ کو اس کی آواز پسند ہے اور جب کوئی فاسق یا کافر دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کا کام جلدی کرو تاکہ پھر نہ مانگے کہ مجھ کو اس کی آواز مکروہ (یعنی ناپسند) ہے (بحوالہ: بیہقی)

دعا کی قبولیت میں تاخیر بھی نظر کرم ہے

حضرت مولانا نقی علی خان صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اے میرے عزیز! تیرا رب جل جلالہ فرماتا ہے کہ میں دعا مانگنے والوں کی دعا قبول کرتا ہوں۔ جب مجھ سے دعا مانگے، مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔ لیکن یقین سمجھ کہ وہ تجھے اپنے در سے محروم نہیں کرے گا اور اپنے وعدے کو وفا فرمائے گا۔ وہ اپنے حبیب ﷺ سے فرماتا ہے کہ اے میرے

محبوب ﷺ! مانگنے والے کو نہ جھڑکنا۔ پھر وہ رب جل جلالہ کسی طرح اپنے خوان کرم سے دور کرے گا بلکہ وہ تجھ پر نظر کرم رکھتا ہے کہ تیری دعا کے قبول کرنے میں دیر کرتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن سعید بن قطان رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ عرض کی اے مالک مولیٰ جل جلالہ! میں اکثر دعا کرتا ہوں اور تو قبول نہیں فرماتا؟ حکم ہوا۔ اے یحییٰ رضی اللہ عنہ! میں تیری آواز کو دوست رکھتا ہوں۔ اس واسطے تیری دعا کی قبولیت میں تاخیر کرتا ہوں۔ (بحوالہ احسن الوعاء)

بعض اوقات ہمارے ذہنوں میں یہ بات آتی ہے کہ دعا آخر کیوں قبول نہیں ہوئی جبکہ احادیث میں قبولیت کی سند موجود ہے۔

حضرت علامہ مولانا نقی علی خان صاحب علیہ الرحمہ نے اس کی وجوہات لکھی ہیں۔

(1)...... دعا کرتے وقت دل کو حاضر رکھنا چاہئے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ غافل کی دعا نہیں سنتا۔

(2)...... دعا میں جلدی نہ کرے کیونکہ جلدی کرنے سے دعا قبول نہیں ہوتی۔

(3)...... ادب کا فوت ہونا، اپنی خطا پر نادم نہ ہونا، خدا تعالیٰ کی شکایت کرنا یہ دعا کی قبولیت میں رکاوٹ بنتی ہیں۔

(4)...... سرکار اعظم ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک شخص سفر دراز کرے۔ بال الجھے، کپڑے گرد آلود، اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلائے اور یارب! یارب! کہے مگر اس کا کھانا، پینا اور پرورش حرام ہے تو اس کی دعا کہاں قبول ہو۔

دعا کی قبولیت کے مقامات

(1)...... دعا کے وقت باوضو، قبلہ رو، دوزانوں بیٹھے، نیچی نگاہیں کیئے اعضاء کو خاشع بنائے، باادب ہاتھوں کو سینے، شانوں یا چہرے کے مقابل اور ہتھیلیاں پھیلی رکھے۔

(2)......آنسو ٹپکنے میں کوشش کرے، اگر چہ ایک ہی قطرہ ہو کہ یہ دعا کی قبولیت کی دلیل ہے۔رونا نہ آئے تو رونے جیسی صورت بنا لی جائے۔

(3)......شب قدر اور رمضان کی راتوں میں۔

(4)......روز عرفہ یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ خصوصا میدان عرفان میں۔

(5)......ٹھیک آدھی رات کے اس وقت تجلی خاص ہوتی ہے۔

(6)......سحری کے وقت۔

(7)...... جمعہ کے دن وہ ساعت جس وقت امام خطبہ کے لئے ممبر پر بیٹھ جائے۔اس وقت یہ ساعت شروع ہوتی ہے اور امام کے سلام پھیرنے تک یہ ساعت رہتی ہے۔

(8)......مسجد کو جاتے وقت۔

(9)......وقت اذان

(10)......تلاوت قرآن مجید کے بعد

(11)......جب مسلمان جہاد میں صفیں باندھیں۔

(12)......جب کفار سے لڑائی گرم ہو۔

(13)......آب زم زم پیتے وقت۔

(14)......افطاری کے وقت

(15)......برسات برستے وقت

(16)......جب مرغ اذان دے۔

(17) اجتماعی دعا بھی قبول ہوتی ہے۔(الحمدللہ یہ سعادت اہلسنت کو حاصل ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد اجتماعی دعا کرتے ہیں)

(18)...... جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کا ذکر ہوتا ہو۔

(19)......مسلمان میت کے پاس خصوصا جب اس کی آنکھیں بند کریں۔

(20)......رجب کی چاندرات، شب برات، شب عید الفطر اور شب عید الاضحیٰ

(21)......کعبۃ اللہ پر پہلی نظر پڑتے ہی۔

(22)......ملتزم سے لپٹ کر۔

(23)......زیر میزاب

(24)......حطیم

(25)......حجر اسود

(26)......رکن یمانی

(27)......خلف مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

(28)......صفا اور مروہ میں

(29)......مزدلفہ اور منیٰ میں

(30)......مسجد نبوی ﷺ میں

(31)......مواجہ شریف سرکار اعظم ﷺ امام ابن الجزری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دعا یہاں قبول نہ ہوگی تو کہاں ہوگی)

(32)......منبر نبوی ﷺ کے پاس

(33)......مسجد نبوی ﷺ کے ستونوں کے پاس

(34)......مسجد قباء شریف اور مسجد الفتح شریف میں

(35)......جبل احد شریف اور مزارات بقیع واحد

(36)......مزار اقدس امام اعظم ابوحنیفہ کے پاس (مقدمۂ شامی میں ہے کہ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھے جب کوئی حاجت پیش آتی ہے۔ دو رکعت نماز پڑھتا اور امام اعظم علیہ الرحمہ کی قبر مبارک کے پاس جا کر دعا مانگتا ہوں، اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے۔)

(37)......ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ تین افراد کی دعائیں مقبول ہیں۔

(۱) مظلوم کی دعا (۲) مسافر کی دعا (۳) ماں باپ کی اپنی اولاد کو کوسنا

(38)......سرکار اعظم ﷺ فرماتے ہیں کہ اپنی جانوں پر بددعا نہ کرو، اپنی اولاد کو بددعا نہ دو، اپنے خادم کو بددعا نہ دو اور اپنے مالوں کو بددعا نہ کرو کیونکہ دعا کی قبولیت کی گھڑی ہو سکتی ہے۔

(39)......عادل بادشاہ

(40)......مرد صالح

(41)......ماں باپ کا فرمانبردار

(42)......اولاد کی دعا والدین کے حق میں

(43)......حجاج کرام کی دعا جب تک نہ پلٹے

(44)......عمرہ کرنے والوں کی دعا

(45)......بیمار کی دعا

(46)......دعا کے اول و آخر درود شریف پڑھنے والے کی

(47)......والدین کی دعا اولاد کے حق میں

(48)......کسی مسلمان پر احسان کرنے والے کی دعا

(49)......بزرگوں کے وسیلے سے

(50)......سرکار اعظم ﷺ کے وسیلے سے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَابْتَغُوا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (سورۃ المائدہ، آیت 35)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔

حدیث شریف: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص سرکار ﷺ کے پاس آیا اور کہا یارسول اللہ ﷺ میری بینائی کے لئے دعا کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر چاہو تو دعا کروں اور اگر چاہو تو صبر کرو۔ یہ بہتر ہوگا۔ اس نے کہا کہ دعا کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرکے کہو' اے اللہ جل جلالہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیرے نبی رحمت کے وسیلے سے حاضر ہوں۔ اے محمد ﷺ! میں اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی حاجت روائی کے لئے آپ کو وسیلہ بناتا ہوں۔ اے اللہ! میرے حق میں آپ کی شفاعت قبول فرما۔ (ابن ماجہ' حدیث 1443' ص 396' مطبوعہ فرید بک لاہور)

صحیح بخاری میں ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی۔ اے اللہ تعالیٰ! ہم تیرے نبی ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں۔ ہم پر باران رحمت نازل فرما۔

(بخاری' کتاب الاستسقاء' حدیث 1009' ص 1629' مطبوعہ دارالسلام' ریاض سعودی عرب)

کن کن باتوں کے لئے دعا نہ کی جائے

(1)......انبیاء کرام علیہم السلام کا مرتبہ مانگنے کی دعا نہ کرے۔

(2)......لغو اور بے فائدہ دعا نہ کرے۔

(3)......گناہ کی دعا نہ کرے کہ مجھے پرایا مال جائے یا کوئی فاحشہ زنا کرے۔

(4)......قطع رحم کی دعا نہ کرے مثلاً فلاں رشتہ داروں سے لڑائی ہوجائے۔

(5)......اللہ تعالیٰ سے حقیر چیز نہ مانگے کہ پروردگار جل جلالہ غنی ہے۔

(6)......رنج و مصیبت اسے گھبرا کر اپنے مرنے کی دعا نہ کرے کہ مسلمان کی زندگی اس کے حق میں غنیمت ہے۔

(7)......کسی مسلمان کو یہ بددعا نہ کرے کہ تو کافر ہو جائے۔

(8)......کسی مسلمان پر لعنت نہ کرے اور اسے مردود اور ملعون نہ کہے۔

(9)......کسی مسلمان کو یہ بددعا نہ دے کہ تجھ پر خدا تعالیٰ کا غضب ہو اور تو آگ یا دوزخ میں داخل ہو۔

(10)......اپنی جانوں، اولادوں، خادموں اور اموالوں پر بددعا نہ کرو۔

یہ تمام دعائیں نہیں کرنی چاہئے۔ احادیث میں ان دعاؤں سے منع فرمایا گیا ہے۔ ہم اکثر یہ کہتے پھرتے ہیں کہ نہ جانے ہم سے ایسا کون سا گناہ ہو گیا ہے کہ ہماری دعائیں اللہ تعالیٰ نہیں سنتا۔

ہم نے کبھی غور کیا! ہم ذرا سوچیں!

اپنے آپ سے سوال کریں؟

☆ ہم پر اللہ تعالیٰ نے پنجگانہ نماز فرض کیں اور جماعت کو واجب رکھا۔ کیا ہم نے فرض نمازیں باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کیں؟

☆ کیا ہم نے کوئی نماز خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کی؟

☆ کیا ہم نے کوئی سجدہ اپنے پروردگار جل جلالہ کے شایان شان کیا؟

☆ کیا ہم نے ماہ رمضان کے روزے حقیقی طور پر رکھے؟

☆ کیا ہم نے حقوق العباد صحیح معنوں میں ادا کئے؟

☆ کیا ہم نے اپنے والدین کی خدمت اور ادب کی؟

☆ کیا ہم غیبت سننے اور کرنے سے بچے؟

☆ کیا ہم نے بدنگاہی اور بدگمانی ترک کی؟

☆ کیا ہم بدعہدی اور بدگوئی سے محفوظ رہے؟

☆ کیا ہم مسلمانوں کو تکلیفیں دینے سے باز رہے؟

☆ کیا ہم فلموں، ڈراموں اور گانے سننے سے بچے؟

☆ کیا ہم نے سنت کے مطابق زندگی گزاری؟

☆ کیا ہم کسی بھی طرح سے حرام کھانے سے بچے؟

☆ کیا ہم نے پڑوسیوں اور اپنی بیوی کے حقوق ادا کئے؟

☆ کیا ہم نے اپنی اولاد کو اسلامی تربیت دی؟

☆ کیا ہم نے دین کے کام کو بڑھانے کے لئے محنت کی؟

یہ تمام سوالات ہم اپنے ضمیر سے کریں تو یقینا یہی جواب آئے گا کہ ہم غافل رہے پھر ہم کس منہ سے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ ہم نے کون سا گناہ کیا ہے کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ بلکہ ہمیں تو یہ کہنا چاہئے کہ ہم نے کون سی ایسی نیکی کی ہے کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ یہ اس کا فضل ہے کہ وہ ہمیں معاف فرما دیتا ہے۔ اسی لئے ہمیں چاہئے کہ اپنے رب جل جلالہ سے دعا مانگیں تو دل میں پوری ہونے کی امید رکھیں مگر کسی وسوسے کا شکار نہ ہوں۔

مومن کی دعا کے ثمرات اس کو ہر حال میں ملتے ہیں۔ دعا کرنے سے اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں یا اس کی دعا قبول ہوجاتی ہے یا اس دعا کی برکت سے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ ہم سے جس قدر ہو سکے، گناہوں سے بچنا چاہئے۔ اپنے رب جل جلالہ سے ہر حال میں خوش رہنا چاہئے۔ کیا معلوم کہ وہ کس حال میں ہم سے راضی ہو۔ شکوہ اور شکایت سے بچنا چاہئے کہ اسی میں ہماری بھلائی ہے۔

اے میرے اللہ جل جلالہ! ہمیں تیری رضا پر راضی رہنے والا اور ہمیں ایسا نیک بنا دے کہ ہم مستجاب الدعوات بن جائیں۔ آمین